حُباب آگُرُک ہٕت اَبرُ سوٗنٛت کالُک !

چھکان باگران مے نظر نَو بہاژن ج ر !

حُباب

مصنفہ

پتیامبر ناتھ در فانیؔ کاشمیری۔ بی ۔ اے۔

حالی پبلشنگ ہاؤس دہلی

مطبوعہ

یونین پرنٹنگ پریس دہلی

اکتوبر ۱۹۵۴ء

تعداد ایک ہزار

قیمت دو روپے



سوزخواِنی فانیو! چاَنی یِمَن کشمیر کیٔن

آگرن آرن ہنٛدے سوزِروانی ہُنٛد ثبوت

اِنتساب

میں انتہائی محبّت و عقیدت کے ساتھ اپنے اس مجموعۂ کلام

کو فلاکت زدہ کشمیر کے شاعروں، ادیبوں، مورّخوں، صحافیوں،

مصوّروں، موسیقاروں، سنگتراشوں، معماروں، دستکاروں،

کاریگروں، محنت کشوں، اور راہِ آزادی میں شہید شدہ

مردوں اور عورتوں سے منسوب کرتا ہوں۔

فانیؔ کاشمیری

گذارشِ احوال

اپنی مادری زبان کشمیری میں "حُباب" کے زیرِ عنوان اپنا یہ مجموعہ کلام ہدیۂ قارئین کرنے میں میرے لئے جو بات باعثِ تحریک اور وجۂ حوصلہ بن چکی ہے۔ وُہ ہے اپنے وطنِ مالوف کشمیر کے ذرہ ذرّہ سے میری والہانہ عقیدت و محبّت۔ ہاں یہی عقیدت اور محبت جو کہ ایک سچے محبِّ وطن میں رفتہ رفتہ جُنون کی صورت اختیار کر بیٹھتی ہے۔ گو کسی شخص کا خود ہی اپنے حبِّ وطن کا دعویٰ کرنا خود ستائی کے مترادف ہے۔ لیکن بحالتِ جنون ایک مجنون محبِّ وطن کی زبان سے اِس قسم کی بات کا مُنہ نکلنا جہاں کچھ تعجب انگیز نہیں ہے۔ وہاں ناقابلِ اعتنا بھی نہیں ہوسکتا ہے۔ اور خاصکر ایک ایسے جنونی محبِّ وطن کی زبان سے مذکورہ دعوے غیر فطرتی معلوم نہیں ہوتا ہے۔ جس کی فطرت میں شاعری کی افتاد بھی ہو۔ کیونکہ شاعری اور جنون جہاں لازم و ملزوم ہیں۔ وہاں ایک دوسرے کے لئے باعثِ تحریک بھی ہیں۔ ایک شاعر کا ملکۂ شاعری تب تک حقیقی معنوں میں متحرک نہیں ہوسکتا ہے۔ جب تک کہ اُس پر جنوں کی حالت طاری نہ ہو۔ اور جنون کی حالت بھی بجائے خود دِل کو آگ لگا دینے والی شاعری سے پیدا ہوسکتی ہے۔ پس اگر شاعر کے دِل میں آتشِ جنون کے شعلے بھڑک رہے ہوں۔ تو یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ کہ وُہ جنون کی حالت میں اپنے شعلہ سامان جذبات و واردات کو دِل کی گٹھری میں باندھ کر رکھے؟

"لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے
ولے مشکل ہے حکمت دِل میں سوزِ غم چھپانے کی!"

شاعر کے دِل میں آگ لگتی ہے۔ تو وہ گُلبار ہوتا ہے۔

"بھری ہو آگ سینے میں تو شعر گرم پیدا ہو،
کہ شاعر وہ شجر ہے جس کا جلتا ہے تو پھلتا ہے"

اوہو! میں تو اصل موضوع سے قدرے بھٹک گیا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک مُحبِّ وطن شاعر بھی ہو۔ تو کیا اُس کا حُبِّ وطن جنون میں بدل نہیں جائے گا۔ اور جنون کی حالت میں اُس کے منہ سے وہی بات سرزد نہیں ہو گی جو کہ اُس کے دِل میں چُٹکیاں لے رہی ہو؟ اگر اِس سوال کا جواب اثبات میں ہو۔ تو میرا یہ دعوی بھی صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ جہاں میری رگ رگ میں حُبِّ وطن کی گرمی سرایت کر گئی ہے۔ وہاں یہ اب اِلتہابِ جنون کے درجے تک جا پہنچی ہے۔ چنانچہ اِسی جنون آساحبِّ وطن کی شِدّت میری اِس منظوم کِتاب کی وجہِ تسمیہ بن گئی۔ اور اِس کا نام "حباب" ہُوا۔ یہ نام باعنوان کہاں تک میرے جنون کی پیداوار منظومات کی اصل رُوح کا عکّاس و آئینہ دار ہے۔ اُس کا فیصلہ قارئین کرام ہی کر سکتے ہیں۔

جذبۂ حُبِّ وطن کو صحیح طور پر نبھانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ایک محبِّ وطن صرف اپنے مُلک کی سرزمین اور آب وہوا، جھیلوں، جھرنوں، ندیوں اور آبشاروں، ٹیلوں، پربتوں اور پہاڑوں، جنگلوں اور مرغزاروں، ویرانوں اور گلزاروں، پھلوں اور پھولوں اور پرندوں، حیوانوں اور انسانوں

کے ساتھ ہی اظہارِ محبت نہ کرے۔ بلکہ اُس زبان سے بھی پیار کرے۔ جو کہ اُسے مہد سے لیکر لحد تک اپنے خیالات، جذبات اور احساسات کے اظہار کے لئے اپنے آباواجداد سے ورثہ میں ملی ہو۔ اور یہ امر بھی کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ جس زبان سے آدمی بچپن ہی سے مانوس ہُوا ہو۔ اور جس کے ذریعے وُہ اپنے محسوسات اور وارداتِ قلب کا اظہار روانی اور بے تکلفی کے ساتھ کرکے اپنے دِل کا بوجھ ہلکا کر رہا ہو۔ اُسی زبان کے ساتھ وہ نفرت کرنے لگ جائے۔ یا اِسکی ترقّی سے بے رُخی اور بے اعتنائی برت لے؟ کیا اپنی مادری زبان سے نفرت کرنے والے آدمی پر اُس شخص کی مثال لاگو نہیں ہو گی۔ جو کہ خود ہی اپنی زبان کو کاٹ کر اپنے آپ کو قوّتِ گویائی اور گوناگوں لذّتوں اور نعمتوں کے تلذّذ سے محروم کرے۔ یا اپنی ناک کاٹ کر اپنے چہرے کو بدنما اور کریہہ المنظر بنا ڈالے؟

کسی فردِ بشر کے جذبۂ حبِّ وطن کا اظہار جس قدرتی پن اور بے ساختگی کے ساتھ اُس کی مادری زبان میں ممکن ہو سکتا ہے۔ اُسی قدرتی پن اور بے ساختگی کے ساتھ اُس جذبہ کا اظہار کسی ایسی زبان میں ممکن نہیں ہو گا۔ جس کے سانچے میں بچپن ہی سے اُس کے خیالات و احساسات ڈھل نہ گئے ہوں۔ لیکن اِس کا ہرگز یہ مطلب نہیں۔ کہ دوسری زبانوں سے نفرت یا اُن کے سیکھنے میں کوتاہی کی جائے، کیونکہ دوسری زبانوں سے استغنا، نفرت اور مغایرت کا اظہار جذبۂ حبِّ وطن کی پختگی اور استحکام کے نقیض اور بین الاقوامیت اور عالمگیر اخوّت کی فضا کی مسمومیت کا باعث ہو گا۔ حُبِّ وطن کا

مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ ایک مُحبِّ وطن کے دل میں صرف اپنے وطن کی محبّت گھر کر چکی ہو۔ اَور جغرافیائی حد بندیوں کے تحت اُس میں صُوبائی تعصب تنگدلانہ قومیت، نسلی منافرت اَور لِسّانی تفریق و عصبیت کے جذبات نشوونما پا چکے ہُوں۔ بلکہ سچّی حبُّ الوطنی سے مراد ہے اپنے وطن کے ماحول اَور افراد سے محبّت اَور ساتھ ہی ساتھ ساری دُنیا کے مختلف ماحولوں اَور لوگوں سے دلبستگی اَور مانوسیت۔ اَور یہی انسانیت اَور عالمگیر اخوّت کا اصلی تصوّر ہے ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ کہ جب تک ایک آدمی کے دل میں اپنے وطن کی سچّی اور بے لوث محبّت کا جذبہ موجزن نہ ہو۔ تب تک اُسے شاید اِس بات کا احساس نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ دوسرے ملک کے لوگوں کو بھی اپنے وطن کے ساتھ گہری محبت اَور والہانہ عقیدت کا اظہار کرنے) اپنی مرضی کے تابع اپنی قسمت کو بنانے اَور آزادانہ ماحول میں سانس لینے کا حق حاصل ہے۔ اپنے وطن سے محبت اَور دوسرے مُلک یا مُلکوں سے نفرت نظریۂ فسطائیت کی تعبیر ہے۔ بہرحال حبِّ وطن کے موضوع پر مزید بحث طُولِ عمل کا باعث ہو گی۔ جس کے لئے اِس تمہیدی مضمون میں گنجایش نہیں ہے۔ مُدّعائے موضوع یہ ہے۔ کہ حُبِّ وطن کے اظہار کے ساتھ ساتھ اپنی مادری زبان اَور اِس کے ادب کے ساتھ بھی اظہارِ مُحبّت کرنا ایک مُحبِّ وطن کا فرضِ اولیٰ ہے۔ چنانچہ اِس ضمن میں میرا ایمان ہے۔ کہ حُبِّ وطن کا اظہار مادری زبان کی شعر و شاعری میں جس روانی، بے تکلّفی اَور مؤثر طریقے سے ہو سکتا ہے۔ اُس بے ساختگی اَور اثر آفرینی کے ساتھ کسی دوسرے ذریعہ سے ممکن نہیں۔ لیکن اپنی مادری زبان کی شعر و شاعری

کو ترقی دینے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اِسے حُبّ وطن کا ذریعۂ اظہار بنانے کی بجائے سیاسیات کی بھُول بھلیوں میں اُلجھایا جائے۔ کیونکہ فنِ شاعری ایک لطیف اَور شریف فن ہے۔ جو کہ اقتدار پرستانہ اَور استیلائی سیاسیات کی غلاظت سے ملوّث اور ثقالت سے گرانبار ہونے کا روادار نہیں ہوسکتا ہے۔ یوں تو شعرو شاعری اَور سیاسیات کو ایک دوسرے سے کلیتاً الگ کرنا قرینِ مصلحت نہیں ہے۔ کیونکہ شعرو شاعری سے دوسری باتوں کے علاوہ مختلف سیاسی نظریوں کی بھی تصریح و توضیح لطیف پیرایہ میں اور فنکارانہ ڈھنگ سے ہوسکتی ہے۔ لیکن شعرو شاعری کو محض ایک سیاسی جماعت کا آلۂ کار اور اِسکے واحد نظریے کی تبلیغ کا ذریعہ بنانا فنِ شاعری کی لطافت، شرافت اَور آزادی پسندی اَور آزادروی کی رُوح کو کچلنے کے مترادف ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ کہ ایک شاعر کسی خاص سیاسی جماعت یا سیاسی مکتبِ خیال سے تعلق رکھتا ہو۔ اَور پھر بھی اپنی شعرو شاعری کے دامن کو مذکورہ جماعت یا مکتبِ خیال سے بچائے رکھے؟ اِس سوال کا جواب یوں ہے۔ کہ ایک شاعر کِسی سیاسی جماعت سے متعلق بھی ہوسکتا ہے۔ اَور غیر متعلق بھی۔ لیکن غیر متعلق ہونے کی صورت میں بھی اُس کا اپنا کوئی نہ کوئی سیاسی نظریہ ضرور ہوتا ہے۔ اَور اِس نظریے کی تبلیغ کا اُسے پورا پورا حق حاصل ہے۔ لیکن کسی سیاسی جماعت سے متعلق یا غیر متعلق ایک شاعر اگر اپنی شعرو شاعری کی بدولت فقط اپنے سیاسی نظریے کی نشر و اشاعت کا متمنّی ہو۔ اَور اِس بات کا کاروادار نہ ہو۔ کہ کِسی دوسری سیاسی جماعت سے متعلق یا غیر متعلق شاعر بھی

اپنے سیاسی نظریہ کی تبلیغ کرے۔ تو وہ شاعر اُس آزادانہ رُوح کو فنا کرتا ہے۔ جو کہ فنِ شاعری کی وجۂ حیات ہے۔ یا تو شاعر کو سیاسیات کی اُلجھنوں میں پھنسنا نہیں چاہئے۔ یا بصورتِ دیگر اُسے کسی دوسرے شاعر کے سیاسی نظریے کو بھی سُننے اور سمجھنے کی توفیق ہونی چاہئے۔ نہیں تو اُس کی فسطائی بالادستی اور سینہ زوری عروسِ سخن کی حسین و جمیل شکل و صورت کو مسخ کرنے کا باعث ہو گی۔

موجودہ دَور کی جاہ طلب اَور اقتدار پرست سیاسی کشمکشوں اَور مخصوص کی شدّت نے ایک شاعر کی شخصیت کو ایک سیاسی لیڈر کی شخصیت سے نمایاں طور متمایز کیا ہے۔ جہاں ایک سیاسی لیڈر اپنی اقتدار پرستانہ سیاست کو کارگر اور کامیاب بنانے اور اپنے سیاسی حریفوں کو پچھاڑنے کے لئے شب و روز نت نئے منصوبے باندھنے اور ریشہ دوانیاں کرنے میں منہمک رہتا ہے۔ وہاں ایک شاعر سیاسی کشاکشوں، مجادلوں اَور سازشوں سے پیدا شدہ سمومیت سے اپنے مُلک کی فضا کو پاک و صاف رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ ”جہاں ایک سیاسی لیڈر ملک میں فتنہ و فساد کی آگ لگا دیتا ہے۔ وہاں ایک شاعر اُس آگ پر اپنی صُلح جوئی اَور امن پسندی کا جل برساتا ہے“ یعنی سیاسیات کی موجودہ رُوح فرسا نوعیت و صورت کے مدِّ نظر امن آشتی، رواداری اَور بھائی چارہ کی فضا کو خوشگوار رکھنے کے لئے ایک شاعر پر جو ذمّہ داری عاید ہوتی ہے۔ وُہ ایک سیاسی لیڈر کی ذمّہ داری سے کہیں زیادہ اہم اَور گراں ہے۔ پس ضروری ہے۔ کہ سارے شاعر اپنے مختلف سیاسی نظریوں اَور

عقیدوں کے ہوتے ہوئے بھی متحد ہو کر ایک ایسا خوشگوار ماحول قایم کرنے کی سعیٔ بلیغ کریں۔ جس میں سماج کے ہر فرد کو آزادی کا سانس لینا نصیب ہو لیکن بازیگاہِ سیاست کے مداریوں کی طرح اگر اقلیم سخن میں بھی محض سیاسی مصلحتوں کی بنا پر شاعروں کی ایک ٹولی دوسری ہم جنس ٹولی کو "بلیک آوٹ" کرنے یا پچھاڑنے کی کوشش کرے۔ تو اس مذموم طریق کار سے فن شاعری کو فائدہ کی بجائے نقصانِ عظیم پہونچنے کا احتمال ہے۔

فانی کاشمیری
۳۰ ستمبر ۱۹۵۴ء
نئی دہلی

چھا کعبہ، کلیسا، کنشت، بُت خانہ وطن سون؟

(۱) کُس گاش؟ کُہُوک جلوہ؟ کُس نُورانہ وطن سون؟
دیوانہ کران عالمس جانانہ وطن سون!

(۲) خُمارہ ہینن صُوفین، رِندن نہ زِ ژدن ہُشدَ
خُمّار لووئی، مے نووُئی، میخانہ وطن سون!

(۳) چھس سانہ بمان گتھ کران آدم تہ فرشتےَ!
چھا کعبہ، کلیسا، کنشت، بُت خانہ وطن سون؟

(۴) کھُوہ دارِہ وزِ ھے تار گوپتھ حُورہ وُچھن نُور!
کُس مانِہ ۋسِیت آدٕ ۋن اسمانہ وطن سون؟

(۵) چھس چُونہِ جبران اندر اندِئی پوش رنگا رنگ!
کیا زوتہ وُنوئی لالہ فوٚل دُردانہ وطن سون!

(۶) کیالولہ چمن اوٚس بُلبُل دُورِہ پوان آسی!
اکِہ دفعہ شُبان اوٚس کیاشاہانہ وطن سون!

(۷) منحوس کنڈیو آر کھلوِ وُلمت چھُو گُلن نال!
گلزار نہ ہیر کِنۍ اندرۍ ویرانہ وطن سون!

(۸) تُل شور وُچھت فانِیِن لوٚوُ رنگ زمانک
کوتَ تام مگر روزِہ وۄنۍ افسانہ وطن سون!

(۹) کوٚت تام تُلن ہمتِس اِستادہ کرن واٚلۍ؟
چھُس موقعہ زبر جِل وتھن وۄن پانہ وطن سون

کیا ہمارا وطن (کشمیر) بھی کوئی کعبہ ہے۔ کلیسا ہے؟ یا تبخانہ ہے؟

(۱) بھلا ہمارا معشوق — ہمارا وطن (کشمیر) — کونسی روشنی ہے؟ کس کا (دلربا) جلوہ ہے؟ اور کونسا نورِ انوار ہے؟ جو یہ ساری دُنیا کو اپنا والہ و دیوانہ بنا تا ہے!

(۲) ہمارا وطن مست الست صوفیوں، رِندوں اور زِندہ دِلوں کا ایک نیا ہی خمار ہے! ایک نئی ہی شراب ہے! اور ایک نیا ہی میخانہ ہے!

(۳) واہ واہ! آدم اور فرشتے تو ہر وقت اِس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں! اور اِس کا طواف کرتے ہیں! —— کیا ہمارا وطن بھی کوئی کعبہ ہے؟ کلیسا ہے؟ کنشت ہے یا تبخانہ ہے؟

(۴) ستاروں نے اپنے جھروکے کھول کر رکھے۔ تاکہ (فردوس بریں کی) حوریں ہمارے وطن کے جلوۂ انوار کا نظارہ کریں! بھلا یہ کون مان سکتا ہے۔ کہ ہمارا وطن عرشِ معلےٰ سے ہی نیچے اُتر آیا؟

(۵) گوناگوں و بوقلموں پھول چاروں طرف اِس کی میناکاری اور ترصیع و تزئین کرتے ہیں! — کیا نورانی ہے ہمارے محبوب وطن کا رنگ برنگی ہیرا!

(۶) کیا ہی دلربا تھا ہمارے وطن کا گلستان محبت۔ جس کے دیدار کے لئے

دور دور سے بلبلیں آتی تھیں! ۔۔۔ اور کس شاہانہ ٹھاٹھ کا حامل تھا کبھی ہمارا وطن!

(۷) لیکن اے وائے! منحوس کانٹوں اور آرکھلوں، (زہریلی جھاڑیوں) نے گلوں کو بُری طرح سے گھیر لیا ہے! ۔۔۔ باہر سے تو گلستان معلوم ہوتا ہے! لیکن اندر سے ویران اور اجاڑ ہے ہمارا وطن!

(۸) زمانے کا رنگِ نَو دیکھ کر فانی (شاعر) نے بھی شور مچایا۔ کہ "ہمارا وطن اب کب تک محض ایک افسانہ رہ سکتا ہے؟

(۹) "اب کب تک کھڑا کرنے والے ایک گرے ہوئے کو ایستادہ کرتے رہیں گے؟ اب تو وقت ہے، جب کہ ہمارے وطن کو اپنی ٹانگوں پر فوراً کھڑا ہونا چاہیئے!"

ترانۂ وطن

(۱) یِوان لول چھ ژٕ نۆئ وطن دِمبدم چھُم!
مےٚ چھُ ژٕ نۆئ قسم چھُم، مےٚ چھُ ژٕ نۆئ قسم چھُم!

مےٚ چھُم ہول چانٮ۪ن وَتن ہنٛد قسم چھُم!
مےٚ چھُ ژٕ نۆئ قسم چھُم، مےٚ چھُ ژٕ نۆئ قسم چھُم!

(۲) یتھے مایہ جِگرس اندر بقرٲری؟
یتھے مأ ٲم چھو ژٕ نہ دٕ یاو جاری؟

کھنان ہول زخمن یہ چانی لولہ نم چھُم!
مےٚ چھُ ژٕ نۆئ قسم چھُم، مےٚ چھُ ژٕ نۆئ قسم چھُم!

(۳) بیا تاب چھُم آبشارن اندر دِل!
سرن، آگرن، جوئبارن اندر دِل!

رَگن منٛز یہ چھ ژٕ نۆئ وزان زیر و بم چھُم!
مےٚ چھُ ژٕ نۆئ قسم چھُم، مےٚ چھُ ژٕ نۆئ قسم چھُم!

(۴) مثیا مائے وَنتہ مےٚ چانے بہار ژٕ چ؟
نشاطن، نسیمن اندر سونتہ واوِ چ؟

بھران لول سان یُس گُلن ہنٛد کلم چھُم!
مےٚ چھُ ژٕ نۆئ قسم چھُم، مےٚ چھُ ژٕ نۆئ قسم چھُم!

(٥) ژٕ میخانہ میٲنۍ تہ کلہ وال میٲنۍ!
ژٕ پیمانہ میٲنۍ دِلک حال میٲنۍ!
مےٚ چانِئن گُلن منزٕ یِنۍ جامِ جم چھُم!
مےٚ چونۍ قسم چھُم! مےٚ چونۍ قسم چھُم!

(٦) خیالن بہارا مےٚ چانِئن گُلن ہُنْد!
دِماغس خمارا جٔلن، بُلبُلن ہنْد!
پھولان سرسبز ناوٕ جانے قلم چھُم!
مےٚ چونۍ قسم چھُم، مےٚ چونۍ قسم چھُم!

(٧) یِمَن شالہ مارن، یِمَن لالہ زارن
یِمَن کوہسارن، نگین، مرغزارن
نظر آلہ واں رودزٕ ہا، تُوڈٕ یہ غم چھُم!
مےٚ چونۍ قسم چھُم، مےٚ چونۍ قسم چھُم!

(٨) نظر مانہِ بھرمہ رادِہ تصویر سور گیچھ؟
بٕزر مانہِ ژٕ شرادِہ تعبیر شور گیچھ؟
مےٚ فردوس چونۍ تہ چونۍ اِرم چھُم!
مےٚ چونۍ قسم چھُم، مےٚ چونۍ قسم چھُم!

(٩) مےٚ زا ٹیاہدن کونْد ہندوستانچ؟
مےٚ ڈالیا جسوگر بیا شورہ خانچ؟
مےٚ شہجار چونۍ تہ چونۍ کرم چھُم!

مۂ چونُوی قسم چھُم، مۂ چونُوی قسم چھُم!

(۱۰) مۂ ما دینِ وایان، مۂ مادھرم مِلّت؟
مۂ ما کعبہ، بُتخانہ، گیتا نہ سُنّت؟
اگر چھُم نہ چونُوی مۂ دَیر و حرم چھُم!
مۂ چونُوی قسم چھُم، مۂ چونُوی قسم چھُم!

(۱۱) بُومازانہ قبلس سلاما نمازا؟
بُومازانہ پوتلیَن کرُن و پوشہ پُوزا؟
اگر چھُم تہ ہر ذرّہ چونُوی صنم چھُم!
مۂ چونُوی قسم چھُم، مۂ چونُوی قسم چھُم!

(۱۲) مۂ جانے خیالے دِلس اُستواری!
مۂ جانے خیالے زُوس پائید اری!
مۂ جانے خیالے رَوان دَم قدم چھُم!
مۂ چونُوی قسم چھُم، مۂ چونُوی قسم چھُم!

(۱۳) مگر کیا زِہ روپس مۂ رنگ اُرنہ ہندیُوئہ؟
گُلالس پھُنن آبرن ژُوڑہ کُمر نیُوئہ؟
پَزرئی چھُو جانِیَن دُکھن ہند صدم چھُم!
مۂ چونُوی قسم چھُم، مۂ چونُوی قسم چھُم!

(۱۴) بُوکڑالاوُچھُن سینہ خونیؤ چونُوی؟
بُوتُرالاوُچھُن زُونہِ میرئیَن یہ گردُونُوئی؟

سِتَم چون بِنِش دِلَس یَتھ سِتَم چھُم!
مِہ چھو نُوئی قسم چھُم، مِہ چھو نُوئی قسم چھُم!

(۱۵) مگر مرحبا فانِیَس جان باز رَس!
طُفانن انڈر لَڑوِنِس شاہسوار رس!
نِگمن پیٹھ اُوڈرواں جہاد پیٹھ علم چھُم!
مِہ چھو نُوئی قسم چھُم، مِہ چھو نُوئی قسم چھُم!

ترجمہ

ترانۂ وطن

(۱) اے میرے محبوب وطن (کشمیر) مجھے تیری یاد لمحہ بہ لمحہ رہ رہ کر ستا رہی ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!
مجھے تیری راہوں کی محبت گدگدا رہی ہے، تڑپا رہی ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۲) کیا میرے جگر میں یونہی بیقراری ہے؟ کیا میری آنکھوں سے یونہی خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں؟ یہ تو تیری ہی فرقت اور محبت کا ناخن ہے۔ جو میرے درد بھرے گھاؤں اور زخموں کو کرید رہا ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۳) بھلا مجھے قرار کیونکر آئے؟ میرا دِل تو تیری آبشاروں، جھیلوں، سرچشموں اور جوئباروں (کی محبت) میں دھڑک رہا ہے! اور میری رگ رگ میں تیرا ہی زیر و بم مترنم ہے! مجھے تیری قسم ہے۔! مجھے تیری سوگند ہے!

(۴) ذرا بتا تو سہی۔ کہ آیا میں تیری بہار اور نشاط اور نسیم ایسے چمنستانوں میں چلنے والی بادِ بہاری کو کبھی بھول سکتا ہوں۔ جو کہ فرطِ محبت سے میرے دامن کو پھولوں سے بھر دیتی ہے؟ مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۵) تو ہی تو میرا میخانہ ہے اور میرا ساقی ہے! تو ہی تو میرا پیمانہ ہے اور میرے دل کی مستی و حالت ہے! تیرے ہی گلوں میں میرا جام جم ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۶) میرے خیالات میں تیرے ہی پھولوں کی بہار اور رنگینی ہے۔ اور میرے دماغ میں تیری ہی قمریوں اور بلبلوں کا خمار ہے! تیرے ہی نام سے میرا قلم سربسر کھل اٹھتا ہے اور گلبار ہوتا ہے۔ مجھے تیری قسم ہے۔ مجھے تیری سوگند ہے!

(۷) ان شالہ مار ایسے باغوں پر، ان لالہ زاروں پر، ان کوہساروں، چراگاہوں اور مرغزاروں پر میں ہر دم اپنی نظریں نثار کرتا ہوں! — یہی میری حسرت ہے اور یہی میری آرزو! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۸) کیا فرضی جنّت کی تصویر میری نظر کو بہکا سکتی ہے؟ کیا خیالی بہشت کی تعبیر مجھے اصل حقیقت سے بیگانہ بنا سکتی ہے؟ آخر تو ہی تو میری جنّت الفردوس ہے اور میرا گلزارِ ارم ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۹) کیا ہندوستان کی دہکتی ہوئی بھٹّی میرے تن بدن کو جھلسا سکتی ہے؟ کیا بارود خانہ کی شدّت حرارت مجھے حواس باختہ کر سکتی ہے؟ نہیں مجھ پر تو تیری ہی چھایا اور ٹھنڈک ہے اور تیری ہی نظرِ کرم ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۱۰) میرا دین و ایمان (یعنی رسمی دین و ایمان) ہے نہ کوئی دھرم اور ملّت

میرا کعبہ و بتخانہ ہے نہ کوئی گیتا اور سنّت! اگر ہے تو تو ہی میرا دَیر و حرم ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۱۱) میں قبلہ کو سلام اور سجدہ و سجود کرتا ہوں نہ بُتوں کو پھولوں سے پوجتا ہوں! اگر ہے تو میرے لئے تیرا ہی ہر ذرّہ صنم ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۱۲) تیرے ہی خیال سے میرے دل کی اُستواری ہے! تیرے ہی خیال سے میری جان کی پائیداری ہے! تیرے ہی خیال سے میرا دم قدم رَوان ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۱۳) مگر میرے چہرے پر "ارنی" کے پھول کی زردی کیوں چھائی ہے؟ بھلا گلاب کے آبھرن اور سنگار کو کس نے اُڑا لیا ہے؟ (یعنی میرے گلاب نما چہرے کا رنگ کیوں فق ہو چکا ہے؟) حقیقت تو یہی ہے۔ کہ مجھے تیرے ہی دُکھوں کا صدمہ ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۱۴) کیا میں تیرے سینے کو خونیں دیکھنا برداشت کر سکتا ہوں؟ کیا سُورج اور چاند کو گہن آلودہ دیکھ کر مجھے مسرّت ہو سکتی ہے؟ نہیں۔ تجھ پر جو ظلم و ستم ہو رہا ہے۔ وُہ میرے ہی دل پہ ظلم و ستم ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۱۵) مگر فانی (شاعر) ایسے جانباز کو مرحبا! ہاں ہاں۔ آندھیوں اور طوفان میں لڑنے والے اِس شاہباز کو مرحبا۔ جو کہ اپنے پروں پر عَلَم جہاد لہرائے جا رہا ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

یہ سورُ وۍ چھُوبے چارہ مِسکینہ سُند خُون!

(۱) کِمِہ تازگی یاوُنس نازنینَن؟
کہمُوک سازِ شوبان ڈلکن یہ جبینَن؟
کہمُوک غازہ ئل رُئل رہار احسینَن؟
اُچھن مَنز خارا، کہمُوک جوش سینَن؟
یہ سورُوی چھُوبے چارہ مِسکینہ سُند خون!

(۲) کِمِہ نازکی سُنبلن ییح و تابن؟
کہمُوک رنگ روین گُلابن گلابن؟
کہمُوک سوز ئرِ ئرِ چھُو سازن بابن؟
کہمُوک جوش ئرِ ئرِ شرابن کبابن؟
یہ سورُوی چھُوبے چارہ مسکینہ سُند خون!

(۳) کِمِک لعل جرِ جرِ چھ تاجن کُومارن؟
شُبان چُھ نہ تارن لرن محنتہ بارن؟
چھکارس کِمِہ پختگی پختہ کارن؟
کِمِہ پیٹھ گرمی خزانن نہ دیارن؟
یہ سورُوی چھُوبے چارہ مسکینہ سُند خون!

(۴) کِمِہ بر قراری چھ پرانین خداین؟

کیّہ بےقرٲری چھہ پرون نہ ژھاین ؟
کیّہ بےقرٲری طناین قلاین ؟
کیّہ بےقرٲری عذابن بلاین ؟
یہ سورُوئی چھُو بےچارہ مِسّکینہ سُند خُون!

(۵) کیّہ ژاپ ژٲمژ رذیلن اصیلن؟
کیّہ ژاپ ژٲمژ فیاض بخیلن؟
کیّہ ژاپ ژٲمژ گواہن وکیلن ؟
کیّہ ژاپ ژٲمژ ارَین تےعلیلن ؟
یہ سورُوی چھُوبےچارہ مِسّکینہ سُند خُون!

(۶) کیّہ پیٖژ گرمی دوٗہے شورہ خانن؟
کیّہ پیٖژ گرمی کوٗہن آسمانن ؟
کیّہ پیٖژ گرمی چھہ آتش دہانن ؟
کیّہ پیٖژ گرمی فشانن ترانن ؟
یہ سورُوئی چھُوبےچارہ مِسّکینہ سُند خُون!

ترجمہ

یہ تو بیچارے مسکین کا خون ہے!

(۱) بھلا نازنینوں کے جوبن میں یہ کس چیز کی تازگی اور نکھار ہے؟ اور مہ جبینوں کی پیشانیوں پر یہ کونسا ساز (سہاگ) خوشنما معلوم ہوتا ہے؟ بھلا حسینوں (کے گلاب نما رُخساروں) پر یہ کس غازے کی بہار ہے؟ اُنکی چشمِ نازنین میں یہ کس چیز کا خمار ہے؟ اور اُنکی چھاتیوں میں یہ کس شے کا جوش اور اُبھار ہے؟

یہ تو بیچارے مسکین کا خون ہے!

(۲) بھلا سنبلوں کے عقدوں اور مرغولوں میں یہ کس چیز کی ناز و نزاکت ہے؟ اور لالہ کے پھولوں اور گلابوں کے رُخساروں پر یہ کونسا رنگ جھلک رہا ہے؟ بھلا چنگوں اور ربابوں میں یہ کس چیز کا سوز و ساز مترنم ہے؟ اور شرابوں اور کبابوں میں یہ کس شے کا جوش بھرا ہوا ہے؟

یہ تو بیچارے مسکین کا خون ہے!

(۳) بھلا تاجوں اور طوماروں میں یہ کس چیز کے لعل جگمگا رہے ہیں؟ اور موتیوں کے ہاروں کی لڑیوں میں یہ کس شے کی چمک دمک ہے؟ بھلا پختہ کاروں کے کام (ہنر) میں یہ کس چیز نے پختگی لائی ہے؟ اور سیم و زر کے خزانوں میں یہ کس شے کی اتنی گرمی اور فراوانی ہے

یہ تو بیچارے مسکین کا خون ہے!

(۴) بھلا پُرانے (زاید المیعاد) خداؤں اور دیوتاؤں کو، (توہمات کے) پردوں اور حجابوں کو، (ظلم و ستم کی) طنابوں اور زنجیروں کو، قیدخانوں کی (اُونچی اُونچی) فصیلوں اور دیواروں کو، اور اذیتوں اور آفتوں (کے حربوں) کو کیوں آج تک برقرار رکھا گیا ہے؟

صرف بیچارے مسکین کا خُون چُوسنے کے لِئے!

(۵) بھلا رذیلوں اور اصیلوں کو، فیاضوں اور بخیلوں کو، گواہوں اور وکیلوں کو اور تندرستوں اور علیلوں کو یہ کس چیز کی اِتنی چاٹ لگ گئی ہے؟

یہ تو بیچارے مسکین کا خُون ہے!

(۶) بھلا بارُود خانوں، پہاڑوں، آسمانوں، آتش دانوں اور افسانوں اور ترانوں میں یہ کِس شے کی اِتنی گرمی اور جوش و خروش ہے؟

یہ تو بیچارے مسکین کا خُون ہے!

باوُن

(۱) بہارا پوشہ وارین ہنُد، خمارا لولہ ماریُن ہنُد!
سرُودا، بولبوشا لولہ وشچَن لولہ ہاریُن ہنُد!
(۲) زمانچ ورنگہ ناوا، پرنگہ دوُلیا، آنہ زاثیا تا
حسینَن، مارمَندیُن، لچھہ بادیُن، اچھہ دلریُن ہنُد!
(۳) جنُونچ کوُندہ، جورشیچ نارہ منقلُ، غیرچ وُزملِ!
طفانا، خاراخاڑا نارہ سوُدرن، واوُ یاریُن ہنُد!
(۴) گرزان باذر شہا جنگلاگُ، ژٹان وگ مدہوُسا بنجرُک!
لتن تل سیدنگ پروانہ ییُس شالن تہ ثراریُن ہنُد!
(۵) وسَان آرا دَوانِعان پھرکانِ، شوران، چھکانِ پوثیا!
وُچھان یاسا بھیُن، بالن ہیُن نے آبہ ناریُن ہنُدا!
(۶) گہا، گاشا، جمالا! بجنگلی ہنز شوُبہ وُن رمالا!
مگر تارن انڈر پوچھرہنا چاریُن تہ فیاریُن ہنُد!
(۷) کوُہن ہنُد لوسہ وُن تھزرا! موُدرُ پوسہ، موُدرُ سپنا!
جوانی ہارہ وُن بازا پوتُس زن ہارہ زاریُن ہنُدا!

ترجمہ

جوانی یا شباب

(۱) کیا ہے جوانی؟ — ایک دِلکش بہار — پھلواریوں کی! — اور — ایک مستی اور سرشاری — محبت آمیز اور مدھ بھری آنکھوں کی!
کیا ہے جوانی؟ — ایک الاپ اور چہک — میٹھی میٹھی — محبت بھری مَیناؤں کی — محبت کے بَنوں میں!

(۲) کیا ہے جوانی؟ — ایک رنگین کشتی — زمانے کی! — ایک ڈولی — سجی سجائی ہوئی! — اور — ایک پالکی — بلّور سے مزیّن! — حسینوں کے لئے، — نازنینوں کے لئے — لکھ نامی معشوقوں کے لئے — اور — بعنوں (نئی دُلھنوں) کے لئے!

(۳) کیا ہے جوانی؟ — ایک (دہکتی ہوئی) بھٹّی — جنون کی! — ایک آتشیں منقل — جوش و خروش کی! — اور — ایک (کڑکتی ہوئی) بجلی — غیرت و حمیّت کی! — کیا ہے شباب؟ — ایک آتش بار طوفان اور التہاب — آتشیں سمندروں کا!
کیا ہے جوانی؟ — ایک زوردار آندھی — تناور چیڑوں، شمشادوں اور دیوداروں میں چلنے والی — اندر جنگل کے!

یا — ایک مست ہاتھی — توڑنے والا — زنجیروں کو — اندر اپنے پنجرے کے! — نہیں ہے پروا جسے — روندنے کی — پاؤں تلے — گیدڑوں اور بلیوں کو (یعنی کمزور جانوروں کو)!

(۵) کیا ہے شباب؟ — ایک بہتا ہُوا دریا — تیزی سے دوڑ جانے اُچھلنے والا — ہانپنے والا — منہ میں جھاگ لانے والا — شور مچانے والا — اور — اُچھال اُچھال کر پانی پھینکنے والا! — جسے نہیں ہے کوئی لحاظ — کناروں اور ساحلوں کا — ٹیلوں، پربتوں اور پہاڑوں کا — نشیب و فراز کا — اور — گھاگروں، مٹی کے گھڑوں، ہانڈیوں، مٹکوں، اور صراحیوں کا!

(۶) کیا ہے جوانی؟ — ایک دِلربا مالا — موتیوں، لعلوں، زمردوں اور ہیروں کی! — بے نظیر ہے جس کی — چمک دمک، آب و تاب، روشنی اور خوبصورتی! — مگر ہے موٹائی — کچھ کچھ — تاروں اور لڑیوں میں جس کے — مورکھوں اور احمقوں کی عقل کی!

(۷) کیا ہے جوانی؟ — ایک بلندی — ٹھکا دینے والی — سر بفلک پہاڑوں کی!

کیا ہے شباب؟ — ایک میٹھا بوسہ یا — ایک شیریں خواب!

لیکن — ہائے وائے! — آخر میں ہے شباب — ایک کھیل — جوئے کا! — کھیلنے میں جس کو — کوڑیوں کے جواری — فقط

مگر بوزان کوتاہ شور و شر چھُس اِنقلابن ہُندا

(۱) وُچھت عِبرت یوان چھُم عالما خوابن سرابن ہنُد !
حِجابن ہنُد، طنابن ہنُد، عذابن ہنُد، عتابن ہنُد !

(۲) وُچھان چھُس عالما باکن، وِداکن، اِضطرابن ہنُد!
وُشن، واین، ژوکھن، دادین، سوالن پیچ وتابن ہنُد!

(۳) وُچھان چھُس عالما پرائن حِسابن تے کِتابن ہنُد !
سہدین، ساون، شرُین، معصم خیالن بے حِسابن ہنُد !

(۴) وُچھان چھس عالما باغن، جوین، رنگین گلابن ہنُد!
ربابن، ساز سنطورن، شرابن تے کبابن ہنُد !

(۵) غلامی، عاجزی، بندگی، ہنُر، شرمندگی، نرمی!
یِھوُئی اک عالما سیوُد سادہ ڈیشان چھُس "ثوابن ہنُد!

(٦) نہ وُتھنس وارہ دِن فرصت، نہ بہنس وارہ دِن مہلت!
یِھوئی اک عالما ظالِم وُچھان چھُس رو بہ دابن ہنُد !

(۷) غریبس خوُن چوُن چھایا امیرس خوُن چوُن، جائز؟
یہ زانُن مانہ گو زانُن گناہن تے ثوابن ہنُد !

(۸) دِلن منز زوُر، تنگی نظرہ، ناداری خیالن منز!
مگر بوزان کو تاہ شور و شر چھُس "اِنقلابن" ہنُد !

(۹) پرژ ہو کیا فانیؔ پانے سوالاتُس جوابُس
نہ چھُس حاجت سوالن ہنُد، نہ چھُس حاجت جوابن ہنُد!

ترجمہ
لیکن میں "انقلابوں" کا کس قدر شور سنتا ہوں!

(۱) مجھے عبرت حاصل ہوتی ہے خوابوں، سرابوں، حجابوں، طنابوں، عذابوں، اور عتابوں کی دنیا کو دیکھ کر!

(۲) میں ایک عالم دیکھتا ہوں شیون و شین، بکا و بین اور اضطرار و اضطراب کا!
میں ایک عالم دیکھتا ہوں آہوں، کراہٹوں، دکھوں، دردوں، سوالوں اور پیچ و تابوں کا!

(۳) میں ایک عالم دیکھتا ہوں پرانے اندازوں، اقداروں اور حساب و کتاب کا!
میں ایک عالم دیکھتا ہوں سادہ لوح انسانوں، بھولے بھالے بچوں، معصوم خیالوں اور بے شعوروں کا!

(۴) میں ایک عالم دیکھتا ہوں باغوں، جوئباروں، رنگیں گلابوں، ربابوں، سازوں، سنطوروں، شرابوں اور کبابوں کا!

(۵) غلامی، عاجزی، بندگی، احساسِ کمتری، شرمندگی اور نرمی! —
— میں ایک ایسی ہی سیدھی سادی دنیا دیکھتا ہوں "نوابوں" کی!

(۶) نہ اُٹھنے کی پوری فرصت دی جائے اور نہ بیٹھنے کی پوری مہلت! —
میں ایک ایسی ہی ظالم دنیا دیکھتا ہوں رعب و داب اور ڈانٹ ڈپٹ کی!

(۷) کیا غریب کا خون چوسنا جائز ہے یا کہ امیر کا؟ — یہ سمجھنا ہی گناہوں اور ثوابوں کے (اصلی) مفہوم کو سمجھنے کے مترادف ہے۔

(۸) دلوں میں چور (بے ایمانی) ہے، نظر میں تنگی ہے اور خیالوں میں

سبکی اور اوچھاپن ہے! لیکن میں پھر بھی "اِنقلابوں" کا کس قدر شور و شر سنتا ہوں!

(۹) بھلا فانی (شاعر) سے کیا پوچھیں؟ وہ تو خود ہی سوال بھی ہے اور جواب بھی! اُسے نہ سوال سننے کی ضرورت ہے اور نہ جواب دینے کی!

لول

(۱) سُلے روشہ فولۄن، فُوٚتے پوشہِ باغچ ر!
سُلے توشہ ۄن ر یاوگی سوشنہ واۄپچ ر!

(۲) موُدُر میٹھ آواز سازٕچ، ربابٕچ ر!
موُدُر میٹھ بویا گلابٕچ، گلابٕچ ر!

(۳) وُشُن گراٗئے، دُبہ راٗئے، ہُبہٗ راٗئے آنٕچ ر!
اندرٕ یاٗن، یانے وُزِن، ناگہ راۄچ ر!

(۴) اندرٕ آدَمُن واوہ رٕوٚس آبہ سۄدرُک!
اندرٕ وُز ملا ایہ ژوس آسمانٕچ ر!

(۵) ریٖہا خوش یٖون یا موُدُر بیقراٗری!
کرٕ کےشورہ ژس گژک اندرٕ آبہ باغٕچ ر!

(۶) کھُولِپ منٛز وُژان یانہ ژوس جانو ا را!
کران گتھ جہانس بران ییٚرہ زمانٕچ ر!

(۷) صفا داغہ تَے لاگہ رٕوٚس زُوٚنہ گاشا!
اَسن تِراہٕ نظر اکھس آنتانٕچ ر!

(۸) موٚ دُر جال ستانہ معصم شُرین ہنٛز!
مشیع کمسنیا، زامنا میٹھہِ خوانٕچ ر!

(۹) حُباب آگرُک ہیٚت ابرٕ سوشت کالک!

چھکان باگران تہٕ نظر نو بہارٕچ ر !

(۱۰) گہا شبنمک لُوٗ بہ وُن پوشہٕ وتھرن!
یہٕ رنگینیا شوٗبہ ۆن، محتہ بارٕچ ر !

(۱۱) بہارِ اگُلگ ، سُنبلگ زٕاْوٗ جارا !
قدس مشر لبثتِ زمیا سروِ نازچ ر!

محبت

(۱) کیا ہے محبت؟ ——— ایک ہنسی اَور بہار ——— صبح سویرے ——— پھلواری میں ——— کھلتے ہوئے پھولوں کی! کیا ہے محبت؟ ——— ایک بانکپن ——— تھرکتا اَور جھومتا ہُوا ——— دمِ سحر ——— بادِ بہاری کا!

(۲) کیا ہے محبت؟ ——— ایک لہر اَور دھڑکن ——— گرم گرم پانی کی! ——— ایک اُبھار ——— بُلبُلوں کا! ——— کیا ہے محبت؟ ——— اُبھرنا اَور اُچھلنا ——— پانی کا ——— خودبخود ——— اندر ہی اندر ——— سرچشمہ کے!

(۳) کیا ہے محبت؟ ——— ایک آواز ——— سُریلی اَور میٹھی ——— ساز اَور رباب کی! ——— کیا ہے محبت؟ ——— ایک خوشبو ——— میٹھی میٹھی اَور بھینی بھینی، ——— گُلِ لالہ اَور گُلاب کی!

(۴) کیا ہے محبت؟ ——— ایک رقص ——— بھنور کا ——— بنا آندھی کے ——— اندر ہی اندر ——— ساگر کے! ——— کیا ہے محبت؟ ——— ایک کڑک اَور چمک ——— بجلی کی ——— اندرونی پردوں میں ——— آکاش کے ——— بغیر گھٹاؤں کے!

(۵) کیا ہے محبت؟ ——— ایک سوز و گداز ——— خوش آہند ——— شعلے کا! ——— یا ایک بیقراری اَور تڑپ ——— میٹھی میٹھی اَور گدگدانے والی! ——— کیا ہے محبت؟ ——— مِلنا ——— پانی کا ——— اندر ہی اندر ——— برتن میں ——— بغیر شور و شر کے!

(۶) کیا ہے محبّت ؟ — ایک پنچھی — اُڑنے والا (؟)، — پھڑکنے والا — پنجرے کے اندر! — کرتا ہے جو طواف — ساری دُنیا کا — تصور ہی تصوّر میں!، — اور کرتا ہے پریم — سارے زمانے سے!

(۷) کیا ہے محبّت ؟ — ایک چاندنی — صاف و شفاف، بے لاگ اور بے داغ! — کیا ہے محبّت ؟ — ایک نظر — تبسّم آمیز — چڑھتے ہوئے سورج کی!

(۸) کیا ہے محبّت ؟ — ایک چال — دِلکش اور مستانہ — ننّھے ننّھے معصوم بچوں کی! — کیا ہے محبّت ؟ — ایک مستی — شراب کی! — اور ایک انگڑائی — میٹھے میٹھے سپنے کی!

(۹) کیا ہے محبّت ؟ — ایک حُباب — گدگدانے والا، — ابرِ بہاری میں — منبعوں، سرچشموں، دریاؤں، جھیلوں اور سمندروں کا! کیا ہے محبّت ؟ — ایک سبز نظر — نو بہار کی!

(۱۰) کیا ہے محبّت ؟ — ایک چمک اور جھلملاہٹ — اوس کی — دِلکش اور سُہادنی — پھول کی پتیوں پر! کیا ہے محبّت! — ایک رنگینی اور رعنائی — نظر نواز اور دلربا — شبنم کے ہار کی!

(۱۱) کیا ہے محبّت ؟ — ایک پُر لطف بہار — گلاب کی! — اور — ناز و نزاکت — سنبل کی! کیا ہے محبّت ؟ — ایک نرمی اور لچک — سروِ ناز کے قد و قامت کی!

وُچھان چھُس عالما لیس اللہ اللہ رام رامن ہنُد!

(۱) نہ یَس ہَوا وُ لامن ہنُد نہ کانہہ غم لُوکہ پامن ہنُد
تمِس سنگین دِلس کانہہ پاس آسیا خاص وعامن ہنُد؟

(۲) نہ یَس کانہہ خوف نوقن ہنُد نہ غم عیشن آرامن ہنُد
تمِس آسیا قدم وُچھنک تمنا خوشن خرامن ہنُد؟

(۳) دِلک آئینہ یُمِس تُند جلوہ ہاوان پختہ خامن ہنُد
تمِس آسیا اثر میچھن کتھن زیچھن سلامن ہنُد؟

(۴) دِلس منز آسہ یُس راتس دوہس ہیہت دردہ نارٔ ہیچ ریٔہہ
تمِس آسیا قرارا حالِ بد ڈیٔتیت غلامن ہنُد؟

(۵) چوان یُس پیٖنہ خوٗن، ترٛلیش ہارِت خوٗن دِیدو کِن،
تمِس آسیا ہوَس کانہہ لولہ جامن لولہ دامن ہنُد؛

(۶) یمِس خوٗنس دوٗدس باسان کُنی لذّت نہ شیرینی
تمِس آسیا گمانا کانہہ حلالن تہٕ حرامن ہنُد؟

(۷) بجر اِنسانہ شُندخنہ وانہ ہاوان پردہ ٹھرِ تلِ تلِ
حیاپا از توٚسے لگٕت نوٚین نیرائین نِظامن ہنُد؟

(۸) اُتی شادی اُتی ماتم مگر سرِ یَس چھُو کارٕک غم
یہوسے مطلب یہوسے معنے چھُو اصلی صبح وشامن ہنُد؟

(۹) نہ خوٚش غیرپٕچ، گرمی نہ تولیٖچ، رکانہہ دِلس نرمی

وُچھان چھُس عالما بس اللہ اللہ رام رامن ہنْد؟

(۱۰) جگر آسیا ژھنان سرمایہ دارس سُود خوارس زانھ

وُچھت نادار مَنشَس کانْسہ اک اک چاک جامن ہنْد؟

(۱۱) یہن نے لُوک ژٹ، ژٹ پأن، پانے قسمتک دامن

دمانا زیٹھے ماظألمن، ژُورن، غُلامن ہُند؟

(۱۲) کمَن کھوژان؟ کمَن ژھاران؟ کمن یتھ لُوک ماران پان؟

سیٹھے سورَیو مہاراجن، نوابن تے نظامن ہُند!

(۱۳) بنْبُل سپنیوٗ لرِیٔن پرانیٔن بنیوٗ اک محلہ خانا نوٗدٗ

نوٗیٔن وعدن، نوٗیٔن نامن پیامن اِنتظامن ہُند!

(۱۴) چھُو یارن دُشمنن چاوان موُدرُمس وحدتُک کنْزرُک!

بینومُت ٹوٹھ مافانی توٗے شہرن تہ گامن ہنْد؟

ترجمہ

میں تو فقط "اللہ اللہ" اور "رام رام" کی دُنیا کو دیکھ رہا ہُوں!

(۱) جس شخص کو الزاموں اور اتہاموں کی پروا ہو نہ لوگوں کے طعن و تشنیع کا غم۔ بھلا ایسے سنگین دِل کو خاص و عام کا کوئی لحاظ ہو سکتا ہے؟

(۲) جس شخص کو توپوں اور بندوقوں کا ڈر ہو ہو نہ عیش و آرام کی خواہش بھلا ایسے شخص کو خوش خراموں کی خوش رفتاری کا نظارہ کرنے کی کوئی تمنّا ہو سکتی ہے؟

(۳) جس شخص کے دِل کا آئینہ پختہ کاروں اور خام کاروں کا جلوہ دِکھاتا ہو۔ کیا ایسا شخص چکنی چپڑی اور میٹھی میٹھی باتوں اور لمبے لمبے سلاموں سے پسیج سکتا ہے؟

(۴) جس شخص کے دِل میں رات دِن دُکھ درد اور رقّت کی آگ جل رہی ہو۔ بھلا ایسے شخص کو غلاموں کے حالِ بد کو دیکھ کر کوئی آرام و قرار نصیب ہو سکتا ہے؟

(۵) جو شخص اپنی آنکھوں سے خون کے آنسو بہا بہا کر اپنے ہی خُونِ جگر سے اپنی پیاس بُجھا رہا ہو۔ کیا ایسے شخص کو محبّت کے ساغروں اور جرعوں کی کوئی ہوس ہو سکتی ہے؟

(۶) جس شخص کو خون اور دُودھ سے ایک ہی لذّت اور شیرینی ملتی ہو۔

کیا ایسے شخص کو حلال و حرام کا کوئی گمان ہو سکتا ہے؟

(۷) اب تو انسان کی عظمت کو کھلم کھلا پردوں، حجابوں اور رکاوٹوں کو ہٹا ہٹا کر منظرِ عام پر لایا جائے گا۔ جبھی تو آج کل نئے اور پرانے نظاموں کا محاسبہ و موازنہ ہو رہا ہے۔

(۸) ابھی خوشی ہے اور ابھی ماتم ہے۔ لیکن سورج کو اپنے کام کا فکر ہے۔ صبح اور شام کا دراصل یہی مطلب ہے۔ اور ان کی یہی تعبیر ہے۔

(۹) لوگوں کے خون میں غیرت کی گرمی ہے نہ اُن کے دلوں میں محبت کی نرمی ہے۔ میں تو فقط "اللہ اللہ" اور "رام رام" کی دنیا کو دیکھ رہا ہوں!

(۱۰) کیا کسی مُفلس کے چیتھڑوں کے ایک ایک چاک کو دیکھ سرمایہ دار یا سُود خوار کا جگر بھی پھٹ رہا ہو گا؟

(۱۱) اگر لوگ خود ہی "قسمت" کا دامن تھام کر نہ بیٹھ جاتے تو ظالموں، چوروں اور غلاموں کا دَور کیوں دراز سے دراز تر ہو جاتا؟

(۱۲) بھلا لوگ کِن سے ڈرتے ہیں؟ کِن کو ڈھونڈتے ہیں؟ اور کِن پر اپنی جانیں قربان کرتے ہیں؟ اب تو مہاراجوں، نوابوں اور نظاموں کا زمانہ گذر چُکا ہے!

(۱۳) پُرانے اور بوسیدہ مکان (انقلاب کے) زلزلے سے زمین بوس ہو چکے ہیں۔ اور اُن کی جگہ ایک نیا ہی محل تعمیر ہو چکا ہے — نئے وعدوں، نئے معاہدوں اور نئے انتظاموں کا۔

(۱۴) فانی (شاعر) دوستوں اور دشمنوں کو وحدت و یکسانیت

کی میٹھی شراب پلا رہا ہے۔ کیا وُہ اِسی لئے دیہات و بلدیات کا پیارا تو نہیں بن چُکا ہے؟

بہار

اَز رِفوٗے داغن بہار آو بوش ہیَت!

(۱) پوش فوٗلہِ باغن بہار آو بوش ہیَت!

جوش ہیَت باغن بہار آو بوش ہیَت!

(۲) روشہِ رودسے آو توشان سوشہ واو!

ہوش آو باغن بہار آو بوش ہیَت!

(۳) ڈراک اندرِ یوٗم سر سبز سَپنِت حُباب!

ڈوٗمتِن باغن بہار آو بوش ہیَت!

(۴) رنگ برنگی فرشکیٖن پردن اندر

عرشکیٖن باغن بہار آو بوش ہیَت!

(۵) سروِ آزادن، گُلن، خوش قامتن

خُتنکیٖن آغن بہار آو بوش ہیَت!

(۶) ژون یِہ کٔنجن پوشہ نولن بلبلن

آدنگ راگن بہار آو بوش ہیَت!

(۷) لولہ زخمن تازگی برجستگی!

اَز رِفوٗے داغن بہار آو بوش ہیَت!

(۸) لوکٹوٗئی ڈُب ڈُب دِلن آرن کوٗگن!

آگرن ناگن بہارہ آؤ پوشس ہیَت !

(۹) سوز و سازک زیر و بم پانتٕرا درٕن !
شور گچھن ؤ راگن بہار آؤ پوش ہیَت !

(۱۰) دٕرایہ بالن زُول زالان لالہ زار !
شالہ مار باغن بہار آؤ پوش ہیَت !

(۱۱) نیر ہیتٕے ہیتٕے رٔچھو پوشن بہرہ دار !
شان کیا آغن ! بہار آؤ پوش ہیَت !

(۱۲) پانہ ڈٔن پوشہ کنڈ لیوکٕر نالہ مت را !
نوکرن آغن بہار آؤ پوش ہیَت !

(۱۳) شامہ سندر جامہ رنگین لاگ ڈلاگ
تاسے منز باغن بہار آؤ پوش ہیَت !

(۱۴) ہُتھ ہُتھس شینہ ڈُکھ ڈُکھس سیتٕر لولہ شتار
اِک اکِس لاگن بہار آؤ پوش ہیَت !

(۱۵) چھُونہ کُٹھ مارن پھکن، تاجن، گنڈٕن
کس سنا لاگن ؟ بہار آؤ پوش ہیَت !

(۱۶) سر سہ پالن منز گُلالن شیٖر شیٖر !
کس اچھن لاگن ؟ بہار آؤ پوش ہیَت !

(۱۷) وٲل زآدِل سُنبلن ہنٛدر والہ وٕرش
کس سنا لاگن ؟ بہار آؤ پوش ہیَت !

(۱۸) بُلبُلن، بُمبرن، ہتیئن، مَست عاشقن
زالہ مالاگن؟ بہار آوٕ پوش ہرٚت!

(۱۹) پیالہ ہَرٚے ہَرٚے عشقہ پیچاں ہیرہٕ ہوٗر
کھوٗت کمن آغن؟ بہار آوٕ پوش ہرٚت!

(۲۰) بیوٗڈمُت بُلبُل تہ عاشق سٔتی سٔتی ر!
گُس کٔمِس زاگن؟ بہار آوٕ پوش ہرٚت!

(۲۱) پوشہ موٗت فاتی گُلن تٕہ بُلبُلن
بیوٗڈ منٛز باگن! بہار آوٕ پوش ہرٚت!

ترجمہ

بہار

کِھل اُٹھے پھُول ہجر و فِراق کے داغون کے!
آئی بہار لیکر جوش و خروش اور ولولے!

---

(۱) کِھل اُٹھے پھُول — باغوں میں! — آئی بہار — لیکر — جوش و خروش اور ولولے! آئی بہار — پھلواریوں میں — لیکر — جوش اور ولولے!

(۲) خراماں خراماں — ناچتی جھومتی ہوئی — آئی بادِ بہاری! — آیا ہوش — پھلواریوں کو! — آئی بہار — لیکر — جوش وخروش اور ولولے!

(۳) نِکلا — ہوکر سرسبز — اِن کے دِل کا حُباب! — دھیل گئی ہریالی — چاروں طرف!) — آئی بہار — چلے ہوئے (اُجاڑ) باغوں میں — لیکر — جوش اور ولولے!

(۴) آئی بہار — دِکھاتی ہُوئی — منظر — عرش بریں کی پھلواریوں کا — رنگا رنگ پردوں (منطقوں) میں — فرش زمین کے! — آئی بہار — لیکر — جوش وخروش اور ولولے!

(۵) آئی بہار — لیکر — جوش وخروش اور ولولے —

گگوں، آزاد سروں، شمشادوں اور خوش قامتوں میں —
یعنی حسن و جمال کے بادشاہوں میں!

(۶) سُنایا مژدہ — قلبی محبّت نے — بہار کی آمد کا — بُلبُلوں، ہُدہُدوں، ابابیلوں، "پوشہ نُولوں" قمریوں اور فاختوں کو! —
آئی بہار — لیکر — جوش و خروش اور ولولے۔

(۷) آئی برجستگی، نکھار اور تازگی — محبّت کے گھاؤں میں! —
کھِل اُٹھے پھول — ہجر و فراق کے داغوں کے! — آئی بہار —
لیکر — جوش و خروش اور ولولے!

(۸) سُنائی دیتی ہے — دھڑکن — محبّت کی — دلوں میں —
جھرنوں اور جوئباروں کے! — آئی بہار — لیکر — روانی،
جوش و خروش اور ولولے — منبعوں، سرچشموں، دریاؤں،
جھیلوں اور ساگروں میں!

(۹) سنائی دیتا ہے — زیر و بم — سوز و ساز کا، — آبشاروں
میں! — آئی بہار — لیکر — ترنّم و ترمزم — بہشت کے
گیتوں اور نغموں میں!

(۱۰) نکلے لالہ زار — چراغاں کیے ہوئے — پربتوں اور پہاڑوں کے
دامنوں میں! — آئی بہار — لیکر — جوش، ولولے اور
رعنائیاں — سنارہ مار کی پھلواریوں میں!

(۱۱) دے رہے ہیں پہرہ — محافظ (یعنی کانٹے) پھولوں پر! —

لے کر — ہاتھوں میں — نیزے اور بھالے ! — ہائے کیسی شان — اِن آقاؤں کی (یعنی گلُوں کی) ! — آئی بہار — لیکر — جوش وخروش اور ولولے !

(۱۲) ہوتے بغلگیر — ایک دوسرے سے — پھول اور کانٹے ! — آئی بہار — لیکر — جوش وخروش اور ولولے — نوکروں اور آقاؤں میں !

(۱۳) پہن پہن کر — پوشاکیں — رنگیں — ہو گئے داخل — پھلواریوں میں — شام سُندر اور معشوق — نازنین ! — آئی بہار — لیکر — جوش وخروش اور ولولے !

(۱۴) ملا رہے ہیں — عاشق اور معشوق — مُنہ کے ساتھ — مُنہ اور — ہونٹ کے ساتھ ہونٹ ! — آئی بہار — لیکر — جوش وخروش اور ولولے !

(۱۵) جُڑتا ہے کون — لعل وزمرّد — اور — گوہر ومینا — اِن کلغیوں، سہروں، تاجوں اور طوماروں میں (یعنی رنگ برنگ کے پھولوں میں) ؟ آئی بہار — لیکر — جوش وخروش اور ولولے !

(۱۶) دھرا ہے سُرمہ (مُراد ہے داغوں کی سیاہی سے) — ساتھ حفاظت کے — پھلوں میں — گلِ لالہ کے ! — لگا دینگے — چشم ناز میں — کس کی — یہ سُرمہ ؟ — آئی بہار — لیکر — جوش و خروش اور ولولے !

(۱۷) پھانس لیں گے ـــ جال میں ـــ کِس کو ـــ یہ نازک ـــ اَور چھوٹے چھوٹے عقدے ـــ سُنبلوں کے؟ ـــ آئی بہار ـــ لیکر ـــ جوش وخروش اَور ولولے!

(۱۸) کہیں ـــ پھانس لیں گے تو نہیں ـــ جال میں ـــ یہ عقدے ـــ سُنبلوں کے ـــ بابُاوں، بھونڑوں، دیوانوں، مجنونوں اَور مست عاشقوں کو؟ ـــ آئی بہار ـــ لیکر ـــ جوش وخروش اَور ولولے!

(۱۹) چڑھ گئے ـــ لگا کر سیڑھی ـــ پاس کونسے آقاؤں کے ـــ یہ پھول ـــ "عِشق پیچاں" کے ـــ لے کر ـــ پیالے ـــ ہاتھوں میں اپنے؟ ـــ آئی بہار ـــ لیکر ـــ جوش وخروش اَور ولولے!

(۲۰) بیٹھے ہیں دونوں ـــ بُلبُل اَور عاشق ـــ ساتھ ساتھ ـــ ایک دوسرے کے! ـــ ہیں گھات میں ـــ کون ـــ کس کی؟ ـــ آئی بہار ـــ لیکر ـــ جوش وخروش اَور وَلولے!

(۲۱) بیٹھ گیا ـــ پھولوں کا متوالا ـــ فانی (شاعر) ـــ بیچ میں ـــ گلوں اَور بُلبُلوں کے! ـــ آئی بہار ـــ لیکر ـــ جوش وخروش اور وَلولے!

تاجدارَن ہنٛد، محل ژٕھن، اِنقلابن وٲل وٲلِ!

(۱) گٲل، کیٚتیا ننٛدہ بانٛی وَردہ نارن زٲل، زٲلِہ!
کھٲل، کیٚتیا مان مانٛی سُولِہ عشقن خانہ مٲل، !

(۲) لولہ تب ماگا شدارو وارہ اُم، سُند پرزہ نووٗ!
تھوتوَے دزہ ژون، گُلالن دٔولِہ داغن ہنٛز منتٲل،!

(۳) زِندگی ہنٛز ناوٕ شوٗبان موچَن لہرن اندر!
وٲل، گِردابس اندر واوَن ژلان یِم بٲل، بٲل،!

(۴) واوٕ کیا؟ طوٗفان کیا؟ سیلاب کیا؟ گِرداب کیا؟
چھامَن پیٚژن یلاین ہُنٛد بھران غم لا اُ بال،؟

(۵) دردہ گراین سینہ دارن وٲل، چھیران خال، رما!
لہرِ ژراناں دامنس منٛز لعل و گوہر ڈٲل، ڈال،!

(۶) پان، پانٕے موٗن، کران تِہنٛدٕین اتھن کھوٚرن گلاب
خارِ زارن منٛز دِوان زانس دٔو مَس یِم ژن، تہ زٲل،!

(۷) دَم قدم طوٗتا نگوٗی ڈٕلیشیت نٹان سنگرتہ بال!
گردہ شیٖشَن زردہ ناویا عالمس ہایت دمٲل،؟

(۸) نعرہ سیٖنَن یِم کران ہسیار فولادی قلِن
کیا خیالس منٛز انن طِفلن کھوٗان یِم آیہ حال،؟

(۹) آسہ بُنی آزادِ نے ہُنٛز دمبدم تسبیح پھران

توشہ ماڈلیشتِ غُلامن ہبڑہ تے زولانہ ناٰل ؟

(۱۰) معرکن منز روزہ دِل لَیس جانٛ بازس بَرقرار
والہ واٹھے مارُن تس سُنبُلَن ہنٛدِ واٰل ؟

(۱۱) خُونہ پٔنٕے لیٖس کران گُلگار یا منزلن وتن
چشمہ بھرمہ راون نمِس مالب وزٕل ابرُو کزاٰل ؟

(۱۲) معرکن منز مردِ غازی ما پھران پت کُن قدم ؟
تیر شودرن ڈھال ماران خشمہ لاران کوہ تہ باٰل !

(۱۳) ایرہ والان بُزدِلن، آرام طلبن، کاہلَن !
لہرِ چھا مانان ہٹھین، بالن، چھمن ہنٛدِ شبرِ تہ آل ؟

(۱۴) وُزملَن، تُنبلن، ترٹن، شاینن، ٹھٹن، خارن، وٹن
سینہ دارن وول مُفلِس یا مُنزٕرا یا چھو ہاٰل !

(۱۵) ساتہ لہرن رُوز ہمنٛی کاروانن ہنٛز علَم
لغزشن اندر یمو ڈلہ ون قدم ہنٛیٛی سنبھاٰل !

(۱۶) زندگانی ماچھ آرام چھ، قرار چھ راحتیٖ چھ !
بے سبب نتہ آسہ ہن ما کنٛڈ کھرین ہیٹھ گھاسہ آل ؟

(۱۷) سِینہ وکھرادان یُنٛ نیکن بدن آب رٔوان !
بارہ زالن وول آسیا کانٛہ ہنٛدا ازلی قیٖز اٰل ؟

(۱۸) باسہ ہے یدٕ وسے اٰمس ینٛن زرین ہنٛدِ بل ہ زور
آسہ ہے ماگُل گنٛڈان فردین دُسن بقل سواٰل ؟

(١٩) لیُس ہیوان ژُورن نہ آدم شکلہِ شیطانن خبر
بُیاک شیطا نا ہیتکیا تمسیٚ وتن پیٹھ ڈآل، ؟

(٢٠) وُنہِ تہِ روز یا باج خوارنِ ہُنٛد غُلامن لرزہ خوف؟
تاجدارن ہنٛدہٕ محل ژھن اِنقلابن و آل روآل، ؛

(٢١) اِنقلابُک شور و شر بُوزِت اژن آخر ژھین
یِم دُوہَس راتس چھ وایان پانہ ڈن پنٛنی ڈفال، ؛

(٢٢) زِندہ روزُن غیرہ سنٛدے دستہ مازونُن روا!
اَچھاَن کَم روٗدن سکندر آوٚ و واپس تٔشنہٕ خال، ؟

(٢٣) کامہِ ژھپلن، کاہلن ہنٛز خانہ بربادی زِریا
خانہ آبادی کران لیُس پان پنٛنوٚی گآل، گآل، ؛

(٢٤) دردِ دِل آسیٚس نہ یدوَے کیا دماغس سارہ تس
حِکمتُک دفتر یِران یُس سوٚیژرہ ژانگین کھآل کھآل، ؛

(٢٥) صُوفیٖن رِنٛدن شُیا کعبس سوالن ہُنٛد طواف؟
رہزنن تھپلن تہِ شوبیا جامہٕ احرام نآل، ؟

(٢٦) عالمس منٛز سینہِ انسان شکلہِ حیوانن کمی
ٹُرشرِین اِنسان بناون پنٛنہِ دستے ماجہ مآل، !

(٢٧) پئین پتھر یدوے دُوئی تے دوگیناک، پردہ زال
سادہ منشن آسہِ ماہوژن، دلالن ہنٛز دلآل، ؟

(٢٨) فرقہ داری، بددلی، تعصب، حسد بُغض و عناد

اتھ دَرن سیتن روا لاین بلاین ہنز دو ناٗل ؟

(۲۹) یوس کَس تِش ژ ہانزہ لاون؟ دۄیہ کس باوَن پَنن ؟
گُل تہ بُلبُل شبنمس واوس انان ہِنہ گاشہ ساٗل !

(۳۰) رنگ برنگی پوش باوان باغ تھذیبک بہار !
رنگ برنگی پوشہ وائین ہنز شُہان اک پوشہ ڈاٗل !

(۳۱) گُلشنَس بیٹھ راج کرنُک حق چھُو تمنئ بُلبُلن
یم گُلن منز گاش باوان آل ہِنِنئ ژاٗل ژاٗل !

(۳۲) مرحبا کشمیر کِس آبِ حیاتس مرحبا !
واریا دزہ وٗن بدن شہلاوٗ آم آبِ زلال !

(۳۳) یوزہ ناوِت زِندگی ہند نغمہ وُزہ نووٗن جہان !
شاعِر اندر بنیوٗ فانی قوالین ہُند قواٗل !

ترجمہ

اِنقلاب نے تاجداروں کے محل گرا ڈالے!

(۱) محبّت کی آگ نے کتنے ہی حسینوں کو جلا ڈالا۔ اور عشق کے ہاتھوں کتنے ہی لاڈلے ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی تختۂ دار پر لٹک گئے!

(۲) اہلِ دنیا ابھی تک اِس کے بخارِ محبّت کو اچھی طرح سے نہیں پہچان سکے ہیں۔ جبھی تو گُلِ لالہ نے روزِ روشن میں ہی داغوں کی مشعل جلائے رکھی ہے!

(۳) زندگی کی کشتی موت کی لہروں کے (تھپیڑوں کے) بیچ ہی خوشنما اور شاندار معلوم ہوتی ہے! بھلا آندھی نے اُن لوگوں کو بھی گرداب کے اندر دھکیل دیا۔ جو کہ کنارے کنارے بھاگ رہے تھے!

(۴) آندھی کیا؟ طوفان کیا؟ سیلاب کیا؟ اور گرداب کیا؟ — کیا ایک لاگ بالی اِن تمام آفتوں کی پرواہ کرتا ہے؟

(۵) بحرِ محبّت کی لہروں کا مقابلہ کرنے والے کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹتے ہیں! لہریں اُن کے دامن میں لعل و گوہر چُن چُن کر اور ڈھلکا ڈھلکا کر ڈالتی ہیں!

(۶) گلاب کے پھول اُن لوگوں کے ہاتھوں اور پیروں کو خود بخود چومتے ہیں۔ جو کہ رات دِن خارزاروں میں پھولوں کی کھوج میں رہتے ہیں۔

(۷) طوفان کے دم قدم کو دیکھ کر ٹیلے اور پہاڑ لرزہ بر اندام ہو جاتے ہیں! لیکن کیا ریچھوں کا بیڑ حسب رقص بھی محض گرد اُڑا اُڑا کر دُنیا کے چہرے

کو خوف کے مارے پسپا بنا سکتا ہے؟

(۸) جو جری لوگ صرف نظر سے ہی فولادی قلعوں کو مسمار کر ڈالتے ہیں۔ بھلا وہ محض الائچیاں اور خوبانیوں کے مغز چبانے والے بچوں (کم ہمت لوگوں) کو کیا خاطر میں لائیں؟

(۹) جو شخص دمبدم آزادی کی تسبیح گھما رہا ہو۔ کیا وہ غلاموں کو پابجولاں دیکھ کر اِترا سکتا ہے؟

(۱۰) جس جان باز کا دِل معرکوں اور محاربوں میں مطمئن اور برقرار رہتے کیا سنبلوں (زلفوں) کی گرہیں اور مرغول اُسکو جال میں پھنسا سکتے ہیں؟

(۱۱) جو شخص اپنے خون سے سڑکوں شاہراہوں اور منزلوں کی گلکاری کرتا ہو۔ کیا معشوقوں کے لال لال ہونٹ اور کالی کالی بھوئیں اُس کی نظروں کو بھرما سکتی ہیں؟

(۱۲) مردِ غازی معرکوں میں اپنے قدم پیچھے نہیں ہٹاتا ہے! بعینہٖ اُسی طرح سے جس طرح نیر بھی سمندروں کو پھلانگتا اور ٹیلوں اور پہاڑوں سے ہوکر دوڑتا ہے (اور مُڑنے کا نام تک بھی نہیں لیتا ہے!)

(۱۳) لہریں بزدلوں، آرام طلبوں اور کاہلوں کو اپنے ساتھ بہالے جاتی ہیں! کیا لہریں کناروں، ساحلوں، ٹیلوں، پہاڑوں اور نشیب و فراز کی دراڑوں، بلوں اور گھونسلوں کی کوئی پرواکرتی ہیں؟ (اور اُنہیں اپنی زد سے بچا سکتی ہیں؟)

(۱۴) بجلیوں، بھونچالوں، برف و باراں کی بوچھاروں، آندھیوں،

اولوں، کانٹوں اَور پتھروں کے آگے اگر کوئی سینہ سپر ہو جاتا ہے
تو وہ بےچارہ مفلس ہے، مزدور ہے یا کسان ہے!

(۱۵) اُنہی کارروانوں کا عَلم ہر وقت لہراتا رہا۔ جنہوں نے لغزشوں میں
بھی اپنے اُکھڑتے ہوئے قدم سنبھال لیے!

(۱۶) زندگانی محض آرام، قرار اَور راحت کے ہم معنی نہیں ہے! ورنہ کیا
گھاس کے گھونسلے خاردار جھاڑیوں پر بےسبب ہی بنے ہوتے؟

(۱۷) آبِ رواں نیک و بد دونوں کے لئے اپنا سینہ بچھاتا ہے! کیا کسی کا بوجھ
سہارنے والا کوئی ازلی دیوالیہ یا ممسک بھی ہو سکتا ہے؟

(۱۸) اگر اسے اپنے زورِ بازو اَور باہو بل کا ذرا بھی احساس ہوتا۔ تو کیا
یہ بے وقوف بھیک منگا شال اور دُھسے اوڑھے ہوئے لوگوں کے
آگے کبھی اپنے ہاتھ بھی جوڑتا؟

(۱۹) جو شخص چوروں اَور آدم نما شیطانوں کی خبر لیتا ہے۔ کیا کوئی دوسرا
شیطان اُسے راستوں پر گمراہ بھی کر سکتا ہے؟

(۲۰) کیا غلام ابھی تک باج خواروں سے خائف رہیں گے؟ اِنقلاب نے
تو تاجداروں کے محل گرا ڈالے!!

(۲۱) جو شخص رات دِن آپس میں اپنا ہی ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں۔ وہ
تو اِنقلاب کا شور و شر سُن کر آخر کار چھپ کر رہ جائیں گے۔!

(۲۲) اِس نے تو کسی غیر شخص کے ہاتھوں زندہ رہنا جائز نہیں سمجھا!
بھلا یہ کس اجل نے کہا سکندر (آبِ حیوان کے چشمہ سے)

تشنہ کام اور خالی ہاتھ ہی لوٹ آیا۔؟

(۲۳) جو شخص خون پسینہ ایک کر کے اپنی خانہ آبادی کرتا ہے۔ کیا وہ کام چوروں اور کاہلوں کی خانہ بربادی کو دیکھنا برداشت کر سکتا ہے؟

(۲۴) جو شخص چراغوں کی بتیوں کو چڑھا چڑھا کر (اُکسا اُکسا کر) علم و حکمت کے دفتروں کا مطالعہ کرتا رہتا ہے۔ بھلا اُس کے دماغ کے پلے کیا پڑ سکتا ہے۔ اگر اُس میں دردِ دل موجود نہ ہو؟

(۲۵) کیا صوفیوں اور رندوں کو کعبوں اور شوالوں کا طواف کرنا زیب دے سکتا ہے؟ کیا رہزنوں اور غاصبوں کا جامہ احرام میں ملبوس ہونا اچھا ہے؟

(۲۶) دُنیا میں انسان نما حیوانوں (اور درندوں) کی کمی ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ والدین اپنے بچوں کو شروع سے ہی (حقیقی) انسان بنانے کی کوشش کریں۔!

(۲۷) اگر دُوئی، دورنگی اور غیریت کے پردے اور جالے ٹوٹ ٹوٹ کر نیچے گر آئیں۔ تو سادہ لوح انسانوں کو دلالوں کی دلالی (اپنی جیب سے) نہیں چکانا ہوگی۔ (یعنی ربا خواروں اور مفادِ خصوصی کے استحصال کا شکار نہیں ہونا پڑے گا۔)

(۲۸) فرقہ داری، بد دلی، تعصب، حسد، بُغض اور عناد!" ——
اِن تمام اتہ دھوں کو بلاخیز دُونالی (بندوق) سے اُڑا دیا روا ہے!

(۲۹) بھلا (ان کے بغیر) یہ کس کے پاس اپنے دِل کے غم کا بوجھ ہلکا

کریں؟ اور کسے اپنے دُکھوں کا پتہ دیں؟ جبھی تو گُل اور بُلبُل صبح سویرے شبنم اور صبا۔ کو دعوت پر بُلاتے رہتے ہیں!

(۳۰) رنگ برنگ کے پھُول ہی تہذیب و تمدّن کے باغ کی اصلی بہار دِکھلاتے ہیں! اور رنگا رنگ پھُلواریوں کا گلدستہ ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے!

(۳۱) گُلشن پر حکومت کرنے کا حق صرف اُن بُلبُلوں کو حاصِل ہے۔ جو کہ اپنے گھونسلے جلا جلا کر اندھیرے میں روشنی دِکھاتی ہیں!

(۳۲) مرحبا! کشمیر کے آبِ حیات کو مرحبا! اِس آبِ زُلال نے کِتنے ہی جلتے ہوئے بدنوں کو ٹھنڈک پہونچائی!

(۳۳) اِس نے زندگی کا نغمہ سُنا سُنا کر دُنیا کو بیدار کر دیا! واہ واہ! فانی (شاعر) بھی شعر و سخن میں قوالوں کا قوال بن بیٹھا!

شادی

(۱) بۭنۍو گلزار نارس ثیج، فوٗے برجستہ ویرانن
بہارٕ پۭچ پھیر سبزی شعلہ زارن شورہ میدانن

(۲) سۭپۍن زخمن اچھوگن تے آمہ تاون شبنمک پھرکاو
سۭپۍن مرضن، دُکھن، وادین دوا بلغ یُیمکاو

(۳) سۭپۍن زہرس اندر موٗدرۍ، ماچھک ہۍ بنۍو حنظل
سۭپۍن جنگلن اندر ننہ وٲرۍ بادن تل کنڈین مخمل

(۴) گٹن منز نور پھلیو، دوٗر گو ظلماتکوٗی انڈھہ کار
شبابک نغمہ ہیۍن جاری سۭپۍن آبِ حیا پیچ دھار

(۵) رگن منز خون دوریو موٗرن، بجبرس سۭپۍن یاون
سۭپۍن ہر دِس بہار اشولہ ون، ماگس سۭپۍن شراون

(۶) سۭپۍن زنگارہ صیقل، داٹلگ بۍیہ پھچہ مٔرن تارن
وصالک سوز ہیوت ثیۍیہ بوزہ تاون نولہ ستیارن

(۷) یکھن منز موٗرن بۍیہ زندہ گو مشرو وُمت پرواز
خیالن بۍنہِ معراجک اُکھے آوُ روٗ وُمت انداز

(۸) دِلن اندر ہیوتن دُب دُب گژھن بے ہوش میخانن
سۭپۍن بۍیہ جوش رِندن، ساقین، پیالن تہ پیمانن

(۹) وُزِیَو ہیو آب شیرِن آبہ رشتین آگرن اندر
ستین رتیہ نال، ختشو ہارہمیو شن سرن اندر

(۱۰) کرِن لوکہ سور سپنیو ہتھکرِن، برِین تہ زو لانن
ستین بیہ زول ارمانن ہندِین وارِین تہ ڈالانن

(۱۱) ستین سازس جبینن پل، ستین زُلفن تہ جامن پل
ستین حُسنس تہ عشقکس پل، ستین ہتکس مُشامن پل

(۱۲) ستین سورس تہ چشمن پل، ستین گوشن تہ دُورن پل
ستین نظرن نظارن میل، غِلمانن تہ حورن پل

(۱۳) ستین دیگن تہ دانن پل، ستین بٹھانن تہ بانن پل
ستین پانن تہ جانن پل، مکینن تے مکانن پل

(۱۴) ستین آغن غلامن پل، ستین ظالمن تہ نیابن پل
ستین میرن فقیرن پل، ستین جلون تہ ساین پل

(۱۵) ستین آبس تہ نارس پل، ستین پوشن تہ خارن پل
ستین میترن تہ شیترن پل، ستین گامن شہارن پل

(۱۶) وَنان ازشادِ یانو فانِیس گامہ غمن اندر
چھو مستام زادِسے ہندسے چھوپم رجام جمن اندر

ترجمہ

شادی (مسرّت)

(۱) آگ گلزار بن گئی اور ویرانوں میں پھول جرسنہ کھل اُٹھے! شعلہ زاروں اور بارُود دی (تپتے ہوئے) میدانوں میں چاروں طرف موسم بہار کی ہریالی ہی ہریالی چھا گئی!

(۲) زخموں، گھاؤں اور جلتے ہوئے داغوں پر شبنم کی ورشا ہوئی، اور باغ نسیم کی خوشگوار ہوا مرضوں، دُکھوں اور روگوں کا مداوا بن گئی!

(۳) زہر میں شیرینی پیدا ہو گئی اور خنظل (کا زہریلا پودا) شہد کی بالائی بن گیا!

(۴) تاریکیوں میں نور پھیل گیا اور ظلمات کی اندھیاری دُور ہو گئی! آبِ حیات کی دھار شباب کا نغمہ گاتی ہوئی بہہ نکلی!

(۵) مُردہ رگوں اور شریانوں میں تازہ خون موجیں مارنے لگا اور بوڑھاپے پر جوبن آیا! موسم خزاں (تنویر سامان) موسمِ بہار میں بدل گیا اور ماگھ کا مہینہ ساون کے مہینے میں منقلب ہو گیا!

(۶) زنگ پھر سے صیقل ہو گئی اور ٹوٹے ہوئے تار دوبارہ جڑ گئے! محبّت کے ستار نے از سرِ نو وِصال کا سوز و ساز سُنانا شروع کیا-!

(۷) مُردہ پانکھوں (پَروں) میں پھر سے بھُولی ہوئی پرواز زندہ ہو اُٹھی اور خیالات کو اپنی معراج کا کھویا ہوا انداز ہاتھ آیا!

(۸) بے ہوش مہمانوں کے دل پھر سے دھک دھک کرنے لگے، اور سانسوں

رندوں، پیالوں اور پیمانوں میں دوبارہ جوش و خروش پیدا ہُوا۔!

(۹) پیاسے آب منابع اور سرچشموں میں پھر سے آبِ شیریں اُبل پڑا اور جھیلوں میں کمل کے پھول دوبارہ موتی کے ہاروں سے آراستہ و پیراستہ ہو گئے!

(۱۰) ہتھکڑیوں، بیڑیوں اور جولانوں کی کڑیاں ٹوٹ کر چُور چُور ہو گئیں اور ارمانوں کے چھڑکوں اور والانوں پر پھر سے جگمگاتا ہُوا چراغاں ہُوا!

(۱۱) ارے لو! سہروں اور جبینوں کا ملاپ ہو گیا! زلفوں اور پوششِ ناز کا ملاپ ہو گیا! حُسن اور عشق کا ملاپ ہو گیا! اور مُشک اور مشام کا ملاپ ہو گیا!

(۱۲) ارے لو! سُرمہ اور چشمِ ناز کا ملاپ ہو گیا! نازنین کانوں اور آویزوں کا ملاپ ہو گیا! نظروں اور نظاروں کا ملاپ ہو گیا! اور حُوروں اور غلمانوں کا ملاپ ہو گیا!

(۱۳) ارے لو! دیگوں (ہانڈیوں) اور چولھوں کا ملاپ ہو گیا! ڈھکنوں اور برتنوں کا ملاپ ہو گیا! (یعنی مرغن غذائیں پکنے اور ضیافتیں اُڑنے لگیں) جسموں اور جانوں کا ملاپ ہو گیا! (یعنی مُردہ جسموں میں جان آگئی) اور مکانوں اور مکینوں کا ملاپ ہو گیا! (یعنی بچھڑے ہوئے لوگ پھر اپنے اپنے گھروں میں لوٹ آئے!)

(۱۴) ارے لو! آقاؤں اور غلاموں کا ملاپ ہو گیا! ظُلم اور انصاف کا ملاپ ہو گیا! (یعنی ظالم انصاف پسند بن گئے!) میروں اور فقیروں کا ملاپ ہو گیا! اور جلووں اور سایوں کا ملاپ ہو گیا!

(١٥) اے لو! آگ اور پانی کا ملاپ ہوگیا! پھولوں اور کانٹوں کا ملاپ ہوگیا دوستوں اور دشمنوں کا ملاپ ہوگیا! اور شہروں اور دیہاتوں کا مِلاپ ہوگیا۔!

(١٦) لوگ کہتے ہیں۔ کہ آج غموں کی بھرمار میں بھی، فاؔنی (شاعر) ایک نئی ہی شادی (مسرت) اور مستی کے عالم میں ہے! کیونکہ اُس نے جمشید کے جام بھر بھر کے شرابِ آزادی پی لی ہے)!

زندگی تہ خُودی ہند نغمہ

(۱) یمِس بدلس اندر ریہہ آسہ کوٗندن شورہ خانن ہشر
تمِس ما آسہ لادن گھاسہ آلین آشیانن ہشر

(۲) دِلس منٛز آسہ لیَس پرچستہ فوٗلیا ہولہ داغن ہشر
یمِس ما آیہ چیٖمن باتٕرٕ لالن ارغوانن ہشر

(۳) دَواں لیٖس پرٛونٹھ میلنہٕ ژوٗز ملن بٔتِہ نارہ طوٗفانن
کلس پتھ آسہ ماتس مہربانی مہربانن ہشر

(۴) پنُن یم، خوٗن ہارِث دروہ باغچہ ہا و رنگینی
تمِس ما شوٗبہ یاری نوبہارن باغوانن ہشر

(۵) دمادم آسہ لیَس قدمن اندر رفتار ٹوٗ فا پِچھ،
تمِس ما آسہ فرصت منٛزلن منٛز کاروانن ہشر

(۶) محل تعمیر کوٗریم دلکشہٕ قومک اُستخوانو سیٖت،
ضرورت گاتہ جاری ماتمِن دُشمن تہ جہانن ہشر

(۷) لیٚکھنٛز آلنٛن دہا نی نارہ زالان موٗل ظلمن ہنٛد،
تُسند دِل لوٗبہ ناوِیا بے زبانی بے زبانن ہشر

(۸) یمی سُند راتٕز منٛزہ یم، ہوٗد اصلی جلوہ فردوسک
تشنٛز سے نظرہ ما ہانکل خیالی آسمانن ہشر

(۹) بھرِت سینس اندر یَس آسہ ہردم زِندگی ہُند جوش
تمس ماڈالہ ہوشو نغمہ خوٲنی نغمہ خوانن ہشر

(۱۰) قدم آزادیُک ہُند آسہ تُس مانال دگیہ لاگم
یمَن پھندن فربن ہشر یمَن حیلن بہانن ہشر

(۱۱) چھو پَننے عقلِہ سبت یُس عملِہ ہُند سیارہ بھرناوان
تمس اختر شمارٕی گارِہ ماتنجیم دانن ہشر

(۱۲) یُمِس بُجرس اندر گرماوِہ جوشا نوجوٲنی ہُند
تمس تنِہ لاوِہ ماپیری اسیری نوجوانن ہشر

(۱۳) یُمِس اندر رگوم محبّت آسہ مظلومن غریبن ہُند
تمس ڈیٔ آسہ ماہتھرن زحین ہشر کترہ بانن ہشر

(۱۴) کتن یُس گوحیاتُک زیر وبم ژھیہ پارنٕی اندر
تمس مابدخمارٕی ڈالہ بنگلن محلہ خانن ہشر

(۱۵) بجاہس ہوش یُس منصورہ شندہ پاٹھ روزہ نارس منز
تمس ماپرہی دارن، زرزن تئے ریسمانن ہشر

(۱۶) وِدان یَس آسہ ہرشاہس اندر نورِہ زِندگی ہُند ساز
جدا ما آسہ تس نش رازدٲنی راز دانن ہشر

(۱۷) گرزن یُس ہُند چھو فانی الرزہ پاوان گُل جہانس منز
تمس سئے آسہ ما چانین توین نغمن ترانن ہشر

ترجمہ

زندگی اور خودی کا نغمہ

(۱) جس کے تن بدن میں بھٹیوں، تنوروں، گلخنوں اور بارود خانوں کے شعلے بھڑک رہے ہوں۔ کیا اُس پر گھاس کے گھونسلوں اور آشیانوں کا کوئی بارِ احسان ہو سکتا ہے؟

(۲) جس کے دل میں فرقت کے داغ برجستہ کھل اُٹھے ہوں۔ کیا اُس کی آنکھوں پر کبھی لالہ کے پھولوں اور ارغوانوں کا کوئی اتہام لگ سکتا ہے؟

(۳) جو شخص بجلیوں اور آتش بار طوفانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے آگے دوڑتا ہے۔ کیا اُس کے سر پر مہربانیوں کی مہربانی اور شفقت کا ہاتھ ہو سکتا ہے؟ (یعنی کیا وہ اپنے آپ پر مہربانوں کی مہربانی کو گوارا کر سکتا ہے)

(۴) جس شخص نے اپنا خون بہا بہا کر باغِ محبت کی (پُر بہار) رنگینی دکھائی کیا اُس کو نو بہاروں اور باغبانوں کی یاری زیب دے سکتی ہے؟

(۵) جس شخص کے قدموں میں دمادم طوفان کی رفتار ہو۔ کیا اُسے منزلوں پہ ٹھہرنے اور (سست رفتار) کاروانوں کا انتظار کرنے کی فرصت ہو سکتی ہے؟

(۶) جس شخص نے اپنی قوم کا محل اپنی ہڈیوں اور استخوانوں پر قایم کیا۔ بھلا اُسے "راج مزدوروں" اور ترکھانوں (یعنی ناتجربہ کار اور خام کار رہبروں) کی "عقلمندی" کی کیا ضرورت ہے؟

(۷) جس شخص کی آتش دہانی ظلموں اور استبدادوں کی جڑوں کو جلاتی ہو۔

کیا اُس کے دِل کو بے زبانوں کی بے زبانی ہرشا سکتی (خوش رکھ سکتی) ہے؟

(۸) جس شخص نے اِسی دھرتی (کائناتِ ارضی) میں سے جنّت الفردوس کا اصلی جلوہ دِکھایا۔ کیا اُس کی نظر آسمانوں کی زنجیر دل میں جکڑی ہوئی ہو گی؟ (یعنی عرشِ بریں پر واقع کسی خیالی جنّت کی طرف لگی ہوئی ہو گی؟)

(۹) جس شخص کے سینہ کے اندر ہر وقت زندگی کا جوش و خروش بھرا ہُوا ہو۔ کیا نغمہ خوانوں کی نغمہ خوانی اُسے مدہوش اور بے سُدھ کر سکتی ہے؟

(۱۰) جس شخص کا قدم آزاد ہو۔ کیا اُس کی زبان اور گردن میں ان دھوکوں اور فریبوں اور ان حیلوں اور بہانوں کی لگام آویزاں ہو سکتی؟

(۱۱) جو شخص اپنی عقل و ذکاوت سے عمل کے سیّارے گھماتا ہو۔ کیا نجوموں کی اختر شماری اسکو کبھی ڈھونڈ سکتی ہے؟ (یعنی کیا وہ منجموں کی اختر شماری کو خاطر میں لا سکتا ہے؟)

(۱۲) جس شخص کو بوڑھاپے میں نوجوانی کا جوش و خروش گرماوے کیا نوجوانوں کی پیری اور اسیری اُس کے دل کو للچا سکتی ہے؟

(۱۳) جس شخص کو مظلوموں اور غریبوں کے ساتھ قلبی محبّت ہو کیا اُسے اُن کے چیتھڑوں اور مٹی کے برتنوں کے ساتھ کوئی نفرت ہو سکتی ہے؟

(۱۴) جس شخص نے خس پوش جھونپڑیوں میں ہی زندگی (کے ساز) کا اصلی زیر و بم (گوشِ ہوش کے ساتھ) سُنا۔ کیا اُسے عالیشان بنگلوں اور محلّوں کی بدخاری اور نخوت بدحواس اور گمراہ کر سکتی ہے؟

(۱۵) جس شخص کے ہوش و حواس منصور کی طرح آگ میں پڑ کر بھی قائم رہیں۔

کیا اُسے سُولیوں، زنجیروں، رسیوں اور پیمانوں کو دیکھ کر کوئی برہمی اور سراسیمگی ہوسکتی ہے؟

(١٦) جس شخص کے ہر نفس (سانس) میں حیاتِ نو کا ساز بج رہا ہو۔ کیا رازدانوں کی رازدانی اُس سے الگ ہوسکتی ہے؟ (یعنی کیا اُس پر زندگی کے راز مخفی رہ سکتے ہیں؟)

(١٧) اے فانی (شاعر)! جس شخص کا گرجنا ساری دُنیا کو لرزہ براندام کر دیتا ہو کیا اُس کی گرج میں تمہارے ہی نغموں اور ترانوں کی لَے تو نہیں پائی جاتی ہے؟

غم

(۱) گونڈُن نار اَندرِ یُ دِلس وارہ وارا !
گلان آوٗ اَندرِ یُ سپُن پارہ پارا !

(۲) چھُوزن محشرُک جہنمچ کونڈِہ نارا !
الاوا جلاوا ، ترٔر ، خارہ خارا !

(۳) فوُسے دٔرٔ ، وُڑِ یو بارِغ جنتُک بہارا !
نیما ، نِشاطا ، نہ رُود شالمارا !

(۴) چھکان آب کمہ عالمُک آسہ نارا ؟
دَزان دِل ، اَچھوکِن روسان آبشارا !

(۵) چھ ناوا اَندر آوٗلنیں اَوارا !
نہ تارالبان کانھ نہ ڈلیتان کِنارا !

(۶) ژلِت جامہ خُونی جنُونی بیمارا !
دیٖوانا ، ژوتا ، بے ٹھکانا ، اوارا !

(۷) گلان کاژہ زُوتا گمٔژ داغدارا !
نہ چھُس رِشتہ دارا نہ کانھ یارِ غارا !

(۸) دزان شمع گل ، روَدان زارزارا
وُڑان واو چھُس ... اَوراوٗان قرارا !

(۹) چھُو کنھ نگہ نگلس گمت لُورہ یارا!
چھُو طُوفانہ گڑاین غوطن منز جارا!

(۱۰) دِلس پٮٹھ سوارا ہالگ چھُو بارا!
کُھبابا، غبُارا، جنبُہ نا، بخارا!

(۱۱) چھُو باسان اُچھن اَندہ وندانده کارا!
دِماغس دِلس گوختم گاٹہ جارا!

(۱۲) دِلس رُود باقی طرارا شرارا
نہ صبرا، قرارا، نہ کاہنہ اختیارا!

(۱۳) نہ رُودُس قدم ہمتُک زوردارا!
نہ رُودُس یقینُک کمر استوارا!

(۱۴) نہ رُودُس وران اعتمادک ستارا!
نہ رُودُس شرابِ خودی ہُند خمُارا!

(۱۵) نہ رُودُس ژنُس مجتُک کاروبارا!
ذرِت پُو، ذرِت چھُس ہوسا امارا!

(۱۶) نہ رُودُس پہ ہاوس گوژ ہم مختہ ہارا!
نہ ہاوس گوژ ہم گوہرِ شاہوارا!

(۱۷) ہنگان راج باجا نہ تاجا طُومارا!
نہ مہرن نہ دِیارن گرُن جھُس شمُارا!

(۱۸) نہ چھُس ہوش رُودُس خیالا اشارا!

نہ آلو کران چھس بیدا را ہُشارا !
(۱۹) نہ چھُس خوشش یِوان کاُنِہ ہُند زارہ پارا !
نہ چھُس توشہ نادان دِلا سا مدارا !
(۲۰) کنَن زر، وَنن کیا ژرِس بار بارا ؟
ژرِس نِش چھُو سپنان ژورُوی بجتہ کارا !

ترجمہ



(۱) دِل کو اندر ہی اندر آہستہ آہستہ آگ لگ گئی۔ جس کی وجہ سے یہ اندر ہی اندر پگھل پگھل کر پارہ پارہ ہوگیا۔

(۲) جہنم کی بھٹی میں جیسے روزِ قیامت کی آگ جل رہی ہے۔ ہاں ایسی آگ جو کہ زبردست جلن، التہاب، حدت و شدت اور تمازت کی حامل ہے۔

(۳) پھول جل اُٹھے۔ اور باغِ جنت کی بہار بھی اُٹھ گئی۔ نہ تو باغ شالیمار رہا۔ اور نہ ہی باغِ نسیم اور باغ نشاط رہے۔

(۴) بھلا کس دُنیا کی آگ جلتے وقت پانی بہاتی ہوگی۔ دِل تو جل رہا ہے۔ لیکن آنکھوں سے (آنسوؤں کی) آبشار بھی جاری ہے۔

(۵) (غمزدہ دِل) ایک کشتی (کے مانند) ہے۔ جو کہ گرداب میں پھنس کر آوارہ پھر رہی ہے۔ اور نہ تو پار ہی پہونچ سکتی ہے۔ اور نہ ہی کنارا دیکھ سکتی ہے۔

(۶) (غمزدہ دِل) ایک جنونی بیمار (کے مانند) ہے۔ جو کہ خونین لباس میں ملبوس ہے۔ (یا غمزدہ دِل) ایک دیوانہ (کے مترادف) ہے۔ جو کہ بے ٹھکانا اور آوارہ ہے۔

(۷) (غمزدہ دِل) نحیف و نزار چاند (کے مانند) ہے۔ جس کا کوئی رشتہ دار ہے نہ یارِ غار۔

(۸) (غم زدہ دل) ایک شمع (کے مانند) ہے - جو کہ پگھل پگھل کر جل رہی اور زار زار رو رہی ہے - اِس شمع کے ارد گرد (زہر کی) آندھی چل رہی ہے - جو کہ اِس کے قرار و سکون کو بگاڑ رہی ہے -

(۹) (ذرا دیکھئے تو کہ) کیسا رنگین بنگلہ (یعنی دل) منہدم ہو چکا ہے اور کس طرح سے یہ طوفان کی لہروں اور تھپیڑوں میں اُجاڑ اور ویران پڑا ہُوا ہے یا

(۱۰) یہ حُباب! یہ غبار! یہ بخار! اور یہ جنون! — ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ دل پر جیسے کوہِ ہمالیہ کا بار سوار ہو چکا ہے -

(۱۱) آنکھوں کو چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا دکھائی دیتا ہے - اور دل و دماغ میں عقل و ذکاوت (کی روشنی) ختم ہو چکی ہے -

(۱۲) دل میں نہ تو حرارت کے شرارے باقی رہ چکے ہیں - اور نہ ہی صبر و قرار اور اختیار باقی رہ چکا ہے -

(۱۳) نہ تو دل کا قدم ہمت، زور دار رہا - اور نہ ہی کمرِ یقین استوار رہی -

(۱۴) نہ تو دل کے اعتماد کا ستارہ چمکتا رہا اور نہ ہی اِسے (یعنی دل کو) شرابِ خودی کا خمار رہا -

(۱۵) غم زدہ دل) کو محبت کا کاروبار (مطلق) یاد نہیں رہا - کیونکہ یہ اس انداز میں جل اُٹھا - کہ اِس کے ہوس اور ارمان بھی جل اُٹھے -

(۱۶) (غم زدہ) دل میں نہ تو کسی موتی کے ہار (کے حصول) کی خواہش رہی - اور نہ ہی گوہرِ شہوار کی آرزو -

(۱۷) (غمزدہ) دل نہ تو راج، باج، تاج اور طومار کا طلبگار ہے۔ اور نا ہی (سونے چاندی کے) سکّوں اور دھن دولت کا شمار کرنا چاہتا ہے۔

(۱۸) (غمزدہ) دل میں نہ تو ذرہ بھر حس و ہوش ہے۔ اور نا ہی اِسے اب آوازیں اور پکاریں بیدار کر سکتی ہیں۔

(۱۹) (غمزدہ) دل کو نہ تو کسی کی منّت و مناجت پسند آتی ہے۔ اور نا ہی یہ کسی کی تسلّی و تشفی سے جھوم اُٹھ سکتا ہے۔

(۲۰) (غمزدہ) دل کے کان تو بہرے ہو چکے ہیں۔ اِس لئے بہرے سے لوگ بار بار کیا کہیں؟ سچ ہے۔ کہ بہرے کے پاس ایک پختہ کار آدمی بھی بہرہ ہی بن جاتا ہے۔

زِندہ مُر، مُر، زِندہ روزُن زندگانی ہنٛد ثبوُت!

(۱) یادٕ نابُجَرس اندر باوُن جوانی ہنٛد ثبوُت!
ہَردہ دردُن باغ چھاوُن زِندگانی ہُند ثبوُت!

(۲) دانہِ دانے شرٛاوُنس منٛز شِینہ مانے ہنٛد گلُن
بولہ ہنٛدریس اندر دِلچے رواٛنی ہُند ثبوُت!

(۳) اِرکھلیُن، نُلریُن، کنٛڈیُن اندر گلاٛبن ہُنٛداسُن
دُشمنی منٛز مایہ ہنٛزے مہرباٛنی ہُند ثبوُت!

(۴) کوُنڈگلابُک، داغ لاٛلک، تُن کران سوزِ بہار
یتھ وُنان عیٛنک نشا تاسوُنی چھوجاٛنی ہنٛد ثبوُت!

(۵) کنٛڈ دٕ نھرُین ییٹھ پوشوُلن، بُلبُلن ہنٛد بولبوش
بولہ محبوُبن ہنٛدے سوزِ نہاٛنی ہُنٛد ثبوت!

(۶) عُشکس باغس شبن اندرِ ستارن ہُند پھوُلُن
کاٛ بسہ شب بیدارہ سنٛزے باغباٛنی ہُند ثبوُت!

(۷) نغمہ آرن ہُند، چراغان لالہ زارن ہُند ژوٛپارٕ
نوبہارس منٛز سرُور و شادماٛنی ہُند ثبوُت!

(۸) بولبوشن، شوُرِشَن منٛز باغ و بُستانن اندر
شبنمُک خاموش روزُن رازداٛنی ہُند ثبوُت!

(۹) بُلبُلن ہُند ہ مَدہم بولُن، گیوُن، روشُن، وَدُن
گلشنس منز کأنسہ ہنزسے بے زبانی ہُند ثبوُت!

(۱۰) زیُون مَرُن ماکارِ آسان؟ یتھ جہانس منز مگر
زندہ مَرِ مَرِ زِندہ روزُن زِندگانی ہُند ثبوت!

(۱۱) سینہ وارُن نِشتَرن، ینزن، بمَن، گولن اچھرَن
سُرخ رُوئی، کامرانی، شادمانی ہُند ثبوت!

(۱۲) بڑوٗٹھہ پرُن، ہاوس کڈُن، تہرن تہ تہرن ہُندلرُن!
زوِر آبس منز یہ شورِ زندگانی ہُند ثبوت!

(۱۳) رَبّ اَرِنی؟ — کأنسہ ہُندئے شوقِ دیدارُک جنوُن!
لَن ترانی؟ — کأنسہ منزسے سرگرانی ہُند ثبوت!

(۱۴) وُزملَن ہُند کیوٗنتر کالاٹر ورہ آرامس یہن
بُلبُلن، قُمریَن ہُنزسے بے آشیانی ہُند ثبوُت!

(۱۵) دوٗ ہلہِ اَفتابکہ تہ رأنس زُونہِ ہُند دورُن دوُن
دولہ بھرتھ سے جورہ ہُنزسے مأن مأنی ہُند ثبوُت!

(۱۶) داغ زُونے، بیقرأری وُزملے، پھُولے جنوٗن!
سوزِ فِطرت عشقٔنے رنگین کہأنی ہُند ثبوُت!

(۱۷) مَس پریشان، چشمہ خونین، خم اچھر والن اندر!
دِلربا کیا دولہ تیچھے ترجمأنی ہُند ثبوُت !

(۱۸) مَردہ بوٗنین ہُند وزُن، سوٗنتہ گلالن ہُند زُن

سوزِ و لچے رنگ برنگ آتش فشأنی ہنٛد ثبوُت !

(۱۹) پیالہ بردأری کرٛیا کم رُو شہِ ژنٛہ سُند غوصہ غم ؟
بولہ اشہِ سیٹھ ہ لالہ مَنہ وُن میز بأنی ہنٛد ثبوٗت !

(۲۰) دَم بھرُن محنت کشن ہُند یا نہ ٹُکلن منٛز بہُن !
چھا غریبن پیٹھ یہ ختم حکمرأنی ہنٛد ثبوُت ؟

(۲۱) نال سَرِ وُ آسہ ظلمت بلبلن رنگین گُلن !
باغبانو! وَنہ تٕی چھا باغبأنی ہنٛد ثبوُت ؟

(۲۲) خأطرس منٛز سرٛوَرن میرن قلندرن کیا انن ؟
ہٕول وُچھن یہنٛدٕ وٕی بلائے آسمأنی ہُند ثبوُت !

(۲۳) دردِ دل، سوزِ جگر کیا گو؟ یہ سنٛچھنے زانٛنے
حکمتک دفتر پرٛن چھا ہمہ دأنی ہنٛد ثبوُت ؟

(۲۴) دِیدہ چھوران، زوٗتہ وٗران، رازِ دِل منٛز مارکن!
مرحبا! امہِ حالہ دِلچے پاسبأنی ہُند ثبوُت ؟

(۲۵) ثوٗب نہ یُدٕ دے کار وانن کاتھ نِشانا منٛز لگ
ہر نِشانن رہ چھُنا تمہ بے نِشأنی ہنٛد ثبوُت ؟

(۲۶) سوزِ خوأنی فأنیو! چأنی یمن کشمیرکٕین
آگرن آرن ہنٛدے سوزِ روأنی ہنٛد ثبوت !

ترجمہ

زندہ مر مر کے بھی زندہ رہنا زندگی کا ثبوت ہے!

(۱) بُوڑھاپے میں جوبن دکھانا جوانی کا ثبوت ہے! اور موسمِ خزاں میں (سوز و گداز اور) درد و محبت کے باغ کی بہار لُوٹنا زندگی کی دلیل ہے!

(۲) ساون (کی گرمی) میں برف کے تودے کا رتی رتی پگھل جانا محبت کی خنکی میں بھی (یخ بستہ) دِل (کے اندر جوئے اُلفت) کی روانی کا ثبوت ہے!

(۳) حنظلوں، بھڑوں، اور کانٹوں کی بھرمار میں گلابوں کا مسکرانا دُشمنی کے ماحول میں بھی "محبت" کے لطف و کرم کا ثبوت ہے!

(۴) خارِ گُل اور داغِ لالہ! — یہ دونوں سوزِ بہار کے مظہر ہیں! ہاں ہاں۔ جو بات عیب کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔ وہی بات خوبی کی دلیل بھی ہو سکتی ہے!!!

(۵) خاردار جھاڑیوں پر "پوشنوں" اور بلبلوں کی (درد بھری) الاپ عاشقوں اور مجنونوں کے سوزِ نہانی کی دلیل ہے!

(۶) عرشِ معلیٰ کے باغ میں (اندھیری) راتوں میں ستاروں (کے پھولوں) کا کھلنا کسی (پاک طینت) شب بیدار کی باغبانی کا ثبوت ہے!

(۷) جوئباروں کا نغمہ اور لالہ زاروں کا چراغاں! — یہ دونوں تو بہار میں سرور و شادمانی کا ثبوت ہیں!!

(۸) باغ و بُستان میں (طائرانِ خوش اِلحان کی) نغمہ ریزیوں اور (جھرنوں اور جوئباروں کی) شورشوں کے بیچ شبنم کا خاموش رہنا اس کی رمز شناسی اور رازدانی کا ثبوت ہے!

(۹) مُلبکوں کا دمبدم بولنا، گانا، رُوٹھ جانا اور رونا گلشن میں کسی دسنگدل) کی خاموشی کا ثبوت ہے!

(۱۰) کیا جینا اور مرنا کوئی آسان کام ہے؟ نہیں۔ لیکن اس دُنیا میں زندہ مر مر کے بھی زندہ رہنا زندگی کا ثبوت ہے!

(۱۱) نشتروں، نیزوں، بموں اور گولوں کے آگے سینہ سپر ہو تاہی سرخروئی کامرانی اور شادمانی کا ثبوت ہے!

(۱۲) آگے بڑھنا، دل کی بھڑاس نکالنا اور لہروں کا آپس میں لڑنا زور شور سے بہنے والے پانی میں زندگی کے جوش و خروش کا ثبوت ہے!

(۱۳) "رَبِّ اَرِنی" کیا ہے؟ ـــــ کسی کے شوقِ دیدار کا جنون!
"لن ترانی" کیا ہے؟ ـــــ کسی کی سرگرانی (اور استغنا) کا ثبوت!

(۱۴) بجلیوں کا کچھ وقت کے لئے چھپ کر محوِ آرام رہنا بلبلوں اور قمریوں کی بے آشیانی کا ثبوت ہے!

(۱۵) دِن کو سُورج کی دوڑ دھوپ اور رات کو چاند[۱] کی تگ و دو (زمن

---

[۱] چاند کو کشمیری زبان میں بہ صیغۂ مؤنث باندھا جاتا ہے۔ اس لئے مندرجہ بالا ترجمے میں سُورج کو مرد اور چاند کو عورت تصور کیا جائے۔

مصنّف

منصبی کی انجام دہی میں) ایک محبت بھرے جوڑے کے باہمی مقابلے کی دلیل ہے)

(۱۶) چاند (ہجر و فراق کے) داغ کی حامل ہے، بجلی (کے دِل) میں تڑپ اَور) بیقراری ہے اَور برجستہ پھولوں پر جنُون طاری ہے بس یہ ہے سوزِ فطرت بھی عشق و محبّت کی ایک رنگین کہانی ہے!!

(۱۷) زُلفیں آوارہ و پریشان، آنکھیں خونین اَور پلکیں خم خوُردہ! —— واہ واہ! انجارِ محبّت اَور جنونِ عشق کی ترجمانی کی کیسی دلربا دلیل!!

(۱۸) موسمِ خزان میں چناروں اَور موسمِ بہار میں لالہ کے پھولوں کا جلنا سوزِ دِل کی رنگارنگ آتش فشانی کا ثبوت ہے!

(۱۹) کیا محض پیالہ برداری ہی رُوٹھے ہوئے معشوق کے غصّہ اَور ملال کو دُور کر سکتی ہے؟ نہیں۔ محبّت کے آنسوؤں سے محبوب کو منانا ہی خاطرداری اَور میزبانی کا ثبوت ہے!

(۲۰) چہ خوُب! محنت کشوں (سے ہمدردی) کا دم بھرنا اَور بجائے خود اُونچے اُونچے بنگلوں (اور محلّوں) میں رہنا!! —— کیا غریبوں (اور مظلوموں) پر ختمِ حکمرانی و استبداد کا یہی ثبوت ہے؟

(۲۱) (اے وائے!) سانپوں نے بُلبلوں اَور رنگین گلوں کو اپنی لپیٹ میں لیا ہو (اور باغبان تماشائی ہو)! —— اے باغبان! ذرا کہہ تو سہی۔ کہ آیا یہی باغبانی کی دلیل ہے؟

(۲۲) بھلا سرد دِن اَور میرے دِل کو مست قلندر خاطر میں کیا لائیں؟ ——

ہاں وہی مست قلندر جن کی محض ایک کج نظر بلائے آسمانی کی دلیل ہے!

(۲۳) دردِ دل اور سوزِ جگر سے کیا مراد ہے؟ — بھلا یہ سیکھنے اور جلنے کے بغیر ہی محض فلسفہ و حکمت کا دفتر پڑھنا ہمہ دانی کا ثبوت ہو سکتا ہے؟

(۲۴) آنکھیں غمّازی کر رہی ہیں اور زبان بھی (بے قابو ہو کر) بڑبڑا رہی ہے اور رازِ دل بھری محفل میں آشکارا ہو چکا ہے! — مرحبا! ایسی حالت میں بھی دل (کے رموز) کی پاسبانی کا کوئی ثبوت مل سکتا ہے؟

(۲۵) اگر کاررواں کو اپنی منزل کا کوئی نشان دکھائی نہیں دیا۔ تو کیا پھر ہر نشان راہ بے نشانی کا ثبوت نہیں ہے؟

(۲۶) اے خاکی (شاعر) اتیری سوز خوانی (جنّت ارضی) کشمیر کے منبعوں، سرچشموں، جھرنوں اور جوئباروں کے سوزِ روانی (اور گرمیٔ رفتار) کی دلیل ہے!!

آئینہ

(۱)

سینہ صافی منز چھم تن رچانی — کینہ رٗوس سینہ چھم آئینہ ناوٕ
پھولہٕ ژٕن ڈٕکہ چھم روے نورانی — کینہ رٗوس سینہ چھم آئینہ ناوٕ

(۲)

کم کم جانانہ کم تُھد بأنی — زٕلفن تہ جامن کٔرِت پیرأوٕ
بارگاہِ میانے یوان لارأنی — کینہ رٗوس سینہ چھم آئینہ ناوٕ

(۳)

زانان چھُس نہ کانہہ ہنٛز مُسلمأنی — سارنٕی شیٖشن چھم لُتوٗی کراوٕ
تُرکی؟ چینی؟ کُس چھُو ایرانی؟ — کینہ رٗوس سینہ چھم آئینہ ناوٕ

(۴)

کافر مُسلمان چھُم سے پُوزنأنی — سینہ صافی کران مور چھلہ واوٕ
کأفری نشہِ مانیون مسلمأنی؟ — کینہ رٗوس سینہ چھم آئینہ ناوٕ

(۵)

میانے جلوٕے کیا چھ ارزأنی — دیدار کرنے عالم آوٕ
شاہ تہ گدا چھم سجدہ دیوأنی — کینہ رٗوس سینہ چھم آئینہ ناوٕ

(۶)

سارنٕی مُرادن چھُس داتأنی — کأنسہ ہنٛتی أنم بانس گراوٕ

بیُون بیُون سارِنٔی جلوٕ ہاوانی — کینہ رۄس سِینہ چھُم آینہ ناو

(۷)

مَتہ منٛز سارِنٔی چھُسک لٲلہٕ وانی — کُس مے نٔش بڈہ تے کُس چھُس تہ زاو؟
سارِنٔی لولا گنُوئ باگرانی — کینہ رۄس سِینہ چھُم آینہ ناو

(۸)

چھونپرین تہ ہنگلن منٛز مے پھرانی — لولہ سان لولہ ہشت کران تُنہ ناو
جاین تھٲرِن چھم جاے تیٖرانی — کینہ رۄس سِینہ چھُم آینہ ناو

(۹)

غیب ما کانسِہ ہندر چھُس بوگنرانی — کانسِہ ما چھُس کڈان ریتر ہ تے ناو
عقلن تہ شکلن چھُس نہ گیلانی — کینہ رۄس سِینہ چھُم آینہ ناو

(۱۰)

سنگدل یدوے کانہہ مے چھٕٹہ سانی — شکرن منٛز لبان بو لکُوئ باو
شرمندہ سپنت چھُس پشیانی — کینہ رۄس سِینہ چھُم آینہ ناو

(۱۱)

چھلِہ چھلِہ سپنت چھُم نہ راوانی — نُور رجا لگ اصلی سو بھاو
گردہٕ اندر نہ چھُس گٲہ تراوانی — کینہ رۄس سِینہ چھُم آینہ دار

(۱۲)

میانِس وندس منٛز گرایہ بارانی — زون، تارک، سریہ — نُورن تلاو
گٹہ تے گاشش کُتی تابانی — کینہ رۄس سِینہ چھُم آینہ ناو

(۱۳)

کانہہ چھُم اَسہ ژٕنہ مشُکھ اُوچھانی ‌‌ کانہہ چھُم آشہٕ سٔیت کران چھرکاو
ہر کانہہ چھُم ستشن راز پاوانی ‌‌ کینہ رٔوس سینہ چھُم آئینہ ناو

(۱۴)

عاشق تہ معشوق جورِہ مارانی ‌‌ حُسنک تہ عشقُک وُچھان چکہ چاو
لولک سخن چھُم بوزہ ناوانی ‌‌ کینہ ژٔوس سینہ چھُم آئینہ ناو

(۱۵)

مہربنہِ مہرازہ ژُورہِ زر زانی ‌‌ سرمہ ٹارِین منز شرمہِ ہُند چھکاو
پانہٕ ؤن رٔ انزان چھُپسکہ وانی ‌‌ کینہ ژٔوسِ سینہ چھُم آئینہ ناو

(۱۶)

آوُل مگر چھُس زہوٹ مے زندگانی ‌‌ تو تہِ چھُم پوشنہ وُن لُوبہ دُن ناو
فانی توٚے چھُم پانہ ؤنہ وانی ‌‌ کینہ ژٔوس سینہ چھُم آئینہ ناو

ترجمہ

آئینہ

(۱) میرے سینے کی صفائی اور پاکیزگی میں ہی میری خوبی اور بھلائی کا راز مضمر ہے میرا سینہ بُغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔ میری پیشانی نِکھری ہوئی ہے۔ اور میرا چہرہ نُورانی ہے۔ میرا سینہ بُغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۲) کیسے کیسے معشوق اور حسین اپنی زُلفوں اور پوشش ناز کو سنوار سنوار کر (فرطِ عقیدت سے) میری بارگاہِ شریف میں دوڑے آتے ہیں۔ میرا سینہ بُغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۳) میں ہندو مذہب اور اِسلام کی تفریق سے واقف نہیں ہوں۔ بلکہ تمام لوگوں کے ساتھ میرا ایک جیسا برتاؤ ہے۔ کون تُرکی ہے؟ کون چینی ہے؟ اور کون ایرانی ہے؟ —— بھلا مجھے اِن باتوں کا کیا غم؟ میرا سینہ بغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۴) کافر اور مُسلمان دونوں میری پوجا کرتے ہیں۔ اور میری سینہ صافی اور پاکیزگی پر مور چھل اور چنور جھُولتے ہیں۔ کیا (میرے نزدیک) مسلمانی کافری سے الگ ہے؟ میرا سینہ بغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۵) بھلا میرے جلوے اور نظارے کی کیں قدر ارزانی ہے؟ ابھی تو ساری دنیا

میرے دیدار کے لئے آگئی۔ شاہ اور گدا دونوں میرے آگے سربسجود ہوتے ہیں میرا سینہ بُغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۶) میں تمام لوگوں کی مرادیں بر لاتا ہوں۔ میں نے کسی کو ہونٹوں پر حرفِ شکایت لانے کا موقعہ نہیں دیا۔ میں تمام ناظرین کو اپنی اپنی جگہ الگ الگ جلوہ دکھاتا ہوں۔ میرا سینہ بُغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۷) میں تمام لوگوں کو اپنے دل (بنگوڑے) میں جھولتا ہوں۔ بھلا میری نظروں میں کون بدنما ہے اور کون ہفت روزہ خیر خواہ بچہ؟ میں جملہ افراد کے ساتھ ایک جیسی محبت کرتا ہوں۔ میرا سینہ بُغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۸) مجھے جھونپڑیوں اور عالی شان بنگلوں میں گھمایا پھرایا جاتا ہے۔ اور محبت بھرے لوگ شفقت کے ساتھ مجھے اٹھاتے ہیں اور پھر اپنی جگہ رکھتے ہیں۔ نہیں نہیں۔ وہ تو اونچی اونچی نشستوں پر مجھے براجمان کرتے ہیں میرا سینہ بُغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۹) میں تو کسی کے معائب کا شمار نہیں کرتا ہوں۔ اور نا ہی کسی کو بُرے ناموں سے پکارتا ہوں۔ میں عقلوں اور شکلوں کا مضحکہ نہیں اڑاتا ہوں۔ میرا سینہ بُغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۱۰) اگر کوئی سنگدل مجھے توڑ ڈالتا ہے۔ تو میرے ٹکڑوں میں بھی وہ محبت ہی کے جذبات موجزن پاتا ہے۔ یہ دیکھ کر اُسے شرمندگی اور ندامت

ہوتی ہے۔ میرا سینہ بغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۱۱) ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بھی میرے نورِ جمال کی اصلی سرشت ختم نہیں ہوتی ہے۔ میں خاک و خس میں بھی پرتو پاشی کرتا ہوں۔ میرا سینہ بغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۱۲) میرے دل میں سورج، چاند اور ستارے ——— نہیں نہیں نورِ انوار کے چشمے ——— موجیں مارتے رہتے ہیں۔ روشنی اور اندھیرے میں تو میری ایک جیسی آب و تاب ہے۔ میرا سینہ بغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۱۳) کوئی شخص خندہ روئی کے ساتھ میری طرف دیکھتا ہے۔ اور کوئی مجھ پر آنسوؤں کی ورشا کرتا ہے۔ ہر کس و ناکس مجھے اپنے بھید کھول کر سناتا ہے۔ میرا سینہ بغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۱۴) (میرے سامنے) عاشق اور معشوق گھورے اڑاتے ہیں۔ اور حسن و عشق کی بھڑکن تڑکن اور شوخی و شدّت کا نظارہ کرتے ہیں۔ وہ تو مجھے اپنے محبت بھرے بول (اور راز و نیاز کی باتیں) سناتے ہیں۔ میرا سینہ بغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۱۵) میری ہی بدولت دُلھا میاں (حجابِ عروسی کی اوٹ میں) دلہن کی سر مستگین (اور پُر خمار) آنکھوں میں شرم و حیا کے جھکاؤ کو دزدیدہ

نظروں سے دیکھتا ہے۔ میں ہی تو ہوں۔ جو کہ دو انجانوں (دولہا اور دلہن) کو (پہلی بار) ایک دوسرے سے ملاتا ہے۔ میرا سینہ بغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۱۶) یوں تو میں بہت نازک ہوں۔ اور میری عمر بھی مختصر ہی ہے۔ لیکن پھر بھی میرا من بھاتا نام ابدی اور زندہ جاوید ہے۔ جبھی تو فانی (نظام) بھی بجائے خود میری تعریفیں گا رہا ہے۔ میرا سینہ بغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

ثٕمس نُنده بأنسیٔ غم آسہٕ مازخمی جبینَن ہُنٛد

(۱) ہَوائیس جانبازس آسہٕ لگمُت نازنینَن ہُنٛد
ثٕمس ماشتوٗ بہٕ نھاوُن کینہ اندرِیٔ نکتہ چینن ہُنٛد

(۲) ڈُباوانہٕ أنیت ہم ردِین وارن خوُنہ دریاوس
ثِمس مادَم بھرُن زیبا پیٹھَے دھرمن تہٕ دِینَن ہُنٛد

(۳) لڈان زُوٗ جان ٹیس ٹینٛینٛن کھوٗرن تل تنگہِ مظلوٗمن
غُرُوشان ٹس شوٗبا گرِیٔن، گندِین تہٕ زِہینَن ہُنٛد

(۴) نمن ییٚس آسہ ہردَم لور معصم مُفلسَن ہُنٛد خوٗن
ثِمس بدٕنی گماتا آسہٕ مالَن نگینَن ہُنٛد

(۵) دِلکن ہنٛدر کعبہ تے بتخانہ ہم سپنیوٗ اتھوٗچھینہ رأنہ
ثِمس دیدار کرِہ کیاہ دُوارَن تےٚ مدِینن ہُنٛد

(۶) حیاتک زیر و بم ٹیس روٗ پرانیَن داستانَن منٛز
نوٗر دٕنتوٗ ثِمس، ہیٚچھ نادہ کیا أزکینٛن نوینَن ہُنٛد

(۷) جہالس منٛز بتنٛر ہم زون اِنٛسانس تہ اِنسانس
ثِمس اندر یوٗم محبت آسہٕ مامِصرن تہ چینن ہُنٛد

(۸) یٔنٛن ایمان ترأوِت پھاٹہ نأوِیم ییٚنسہٕ ٹلکیٚچ رناو
لحاظ آسہٕ مانمسیٔ ثینن ہندٕین سفینَن ہُنٛد

(۹) شُبان ییٚس سازتہ سامانہ یَنِس نازنین پالس
ژٕمِس نُنده بأزِنی غم آسہ مازخمی جبینَن ہُند

(۱۰) تَسندے دَسنہ پأری وانہِ مایان نہ اشرافن
دِلس اندر ہَجرٕٕلِس آسہ اجلا فن لعینَن ہُند

(۱۱) وُچھِت شرمنده سپیا خاکسأری خاکسارن ہنٛز
کلَس پیٹھ تاج شُویان آسہ یَس سونٛدرن جبینَن ہُند

(۱۲) اُچھن منٛز رۄزِہ ٹھنڈی دسپدم یَس پوشہ باغن ہنٛز
تمِس منٛز ووٚد آسیا دزِہ وُنیُن داغن تہ سینَن ہُند

(۱۳) بنیتِ بنہ رأژ ہُند وُشمن دَو ان لُس آسمانن کُن
مقام اصلی لبیا شُوی آسمانن تَے زمینَن ہُند

(۱۴) تَسنٛزِ نظرِ شیتنِ ماپھولن گلزار وِرانن
دِلس منٛز آسہ لگُھٹ نارَس بُغض تہ کِینَن ہُند

(۱۵) یمِس نہ ہوشیار اَکس ژُوہس نغمن نہ ناچن ہنٛز
تمِس ظن آسہ ماخلقن ہندین فانن تہ فینَن ہُند

(۱۶) سُو مامولہ ناوٕہ آیِسہ کیٚنن محنتہ ہارن بختہ کارن منٛز
غرورس آسہ گنجینن، خزینَن تَے دفینَن ہُند

(۱۷) یسنٛزِ نظرٕ پھولہ راوان ہُنُن ہنٛز خانہ بربادی
تمِس طوفانسی اغم مکانن تَے مکینَن ہُند

(۱۸) کریا گلزار فانی کأنٛہ ہندِس دِمتس باغس
خارِ اَلِس نتاظن، شالہ مارن تَے نگینَن ہُند

ترجمہ

کیا اُس حسین معشوق کو زخمی جبینوں کا کوئی غم ہوگا؟

(۱) جس جان باز کو نازنینوں کی ہوا لگی ہو۔ کیا اُسے اپنے دل میں نکتہ چینوں کے خلاف کینہ رکھنا زیب دیتا ہے؟

(۲) جس دین دار نے خون کے دریا میں اِنسانیت کو ڈبو دیا۔ کیا اُسے یونہی دھرمو اَور دینوں کا دم بھرنا زیبا ہے؟

(۳) جو شخص اپنے پاؤں تلے ننگ دھڑنگ مظلوموں کی جان نکالتا ہے۔ کیا اُسے گھوڑوں، زینوں اَور کلغیوں کی نخوت اَور شان زیب دے سکتی ہے؟

(۴) جس شخص کے ناخنوں پر ہر وقت معصوم اَور بیگناہ مُفلِسوں کا خون لگا ہُوا ہو۔ کیا اُسے لعلوں اور نگینوں کا کوئی دُوسرا ہی تصوّر تو نہیں ہے؟

(۵) جس شخص نے اپنے ہی ہاتھوں سے دِلوں کے کعبے اَور بُت خانے توڑ ڈالے۔ بھلا اُسے ہر دُواروں اَور مدینوں کا دیدار کیا کر سکتا ہے؟

(۶) جس شخص کی زندگی کا زیر و بم پُرانی داستانوں میں گم ہو چکا ہو۔ بھلا اُسے آج کل کے جدّت پسندوں کی جدّت کیا سکھا سکتی ہے؟

(۷) دُنیا میں جس شخص نے اِنسان اَور انسان کے بیچ مغایرت اَور تفریق کو روا رکھا۔ کیا اُسے بِھڑوں اور حسینوں کے ساتھ قلبی محبّت ہو سکتی ہے؟

(۸) جس شخص نے اپنا ایمان چھوڑ کر اپنے مُلک کی کشتی کو غرقاب کر دیا۔

کیا اُسے دوسروں کے سفینوں کا کوئی لحاظ ہو سکتا ہے؟

(۹) جس کے نازنین بدن پر بناؤ سنگار اور سازو سامان رعنا و زیبا معلوم ہوتا ہو کیا اُس حسین معشوق کو زخمی جبینوں کا کوئی غم ہوگا؟

(۱۰) جس شخص کے دل میں اجلافوں اور لعینوں کا تیکھا پن اور کھوٹ ہو۔ کیا اُس کے ہاتھوں دوستوں اور اشرافوں کی کوئی یاری ہو سکتی ہے؟

(۱۱) جس شخص کے سر پر سُندر اور حسین معشوقوں کا تاج خوبصورت معلوم ہوتا ہو۔ کیا وہ خاکساروں کی خاکساری کو دیکھ کر شرمندہ ہو سکتا ہے؟

(۱۲) جس شخص کی آنکھوں میں لمحہ بہ لمحہ پھلواریوں کی ٹھنڈک اور طراوت رہتی ہو۔ کیا اُس میں بھی جلتے ہوئے داغوں اور سینوں کا درد اور کسک ہو سکتی ہے؟

(۱۳) جو شخص دھرتی (کائناتِ ارضی) کا دُشمن بن کر آسمانوں کی طرف دوڑتا ہو کیا اُسے آسمانوں اور زمینوں کا اصلی مقام ہاتھ آ سکتا ہے؟

(۱۴) جس شخص کے دِل میں بُغض و کینہ کی آگ لگی ہوئی ہو۔ کیا اُس کی نظر کو ویرانوں میں گلزار کھِل سکتے ہیں؟

(۱۵) جس شخص پر رات دِن راگ و رنگ اور نغمہ و رقص کی مدہوشی اور مستی طاری ہو۔ کیا اُسے لوگوں کی فاقہ کشی اور کفت اور پیچ و تاب کا کوئی قلق ہو سکتا ہے؟

(۱۶) جس شخص کو اپنے گنجینوں، خزینوں اور دفینوں کا گھمنڈ ہو۔ کیا وہ نچتہ کاروں کے بیچ (کسی غریب اور مظلوم کے) گھُرتا آنسوؤں کے ہاروں کی

قیمت کے تعین پر کوئی ردّ و کد کر سکتا ہے؟

(۱۷) جس کی نظر دوسروں کی خانہ بربادی کو دیکھ کر پھلتی پھولتی (خوش ہوتی) ہو۔ کیا اُس طوفان کو مکانوں اور مکینوں کا کوئی غم ہو سکتا ہے؟

(۱۸) اے فانی (شاعر) جس شخص کو نشاطوں، شالہ ماروں اور نگینوں کا خمار ہو۔ کیا وہ کسی دوسرے شخص کے جلے ہوئے (اُجاڑ) باغ کو بھی گلزار بنا دے گا؟

وُزمل

(۱) کثرت پردہ ائرک چھ مستور کوٗس تام
کھٹِتھ نوٗرہ ترٛشی بہت گوٗر کوٗس تام

(۲) اتی پان باوان اتی ژٕورہ ریوژان
چھ مُتربان دِوان سوٗرگہ داز خوٗر کوٗس تام

(۳) اتی نظرہ شیتن گٔنن منز انان گاش
اتی نظرہ شیتن کران سوٗر کوٗس تام

(۴) چھ پرٛہ یا تلِت دُف گرٛہحان غیب جل جل
چھ النساء نظرے ژلان دوٗر کوٗس تام

(۵) چھوکس جود گارس اتھ یوٗت جادِس
تیچ بیقراری چھ ہت پوٗر کوٗس تام؟

(۶) تُسند گاہ یت نوٗف گگرایہ ترٛاوان
چھ پیٹھ عالمچ ریٹہ یا شوٗرِ کوٗس تام

(۷) چھ کوٗس فانیو نیٛجرہ یہ اسمان رسول؟
ونان تس چھ وُزمل، ونان تس چھ وُزمل

ترجمہ

بجلی

(۱) بھلا یہ کونسی نازنینہ بادلوں کا حجاب اوڑھے ہوئے ہے ؟ یہ کونسی نُور پیکر دوشیزہ گھونگھٹ نکالے ہُوئے بیٹھی ہے ؟

(۲) ابھی اپنا نورانی بدن دِکھاتی ہے ۔ اور ابھی چھپ جاتی ہے ! بھلا ز دوس بریں کی یہ کونسی حُورِ جنّت کے جھروکے کو ابھی کھولتی اور ابھی بند کرتی ہے ۔

(۳) بھلا یہ کونسی معشوقہ ابھی اپنی نظر سے اندھیرے میں اُجالا کرتی ہے اور ابھی اپنی نظر سے ہر شے کو خاکستر بنا دیتی ہے ۔

(۴) بھلا یہ کونسی آسمانی حسینہ اِنسانی نظر سے دُور بھاگتی ہے ؟ کیا یہ کوئی پری تو نہیں ہے ۔ جو کہِ اُڑتے ہی فوراً نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے ؟

(۵) بھلا یہ کس جادوگر کا اثر ہے ۔ جس نے کہِ ایک مستورہ کو بے حد بیقرار کر رکھا ہے ؟

(۶) اُس کا جلوہ دیکھتے ہی بادل گوے سر کرتے ہیں ! نہ معلوم کہِ عالمِ بالا کی یہ کونسی محجوبہ اِتنی مشہور رہتی ہے !

(۷) اے فانی (شاعر) بتا تو سہی کہِ یہ آسمانی نرگس کونسی حسینہ ہو سکتی ہے ؟ اُس کا نام بجلی ہے ! اُس کا نام بجلی ہے !

یہِ مۍ ماپیدہ کورِ ملر ازِ انسانن لیشن اندر؟

(۱) یہِ میثونوۍ سوزِ دل مامشعلن، ترانگبن، لشن اندر؟
یہِ میثونوۍ ہولہ تب ما شولہ ماران آتشن اندر؟

(۲) گلالن داغ ماللاری تہ میانی نولہ بیماری؟
یہِ میثونوۍ خون ماجاری چھوکن، زخمن، کھشن اندر؟

(۳) یہِ میثونوۍ یان ما، زوٗ جان ما، ارمان اندرم ما
یمن داوین، دگن، تھین، پھرکن، واین گشن اندر؟

(۴) یہِ ما میانین رگن ہنزین، تہ دون پوشرین فردین؟
یہِ ما میانین یمن ہشر سرخیا اثرلے دشن اندر؟

(۵) مکانن محلہ خانن مایہ میانین استخوان ہند
دپر سورتھ ہگ ورامن، اِکلن، پورن، لیشن اندر؟

(۶) بجر میثونوۍ، تھزر میونوۍ، یہِ ماسوروۍ تھزر میثونوۍ
یمن سروِ بلندن، سرفرازن، سرکشن اندر؟

(۷) یہِ میثونوۍ لوشس ما میانین نشن، کیفن، سرورن ہند
خمارن، مستین، جامن، شرابن، میکشن اندر؟

(۸) یہِ میانی حوصلن ما، ولولن ما، زور و شورن ما
بھرمن ہندر بھوت مارِت تراوٗ تحویزن دشن اندر؟

(۹) یہِ میثونوۍ زور ما، رفتار ما، انداز لڑنگ ما

دِلاور رُستمن، باڈرِ سہن، محنت کشن اندر؟

(۱۰) کمن زوراورن اتھ رِینہ یمہ سنگلاخ سینن ژیان ر!
توسے ماجائے ژلنس آبہٕ نیرن ترکشن اندر؟

(۱۱) یہ میشُوئی ظالمن مالرزہ، میوادہی جابرن ماخوف
گِنداں تِکہ تارِ جُھس یہندین زُون چھاین کشن اندر؟

(۱۲) یہ مُی مادم بدم وُفہ ناو آدم شاہبازن سیٹھ ر؟
یہ مُی ماپیدہ کوڑ ملزارِ انسانن تپشن اندر؟

(۱۳) یہ مِی ماسُور کور شیشن یمن زُورن تہ ابلیسن
یمو نور قتنہ شور یہ پاتوشن، زامن، ہشن اندر؟

(۱۴) تمے یم نغمہ میانی ماگلن خلقن کران بیدار
یمن عالم کراں مثون، آفرینش شابشن اندر؟

(۱۵) یہ میشُوئی ماوزان ستارن آبشارن منز؟
یہ میانی ماگرزان آواز دریاون رشن اندر؟

(۱۶) یمے ساری سخن وِیژھ ناو فانی شاعرن تھون تھون!
توسے مادُشمنن سر سام سپنت سرفشن اندر؟

ترجمہ

کیا میں نے ہی انسانوں اَور حیوانوں میں تال میل اَور اُنس پیدا تو نہیں کیا؟

(۱) کیا مشعلوں، چراغوں اَور (جلتی ہُوئی) دھیلیوں میں یہ میرے ہی دِل کا سوز وگداز تو نہیں پایا جاتا ہے؟ کیا (بھڑکتے ہوئے) الاؤن میں یہ میرا ہی بُخارِ ہجر و فراق شعلے تو نہیں مار رہا ہے؟

(۲) کیا گُلِ لالہ میرے ہی داغِ جگر کے حامل اَور میرے ہی دردِ محبت میں مبتلا تو نہیں ہے؟ کیا (مظلوموں کے) زخموں، گھاؤں اَور چرکوں سے یہ میرا ہی خونِ دِل بہہ تو نہیں رہا ہے؟

(۳) کیا ان مرضوں، بیماریوں، بیقراریوں، کف آور کراہٹوں اُکھڑتے ہوئے سانسوں، جان کنیوں، رعشوں اَور بیہوشیوں میں یہ میرا ہی جسم، یہ میری ہی جان اَور یہ میری ہی حسرتِ دَرُون پیچ و تاب تو نہیں کھا رہی ہے؟

(۴) کیا دوشالوں اَور دوپٹوں میں یہ میری ہی رگوں کا تانا بانا تو نہیں ہے؟ اَور اِن کے بخیوں، آنچلوں اَور جھالروں میں میرے ہی ناخنوں (سے رِستے ہوئے خُون) کی لالی تو نہیں پائی جاتی ہے؟

(۵) کیا مکانوں اَور محلّوں کے کھمبوں، ستونوں، شہتیروں، منزلوں اَور چھتوں میں یہ میری ہی ہڈیوں اَور اُستخوانوں کی ساری مضبوطی

اَور پائداری تو نہیں پائی جاتی ہے؟

(۶) کیا اِن بلند قامت سَروں، سرفرازوں اَور سرکشوں میں یہ میری ہی عظمت، یہ میری ہی سربلندی اَور یہ میری ہی (غیرت وحمیت کی) حرارت تو نہیں پائی جاتی ہے۔

(۷) کیا خماروں، مستیوں، ساغروں، شرابوں اَور میکشوں میں یہ میرے ہی نشوں، کیفوں اَور سروروں کی رُوح کارفرما تو نہیں ہے؟

(۸) کیا میرے ہی حوصلے، وَلولے اَور زور و شور نے تعویزوں، گنڈوں اَور حمائلوں میں فریب و توہم کے بھوتوں کو ہلاک تو نہیں کر ڈالا ہے؟

(۹) کیا دلاوروں، رستموں، ببرشیروں اَور ہمت کشوں میں یہ میری ہی طاقت و جسارت، یہ میری ہی رفتار اَور یہ میرے ہی لڑنے کا انداز تو نہیں پایا جاتا ہے؟

(۱۰) (واہ واہ) اِس میرے سنگلاخ سینے نے کن کن زور آوروں کو کف بدہن (واماندہ) کر دیا ہے! کیا اِسی لئے تیر و پیکان بھی بھاگ کر ترکشوں میں چھپ تو نہیں گئے ہیں؟

(۱۱) کیا ظالم مجھ سے ہی لرزہ براندام اَور جابر مجھ سے ہی خوف زدہ تو نہیں ہیں؟ ہاں وہی ظالم اَور جابر جن کی جانوں کی میں دھجیاں اُڑا دیتا ہوں!

(۱۲) کیا میں نے ہی آدمیوں کو دمبدم شاہیا نعل کے نشانہ بنانا تو نہیں سکھایا؟ کیا میں نے ہی اِنسانوں اَور حیوانوں میں تال میل اَور اُنس پیدا تو نہیں کیا؟

(۱۳) کیا میں نے ہی اُن چوروں، اُچکوں اور ابلیسوں کے (مکر و فریب کے) شیشے چور چور تو نہیں کر دیئے جنہوں نے۔ بہوؤں، بندوں اور حاسوں میں بت نئے جھگڑے برپا کر رکھے؟

(۱۴) کیا یہ میرے ہی نغمے اور گیت لوگوں کو (خواب غفلت سے) بیدار تو نہیں کر رہے ہیں؟ ہاں ہاں وہی نغمے اور گیت جنہیں دُنیا آفریں و احسنت کے ساتھ چومتی ہے۔!

(۱۵) کیا ندیوں، جھرنوں اور آبشاروں میں یہ میرا ہی ستار بج تو نہیں رہا ہے؟ کیا دریاؤں کے (تند و تیز) بہاؤ میں یہ میری ہی آواز گرج تو نہیں رہی ہے؟

(۱۶) فانی (شاعر) نے .... ان سارے نکتوں کو تفصیل کے ساتھ فرداً فرداً واضح کیا! کیا اسی لئے دُشمن سرسام زدہ ہو کر اپنے سروں کی مالش تو نہیں کر رہے ہیں؟

ژوداہِم زون

(۱) وایہ کرٕ کرٕ بالہٕ پٮ۪تہٕ شن دٕراہِ زُون!
ژھایہ رُوزِت آس کٕھمنٕزِہ رایہ زُون؟

(۲) ناگٕرالیں مادِنِ پاتالہ ۆن ءَ؟
داغ ہیَت ہیمال زن کٕھٕژ ہایہَے زُون!

(۳) نُورہ لِنجہٕ پھیلیہ دۆ وہ منزہ زن چھلِت!
پوشہ ٹھٕر رۆپہ سنٕز ۆولتِ زن آیہ زُون!

(۴) کوٗژس منٕز یاکٕرت رۆپہ شُند بدن
حُوراک زن شران گرنے دراہِ زُون!

(۵) بولہ چٕشمو تارکن کُن وُچھنہ لُجہٕ
مایہ ہٕژ ماج ءِ زَن شرُیَن منٕز ژایہ زُون!

(۶) لَیں نہ جِگرک داغ فاَنی ثن، گرٕ ھن
عاشقس زاْنیا تہِ ژھس ہمپایہ زُون؟

چودھویں کا چاند

[(نوٹ) :- چونکہ "چاند" کشمیری زبان میں مؤنث ہے۔ اس لیے اسکو مندرجہ ذیل ترجمے میں بھی مؤنث ہی باندھا گیا ہے۔]

(۱) چاند پہاڑ کی اوٹ سے چپکے چپکے نمودار ہوگئی! بھلا یہ کس کے خیال سے چھپ کر بیٹھی ہوئی تھی؟

(۲) اے وائے! چاند —— نہیں نہیں ہیہات —— دل میں (حسرتِ فراق کا) داغ لیکر اُوپر آئی! —
کیا یہ پاتال (تحت الثریٰ) میں اپنے عاشق ناگراج کو ڈھونڈ تو نہیں رہی تھی؟

(۳) آکاش میں نورانی ٹہنیاں سی پھیل گئیں! —— جیسے کہ دُودھ میں دُھلی ہوئی ہوں! چاند گویا ایک روپہلے پھولوں والی بیل کی طرح کھل اُٹھی!

(۴) یا یوں سمجھئے۔ کہ فردوسِ بریں میں ایک سیمتن حور آبِ کوثر میں نہانے کو نکلی!

(۵) چاند محبت بھری نظروں سے ستاروں کو دیکھنے لگی! ——
جیسے ایک ممتا بھری ماں اپنے بچوں کے بیچ آگئی!

(۶) اے فانی (شاعر)! جس عاشق کے داغِ جگر (چاند کی طرح) منظرِ عام پر نہ آجائیں۔ کیا چاند اُس کو اپنا ہمپایہ مان سکتی ہے؟

ہمالس کھسن کار چھا لولرئن ہنند ؟

(۱) علیلن اندر جوش آسیا ریُن ہنُد؟
ہرئینا ہو چھ مژن پوش پوشے تھرئن ہنُد؟
(۲) چھ درکار اتہ مردِ یار ستمن ہنز!
ہمالس کھسن کار چھا لولرئن ہنُد؟
(۳) کوہس والہ فرہادہ سُندزورِ بازو!
گنین کیا اتھ سینہ بنگے ترئن ہنُد؟
(۴) عذابن اندر سروارن سرخروئی!
گلابن ہیتھے تکیہ چھا کنڈہ تھرئن ہنُد؟
(۵) پھریا لول کمزور دِل اِنقلابن؟
ترٹن منز دریا اوِل لاوِن ہرئن ہنُد؟
(۶) نوئین آستانن، نوئین محل خانن
شُبیا وار پرانین مکانن لرئن ہنُد؟
(۷) ہشر کیا نوئین پو شہرئن پر آنہ وارن؟
حسینن شُبیا منڈِلہ بھانڈن کھرئن ہنُد؟
(۸) قرارس اندر موت آزاد لہرن
زِندے مومنین شوق آلین مرئن ہنُد؟

(۹) وُچھن نُورٕ تِمٮ نارٕ پنٕنۍ بہہ سو
تِمن نظرٕ یِم یارٕ پردن پھٕرِیٖن ہُند؟

(۱۰) پھِران ساتھ ییٚس نال آزادِیہ ہُنز
زٕ ییٚار پٔنٕنین ترٚین ہتھکڑین ہُند؟

(۱۱) بُھگٕیا سارہ قیدیٖن اندرٕ قید خانن
یہ بوٚل وُرِدن بُلبُلن ون تٕریِن ہُند؟

(۱۲) وُلِیا ژٕدٕ مٔشیٖن دِل وُچھِت آسمانن
شٔشٔبن مٔغرٕ یہ زُولاڈِین نوکٕرین ہند؟

(۱۳) یِیا کاہٕ ہٕبرُم یہ پھٕر زارٕ پوچھ
یِمن مغزٕ رسیٖتین دماغن ژھرِین ہند؟

(۱۴) سُلیمان بٔنِتھ وُوٚ رُن یِم تِہ ٹیٖدٕ وٕے
ژٕیٚن ترٚاوٕ آمارٕ ژٕریٖنٕ برٕیٖن ہند!

(۱۵) ژٕوہس یِم کران راتس، راتس کران دوٚہ
تِمن کیا حِساب آسہِ ساتن گرٕیٖن ہُند؟

(۱۶) چھ ماوُ یہ تِہ آزادِیا کاشرٕیٖن ہُنز!
یہ کیا ڈھونگ نذرن، نیازن وٕرٕیٖن ہُند؟

(۱۷) پُران مازٕ کٕیتیٖن، تُلان مازٕ کٕیتیٖن!
غٕریٖن گٔمت حال گاڈن ژرٕیٖن ہُند!

(۱۸) گٔمت غرٕ مٕیہ ہُند! یہ سرمایہ خُورن

یہ سیلاب کیا فوجن لشکرٔین ہُند؟

(۱۹) بہکم بُرٕدِلن وۄن اتھ انقلابا

فقط کارمۄکلین، کُنٕن، تھرٕدرین ہُند؟

(۲۰) سۄدارٕیاپنن سینہ طوفانہ گراین

تمیں آسہِ غم اُستخوانَن ترٕین ہُند!

(۲۱) پتھوٕ نیرہ نۆن آفتاب اِنقلابُک

ہمے سورہِ ژُورن، ٹھگن اچھودھرین ہُند!

(۲۲) شرابا مودرٕ چاٰن، فانی! مودرٕ کے!!

کمالا چھو بوڈ نغمہ بوزان زرین ہُند!

ترجمہ

کیا ہمالہ کو سَر کرنا نازنینوں کے بس کی بات ہے؟

(۱) کیا علیلوں میں بھی صحت مندوں کا جوش اور وَلولہ پایا جاسکتا ہے؟ کیا لکڑی کے سُوکھے ہوئے تنکوں میں بھی گُلپوش بیل بوٹوں کی بہار دکھائی دے سکتی ہے؟

(۲) یہاں تو رستموں کی (علو ہمتی اور) مردانگی درکار ہے۔ کیا ہمالہ کو سَر کرنا نازنینوں کے بس کی بات ہو سکتی ہے؟

(۳) پہاڑ (یعنی کوہ بے ستون) کو فرہاد کا زورِ بازو ہی گرا سکتا ہے۔ بھلا (سنگین) چٹانوں پر (مستورات کی) چوڑیوں سے آراستہ نازک اور ملایم) باہوں کا کیا اثر ہو سکتا ہے؟

(۴) مشکلوں اور عذابوں کی بھرمار میں ہی سُروروں کی سُرخروئی ممکن ہو سکتی ہے۔ ورنہ کیا گلاب کے پھول یونہی خاردار پودوں پر تکیہ نشین ہیں؟

(۵) کیا ایک کمزور دِل انقلابوں سے میل اور اکٹھ کر سکتا ہے؟ کیا لکڑی کے نازک تنکوں کا گھونسلا بجلیوں کی یورش میں صحیح و سلامت رہ سکتا ہے؟

(۶) کیا نئے آستانوں اور نئے مکانوں کی تعمیر میں پرانی عمارتوں کی بوسیدہ چیزوں کا استعمال زیب دے سکتا ہے؟

(۷) بھلا نئے دُھنوں (دوشیزاؤں) اور بچھے پرانے کپڑوں میں کونسی مناسبت اور مطابقت ہو سکتی ہے؟ کیا بھانڈوں (گنوار گویوں اور موسیقاروں) کی موٹی موٹی پگڑیاں حسینوں کے لئے باعثِ شان ہو سکتی ہیں؟

(۸) آزاد موجوں کے لئے تو سکون و قرار موت کے مترادف ہے۔ لیکن زندہ درگور بزدلوں کو بلوں، گھونسلوں اور ڈربوں (میں آرام کرنے) کا شوق ہے۔

(۹) جو لوگ اپنی نظروں کو (توہمات کے) پردوں اور حجابوں کے بوجھ سے آزاد کرینگے۔ وہ اپنے ہی نور اور نار کو ہر طرف جلوہ گر دیکھیں گے۔

(۱۰) جو شخص ہر وقت آزادی کی مالا جپ رہا ہو۔ کیا وہ اپنے بازوؤں میں ہتھکڑیوں کے بوجھ کو برداشت کر سکتا ہے؟

(۱۱) کیا بلبلوں اور بن کی میناؤں کی یہ (نغمہ ریز) چہک اور (آزادانہ) پرواز قید خانوں میں قیدیوں کے ہوش و حواس کو برقرار رکھ سکتی ہے؟

(۱۲) کیا رات کی ظلمتوں میں عرش معلیٰ کے دالانوں اور جھروکوں کا یہ (جگمگاتے ہوئے ستاروں کا) چراغاں دیکھ کر دل جلوں کے دل کھل اٹھ سکتے ہیں؟

(۱۳) کیا ان تہی مغزوں اور خالی دماغوں کی یہ بیرونی شجاعت اور فربہی کسی کام آسکتی ہے؟

(۱۴) اگر چیونٹیوں کا دل (تنگ و تاریک) دراڑوں اور چھیدوں کے حبس سے دامن کش ہو جائے۔ تو یہ بھی بجائے خود سلیمان اور بلند پرواز کے خوگر بن سکتے ہیں۔

(۱۵) جو لوگ دن کو رات اور رات کو دن کر دیتے ہیں (یعنی شب و روز محنت کرتے رہتے ہیں) بھلا انہیں ساعتوں اور گھڑیوں کا کیا حساب و شمار ہو سکتا ہے؟

(۱۶) (اے وائے!) ابھی تک مجبور و مقہور کشمیریوں کو غلامی کی زنجیروں سے آزادی نصیب نہیں ہو سکی ہے!! بھلا ان (خالی خولی) نذرانوں،

چڑھاؤں اور (مبارکبادی کے) تحفوں کی پیشکش کا یہ کونسا ڈھونگ رچ رہا ہے؟

(۱۷) (اے وائے!) کتنوں کا گوشت بھون لیا جاتا ہے اور کتنوں کا گوشت تل لیا جاتا ہے!! (ہیہات!) غریبوں کا بھی حال مچھلیوں کا ایسا ہو چکا ہے!!

(۱۸) (اے وائے)! فردوس کشمیر کی شرم آگین) حوروں کی عفت و عصمت کا سرمایہ بھی غرقاب ہو چکا ہے!! بھلا (درندہ صفت) فوجیوں اور فنکریوں کا یہ کونسا سیل بے تمیز امنڈ آیا ہے؟

(۱۹) بھلا یہ کس بزدل نے کہا کہ انقلاب لانا محض مجردوں، واحدوں اور بیکاروں کا کام ہے؟

(۲۰) کیا وہ لیست ہمت شخص بھی اپنے سینے کو طوفانی موجوں کے ساتھ ٹکرا سکتا ہے جس کو اپنی ہڈیوں اور پسلیوں (کی سلامتی) کا فکر ہو؟

(۲۱) لیکن جونہی انقلاب کا سورج پرتو پاش ہوگا۔ توں ہی چوروں، ٹھگوں اور چودھریوں (اُچکوں) کا وقت ڈھل جائے گا۔

(۲۲) اے فاقی (شاعر)! کیسی میٹھی شراب ہے یہ تیری شیریں الاپ!! واقعی بہروں کا بھی گوش بر نغمہ ہونا ایک بڑا کمال ہے!!

زُونہ گاش تہ شین

(۱) زُونہ تُرہ‌وُو پرتوشینہ دَن فُولیئے!
ژُو پہ شُندہ پوش قُول، فولیئے آیئے!
ژُو پہ سُندہ جامہ کم عالمن وُلیئے!
ژُو پہ شُندہ پوش قُول، فولیئے آیئے!

(۲) رُو پہ سُند باغادوُدھ چھُل، چھیلیئے!
اِنْدہ انْدہ گَنْدہ گَنْدہ مرمر قلایئے!
پہ وُچھت کم کم گاٹل ییکلیئے!
رُو پہ سُندہ پوش قُول، فولیئے آیئے!

(۳) رُو پہ سُند فرشا عرشے تلیئے!
نُوزَک سُندہ شامیانہ مُژہ رنہ آیئے!
پَرِہ تہ حُورہ ماوُزھ نُورہ ملیئے!
رُو پہ شُندہ پوش قُول، فولیئے آیئے!

(۴) سُورگچھ دُوُدھ گوٗلہ وُزھ وُنویئے!
رُو پہ گل، دُوُدھ چھُل، چھیلیئے دریئے!
حُورہ وُزھ شرالس دُوُد ثل، ثلیئے!
رُو پہ سُندہ پوش قُول، فولیئے آیئے!

(۵) رُو پہ ہانْزادرہ وُزھ گُل، گلیئے!

رٛوِیہ تارٕہ فارٕہ وازٕہ مارٲن گرائے!

سوٗرنٛگک زیر وبم زھوپہ ڈٕلِ ڈٕلیئے!

رٛوِیہ سندٕ پوش ڤول رِ فولیئے آئے!

(۶) تورٕہ پردٕن منز کیا چھ ڈٕل ڈٕلیئے

پوشٕر ڈٕن ہستی توشہِ ڈٕن ماسئے!

نوٗرس شیت گو نوٗر زٕلِ زٕلیئے

رٛوِیہ سندٕ پوش ڤول، فولئے آئے!

(۷) دٕژایہ کم ڈٕل ڈٕل، توسہ ٹکلیئے؟

ژوٗرٕہ تپہ کرٕ کرٕ، دوٗدھ موٗلہ ماسئے!

یم کمہ نازلہ گیہ گل رِ گلیئے؟

رٛوِیہ سندٕ پوش ڤول، فولیئے آئے!

(۸) عاشق تہ معشوق وٕن کٕن ڈٕلیئے!

بولہ پیہ منز ڈٕل، شلیئے ترائے!

شیبنہ پیٹھ ترٲوان پیٹر ہِل ہلیئے!

رٛوِیہ سندٕ پوش ڤول، فولیئے آئے!

(۹) زٕدن وٕژایہ باداں لولہ مشلیئے!

ھترٕن تہ سنیرن کاسان زھائے!

ہشرک اچھن چھس سرٕمہ تُلہ شلیئے!

رٛوِیہ سندٕ پوش ڤول، فولیئے آئے!

(۱۰) زون دڑاپہ چاوان جوان مَن گلئے!
کلہ وال یتھ ڈل رڈیلئے دڑاے!
جنتکہ نورہ بیمانہ چھل چھلئے!
رڈپہ سندر پوش فول رفولیئے آے!

(۱۱) نورہ زاٹیانس دشہ اَنز لیئے!
نورہ تارہ گنڈ وگنڈ ماران گراے!
رنگہ تاؤسیلس دڑاپہ داوہ ڈلیئے!
رڈپہ سندر پوش فول رفولیئے آیے!

(۱۲) ژھانڈان شوہر گھر یمبر زلیئے!
یمبر چھینتی کس سیلے پر واسئے؟
ازکس یتھ باد چھان تلیئے؟
رڈپہ سندر پوش فول رفولیئے آے!

(۱۳) ردیبارہ چانہ کم بیمار تلیئے!
کم ردہ عاشق زندہ سپناسئے!
فانی چھو تموئی منزہ مسو لیئے!
رڈپہ سندر پوش فول رفولیئے آے!

(ترجمہ)

چاندنی اور برف

[(نوٹ) :- چونکہ "چاند" کشمیری زبان میں مؤنث ہے۔ اس لئے اس کو مندرجہ ذیل ترجمے میں بھی مؤنث ہی باندھا گیا ہے۔]

(۱) چاند پر تو پاش ہو گئی۔ برفانی جنگلوں میں بہار آگئی۔ اور رو پہلے پھول کھل اُٹھے (واہ واہ!) دنیا نے کیسے رو پہلے کپڑے زیب تن کئے! رو پہلے پھول کھل اُٹھے۔

(۲) (واہ واہ!) دودھ میں دُھلا ہوا (کیا) رو پہلا باغ سامنے نظر آرہا ہے! اس کے اِرد گرد سنگِ مرمر کی فصیل بندھی ہوئی ہے۔ اس کو دیکھ دیکھ کر کیسے کیسے عاقل (حیرت و استعجاب کے مارے) دم بخود ہو کر رہ جاتے ہیں! درختوں اور پودوں پر نقرئی پھول کھل اُٹھے۔

(۳) عرشِ معلےٰ کے نیچے کیسا نقرئی فرش ہے! اِس فرش پر نورانی شامیانے تن گئے۔ کیا مقام الانوار (جنت) سے پریاں اور حوریں تو نہیں اُتریں؟ درختوں اور پودوں پر نقرئی پھول کھل اُٹھے۔

(۴) جنت الفردوس سے دودھ کی ندیاں جلد جلد بہنے لگیں۔ اور رو پہلے پودے دودھ میں سے دُھل دُھل کر نکلے۔ (نقرئی پودوں کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا سیمین) حوریں اپنے تن بدن پر دودھ مل کر اشنان کرنے کے لئے (عالمِ علوی سے عالمِ سفلی پر) اُتر آتی ہیں۔ درختوں اور پودوں پر نقرئی پھول کھل اُٹھے۔

(۵) چاندی کی آبشاریں پگھل پگھل کر نیچے آن گریں۔ اِن کے رو پہلے تار آہستہ آہستہ موجیں مار رہے ہیں۔ (در اصل) باغِ جنت کے ساز کا زیر و بم خاموشی کے پردوں میں ملبوس ہے۔ درختوں اور پودوں پر نقرئی پھول کھل اُٹھے۔

(۶) کیسی دیر پا مستی اور کیسی ناچنے تھرکنے والی محبت نورانی پردوں میں جا گزیں ہے شاید (اِسی لئے) نور کے ساتھ نور گھل مل گیا۔ درختوں اور پودوں پر نقرئی پھول کھل اُٹھے۔

(۷) بھلا یہ کونسی نازنینیں اپنے نورانی تن بدن پر دودھ کا ملمّع چڑھا چڑھا کر اور کتان اور ململ (کے کپڑے) پہن پہن کر (سیر کو) نکلیں؟ اور (شرم و حیا کے مارے) پگھل گئیں؛ درختوں اور پودوں پر نقرئی پھول کھل اُٹھے۔

(۸) عاشق اور معشوق بن کی طرف چل پڑے، اور مرغزارِ محبت میں چھپ چھپا کر داخل ہو گئے۔ ذرا دیکھئے تو (کہ) یہ دونوں کس ناز بھرے انداز میں برف پر (چہل قدمی کرتے ہوئے) ٹیڑھے ترچھے قدم اُٹھا رہے ہیں! درختوں اور پودوں پر نقرئی پھول کھل اُٹھے۔

(۹) چاند محبت کی مشعل دکھاتی ہوئی اور بلا کسی امتیاز کے ہر نشیب و فراز کی اندھیاری کو دور کرتی ہوئی نکلی۔ (در اصل) چاند کی (ناز بھری) آنکھیں یکسانیت اور مساوات کے سُرمے سے مزیّن ہیں۔ درختوں اور پودوں پر نقرئی پھول کھل اُٹھے۔

(۱۰) چاند شرابِ محبت کے گھونٹ پیتی ہوئی اور پلاتی ہوئی نکلی۔ اور ساقی بھی (یعنی چاند کی مے بیز روپہلی نورانی کرنیں) تو جنّت میں اپنے پیمانے

دھو دھو کر فوراً اِس کے آگے آگے نِکلے۔ درختوں اَور پودوں پر نقرئی پھُول کھِل اُٹھے۔

(۱۱) چاند کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ (کسی ، نُورانی ڈولی کے نورانی تار رُوپہلی اَور دھاگوں سے بندھے ہوئے جھالر جھوم رہے ہیں اور لہرا رہے ہیں (یا یوں سمجھئے۔ کہ کوئی) رنگین کشتی فضائی جھیل میں سیر کو نکلی ہے۔ درختوں اور پودوں پر نقرئی پھُول کھل اُٹھے۔

(۱۲) اے باغِ جنّت کی نرگس ! ذرا بتاؤ کہ تُو کس بے پروا بھونرے کو ڈھونڈ رہی ہے ؟ بھلا کس کی تلاش میں ازل سے ہی (ہلکان پھر پھر کر) تیرے پاؤں تھک کر چُور ہو گئے ہیں ؟ درختوں اَور پودوں پر نقرئی پھُول کھِل اُٹھے

(۱۳) اے چاند ! تیرے دیدار سے کتنے ہی بیمار شفایاب ہو گئے ! اَور کتنے ہی رِند اور عاشق زندہ ہو اُٹھے ! اے نازنین ! قانی (شاعر) بھی ایسے ہی (فیض یافتہ) لوگوں میں سے ایک ہے۔ درختوں اَور پودوں پر نقرئی پھُول کھِل اُٹھے۔

وُچھِم ٹھگ کران دۄلہِ در یار ژۄء ژۄء

(۱) جہانس اندریت وُچھِم یار ژۄء ژۄء
دلا رام ژۄء ژۄء، دلا نزار ژۄء ژۄء

(۲) وُچھِم رنگ ژۄء ژۄء نوٚن بُلبُلن ہنٛدٕ
وُچھِم گُل تہٕ ژۄء ژۄء، وُچھِم خار ژۄء ژۄء

(۳) وُچھِم سادخوٗشین پریشانین ہنٛد
وُچھِم نوٗر ژۄء ژۄء، وُچھِم نار ژۄء ژۄء

(۴) دِماغس خمارامےٚ عُشکٕ تہٕ فِرشُک
وُچھِم وارہ ووٚگیشار چھِم چھار ژۄء ژۄء

(۵) گوٚپھن منٛز اَژِت یِم شہَن ہنٛدٕ بھرَان دَم
وُچھِم یِم تہٕ کیتیاہ دِلاوار ژۄء ژۄء

(۶) نہ یَژھ سےٚ نہ پرٛژھ نےٚ وُچھِم بیگناہن
کرٛن زَکار ژۄء ژۄء، تِلکن ربار ژۄء ژۄء

(۷) یِمَن خوٗن چیٛہ چیٛہ چھ باقی بھوان کرنٛز
وُچھِم یارِہ کھاران تِمَن مار ژۄء ژۄء

(۸) وُچھان ڈونگلن یِم بَھٹیِن پَنٛنِھ تماشا
بِمَن نا بکارن وُچھِم یار ژۄء ژۄء

(۹) کران ننگہ ڈیٹھم شریفن وتن پیٹھ
گنڈان یم وُچھم جامہ دستار ثوٗء ثوٗء

(۱۰) گلن پیٹھ کھسِت یم کران معصمن مانڈ
گنڈان تم وُچھم ہنگہ طوٗمار ثوٗء ثوٗء

(۱۱) نہ بالکل یمَن پاسس کانہہ بے سرن ہُند
وُچھم نداریا تم تیٚہ سردار ثوٗء ثوٗء

(۱۲) کرِت گرُو وُچھم کیٚتِہ کرنِہ س اکس پیٹھ
وُچھم پایہِ ییٚڈ کیٚتِہ "سُرکار" ثوٗء ثوٗء

(۱۳) وُچھم لار دم مارس بے زبانن
وُچھم ٹھگ کران وُوہلہ دربار ثوٗء ثوٗء

(۱۴) کھوٗتِس پاس وٗن، وٗن، وُچھم بازرن منٛز
کران زُورویوہ ہا ربا یار ثوٗء ثوٗء

(۱۵) تُرمان مُول نُند باٗن، بوشے گلیٚن ہنٛد
وُچھم سا تہ ظالم تبرداد ثوٗء ثوٗء

(۱۶) وُچھم "پائیداری" دِلن تے زیوٗن منٛز
کتھن منٛز چھ اقرار انکار ثوٗء ثوٗء

(۱۷) کھٹِت پاٗن، پانے پرزر زندگی ہُند
وُچھم سادہ تھاران "اسرار" ثوٗء ثوٗء

(۱۸) وتان سانہ ئی "قہنک" بندہ بُوزم

زٕیوان کیازِہ نادار زردار ثوٕ ثوٕ

(۱۹) دِکن مشر ثوِم وٗادر للہ وان فاَنی

وُچھِت وطنکی خستہ بیمار ثوٕ ثوٕ

ترجمہ

میں نے ٹھگوں کو روزِ روشن میں نئی نئی سازشوں میں مشغول پایا!

(۱) میں نے دُنیا میں آ کر نئے نئے دوست دیکھے! — ہاں ہاں نئے نئے دِلآرام بھی دیکھے اور نئے نئے دِلآزار بھی دیکھے!

(۲) میں نے نئی نئی بُلبُلوں کے نئے نئے رنگ دیکھے! اور نئے نئے گُلاب اور نئے نئے کانٹے بھی دیکھے!

(۳) میں نے مسرّتوں اور پریشانیوں کا خوب لطف اُٹھایا! —
ہاں ہاں میں نے نئی نئی تجلّیاں اور نئی نئی آتشباریاں بھی دیکھیں۔

(۴) میرے دماغ میں فرشِ زمین اور عرشِ بریں (کی وسعتوں میں گھومنے) کا خمار بھرا ہُوا ہے! کیوں نہ ہو؟ میں نے تو نظرِ غائر سے نئے نئے نشیب و فراز اور بلندیاں اور پستیاں بھی دیکھی ہیں!

(۵) جو غاروں اور گپھاؤں میں چھپ کر شیر ہونے کی ڈینگیں مارتے ہیں۔ میں نے ایسے ایسے کتنے ہی دِلاور بھی دیکھے!

(۶) میں نے بیگناہوں اور مظلوموں کو خلافِ مرضی نئے نئے کام کرتے اور نئے نئے بوجھ ڈھوتے ہوئے دیکھا!

(۷) جن مظلوموں کا خون چوسا جاتا ہے۔ اور جن کے محض ہڈیوں کے ڈھانچے باقی رکھے جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ اُنھیں ہی نئے نئے

قتلوں کا مجرم ٹھیرایا جاتا ہے!

(۸) جو لوگ محض (سمندر کے) ساحل پر بیٹھ کر غوّاصوں (کی جدّ و جہد) کا تماشا دیکھتے ہیں۔ میں نے اُنہی نااہلوں اور نابکاروں کو نئے نئے ہار پہنے ہوئے دیکھا۔

(۹) جن حضرات کو میں نے نئے نئے خلعتِ فاخرہ اور نئے نئے عمامے باندھے ہوتے دیکھا۔ اُنہی حضرات کو میں نے سڑکوں پر شریفوں کو ننگا کرتے ہوئے بھی دیکھا!

(۱۰) جو حضرات معصوموں (اور بیگناہوں) کی کھوپڑیوں کو اپنے پاؤں تلے روندتے ہیں۔ اُنہی حضرات کو میں نے نئے نئے طومار اور سہرے باندھے ہوئے دیکھا!

(۱۱) جنھیں بے سایہ اور بے سر لوگوں کا مطلق کوئی پاس نہیں ہے۔ میں نے ایسے ایسے کئی سرداروں کو بھی دیکھا!

(۱۲) میں نے ایک ہی استخوانی پنجر (مظلوم) پر کتنے ہی ظالموں کو سوار پایا! —— ہاں ہاں میں نے کتنے ہی "عالی مرتبت" اور "عالی جاہ" حاکموں اور سرکاروں کو بھی دیکھا!

(۱۳) میں نے بے زبانوں کو محض سانس لینے کے لئے بھی معتوب ہوتے دیکھا! اور ٹھگوں کو روزِ روشن میں نت نئی سازشوں میں مشغول پایا!

(۱۴) میں نے چوروں اور اُچکّوں کو بازاروں میں کھوٹی دھات کو خالص عیار سونا کہہ کر نئے نئے بیوپار اور کاروبار کرتے ہوتے دیکھا!

(۱۵) میں نے ہر وقت نئے نئے ظالم لکڑہاروں کو خوشنما گلپوش بیلوں کی جڑوں کو بے دریغ، کاٹتے ہوتے دیکھا!

(۱۶) میں نے دلوں اور زبانوں کی "پائیداری" (یعنی قول کی "استقامت") کو بھی خوب دیکھا بھالا! ــــ باتوں ہی باتوں میں تو نئے نئے اقرار اور نئے نئے انکار بھی ہوتے رہتے ہیں!

(۱۷) میں نے سادہ لوح آدمیوں کو خود ہی زندگی کی حقیقت سے آنکھیں موند کر نئے نئے "سربستہ رازوں" کی کھوج میں لگا ہوا دیکھا۔

(۱۸) میں نے "قسمت کے بندوں" کو بس یہی کچھ کہتے ہوئے سنا کہ اگر "نصیبۂ ازل" کی روایت جھوٹی ہے تو دنیا میں) نئے نئے امیر اور غریب کیوں جنم لیتے ہیں؟"

(۱۹) فانی (شاعر) اپنے وطن (کشمیر) کے نت نئے نحیف و نزار بیمار دل کو دیکھ دیکھ کر بجائے خود اپنے دل میں نئے ہی دکھ درد سہہ رہا ہے۔

غیر ہلال

(بطرزِ ردو)

(۱) وۄن دِت ژون دراو غیر ہلاے غیر ہلاے!
ہنہ ہنہ وَنہِ آو غیر ہلاے غیر ہلاے!

(۲) بالہ شیرہ پڑزہ لیاو لولہ خیالے لولہ خیالے!
لوگک شولہ ڈراو غیر ہلاے غیر ہلاے!

(۳) شاہۂ ژھایہ رنگہ آو شانِ جلاے شانِ جلاے!
عالم تنبلیاو دو غیر ہلاے غیر ہلاے!

(۴) چکہ چاوٗ، پیراو، نورِ جلاے نورِ جلاے!
ہیَت آو ہیَت آو غیر ہلاے غیر ہلاے!

(۵) تازہ حُسنک آو تازہ کماے تازہ کماے!
"تازگی" ہُند تاو غیر ہلاے غیر ہلاے!

(۶) مۄنگہ مُت سنہ زاو ڈوٹھ گلاے ڈوٹھ گلاے!
کاںل، آو سُکہِ ڈراو غیر ہلاے غیر ہلاے!

(۷) کامدیو آیاو کہنڈہِ خیالے کہنڈہ خیالے؟
پوت کھورہ دۄر یاو غیر ہلاے غیر ہلاے!

(۸) ژندہ یان تر آو کہنڈہ ہلاے کہنڈہ ہلاے؟

مَنہ وِت سال، آو غیر ہلاے غیر ہلا گے!

(۹) ٹھرہ پوش پرہ ڈراو چانہ وِصاے چانہ وِصلے!
ٹورہ ٹورِہ مے چاو، غیر ہلاے غیر ہلا گے!

(۱۰) لانہ لیکھنہ آو چون قباے چون قبائے!
ٹھدہ کرانہ ٹھوڈ ناو "غیر ہلاے غیر ہلا گے!"

(۱۱) کرونے کم، ناو "تیغ ہلاے تیغ ہلا گے"!؟
قول چون لولہ بھاو غیر ہلاے! غیر ہلا گے!

(۱۲) بائے سُند بائے بھاو رود نہ کائے رودنہ کائے!
لولہ ذم سوریاو غیر ہلاے! غیر ہلا گے!

(۱۳) بالیس لے بوئے آو گالنہ نیاے گالنہ نیاے!
وٹھ خونہ دریاو غیر ہلاے! غیر ہلا گے!

(۱۴) روزُن سپنیاو کار مُحاے کارِ مُحائے!
دوست دُشمن ڈراو غیر ہلاے! غیر ہلا گے!

(۱۵) زِندہ جان سپیناو وارہ وباے وارہ وباے!
زِندہ پان چھندہ زیاو غیر ہلاے! غیر ہلا گے!

ٹ1 [یہ نظم ۴۸-۱۹۴۷ء میں لکھی گئی تھی۔ جبکہ ہندوستان (یعنی موجودہ بھارت اور پاکستان) میں فرقہ وارانہ فسادات کے صدقے خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں اور بھائی بھائی کا خون گرانے میں مطلق عار نہیں کرتا تھا۔]

(۱۶) "دِین دار" ہیَت آؤ فِتنہ جہاے فِتنہ جہاے!
سینس کیتہ تاؤ عنیر ہلاے! عنیر ہلاے!

(۱۷) "دین دار" ہیَت آؤ خواب وخیاے خواب خیاے!
زال وہران آؤ، عنیر ہلاے! عنیر ہلاے!

(۱۸) "دین دار" ہیَت آؤ" کعبہ شواے کعبہ شواے"!
کُنہ رس زُور تراؤ، عنیر ہلاے! عنیر ہلاے!

(۱۹) لولہ نظرا تراؤ لوز سواے لوز سواے!
گٹہ منز گاش باؤ عنیر ہلاے! عنیر ہلاے!

(۲۰) مایہ ہُند باگراؤ آب زلاے آب زُلاے!
لولہ شایہ واتنہ ناؤ عنیر ہلاے! عنیر ہلاے!

(۲۱) ہیئنیٔ ہاوہ ناؤ یاد مِشاے یاد مِشاے!
"نازہ پان نرمیاؤ!" عنیر ہلاے! عنیر ہلاے!

(۲۲) فآنیو! رد تراؤ قبلکہ باے قبلکہ باے:
رنگہ ناؤ ہیُت آؤ عنیر ہلاے عنیر ہلاے!

ترجمہ

ہلالِ عید

(۱) ہلالِ عید کھو جنے سے نمودار ہوا اور خراماں خراماں حدِ نظر میں آیا!

(۲) پہاڑ کے سر پر (چوٹی پر) محبت کا خیال جگمگا اُٹھا! جیسے ہلالِ عید شعلۂ محبت بن کر نکلا!

(۳) شام کی پرچھائیوں میں شانِ جلالی جلوہ گر ہو کر نکھر اُٹھی! اور ساری دُنیا بیتاب ہو کر چلانے لگی:- "ہلالِ عید! ہلالِ عید!"

(۴) ہلالِ عید بھڑکن تڑکن، زیبائش و آرائش، بناؤ سنگار اور نورِ جمال لے کر آیا!

(۵) شاید ناز بھرے حسن کا کوئی تازہ کمال منظرِ عام پر آیا! آخر ہلالِ عید دوسرا نام ہے ناز و نزاکت کا ہی!

(۶) یہ (خدا سے) مانگا ہوا شیر خوار بچہ ــــ ہاں ہاں یہ پیارا گلِ لالہ ــــ دیر سے آیا۔ اور سویرے لوٹا!

(۷) بھلا یہ ہلالِ عید کس کے خیال سے آیا؟ اور کس کے خیال سے اُلٹے پاؤں لوٹا؟

(۸) بھلا یہ محبوب ــ یہ ہلالِ عید ــــ کس کے ملال سے اپنے نازنین بدن کو نحیف و نزار بنا کر آیا؟ (اسکو شاید ناراضگی تھی جبھی تو) یہ منت و سماجت سے ہی دعوت پہ آیا!

(۹) واہ واہ! تیرے وصال کے لئے کلی بھی ٹہنی کے جھروکے سے جھانکنے لگی! آ اے ہلالِ عید! ذرا ہمیں بھی آبخورے بھر بھر کے شرابِ دیدار پلا۔

(۱۰) اے ہلالِ عید! قسمت کا قبالہ تیرے ہی نام لکھا گیا! کیونکہ تو شریف الاصل ہے اور اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتا ہے! اور تیرا نام شہرۂ آفاق ہے!

(۱۱) بھلا کس نے تیرا نام "تیغ ہلال" رکھا؟ اے ہلالِ عید! تیرا تو ہر ایک کے ساتھ محبت کرتا ہے!

(۱۲) اے وائے! بھائی کے دِل میں بھائی کی محبّت زیادہ وقت کے لئے نہ رہ سکی! اے ہلالِ عید! اب تو محبّت کی راہ و رسم ہی ختم ہو چکی ہے!

(۱۳) اے وائے! بھائی بھائی کے نام و نشان کو مٹانے کے لئے آیا! اے ہلالِ عید! (ذرا دیکھ تو سہی کہ کس طرح سے) اِنسانی خون کے دریا بہہ پڑے!

(۱۴) اے وائے! اب تو زندہ رہنا کارِ محال بن چکا ہے! اے ہلالِ عید! دوست بھی آخرکار دُشمن ہی نکلا!

(۱۵) اے وائے! زندہ جان بھی اب بجائے خود وبالِ حیات ہو چکی ہے! اے ہلالِ عید! نازنین بدن بھی (پھول کی طرح) کُملا گیا!

(۱۶) ہائے! "دینیدار" تو محض جہل و فتنہ لے کر آیا! — اے ہلالِ عید! اُس کا سینہ تو بُغض و کینہ کی آگ سے جُھلس گیا ہے!

(۱۷) ہائے "دینیدار" تو محض خواب و خواب لیکر آیا! اے ہلالِ عید!

خبردار ! وُہ نوا پیادامِ تزویر پھیلا رہا ہے !

(۱۸) ہائے ! "دیندار" تو محض "کعبہ اور شوالہ" لے کر آیا ! اے ہلالِ عید !
وحدت اور یکسانیت کی پونجی پر ڈاکہ پڑ گیا !

(۱۹) ذرا ہم پر محبّت کی نظر کر اور ہماری اِلتماس سُن ! اے ہلالِ عید ! ہمیں
ذرا اندھیرے میں روشنی دِکھا !

(۲۰) اے ہلالِ عید ! ذرا محبّت کا آبِ زلال بانٹ اور ہمیں بھائی چارہ،
اخوّت اور اِنسانیت کی منزل پر پہنچا !

(۲۱) اے ہلالِ عید ! ذرا ہمیں بھی اپنی ہی مثال یاد کرا کہ کِس طرح
سے ایک نازک و نازنین بدن (یعنی تیرا بدن) (اکڑنے کی بجائے)
نرم ہی ہوتا گیا !

(۲۲) اے فانی (شاعر) ! ذرا قبلہ (مغرب) کے پہاڑ کی طرف چل کیونکہ
ہلالِ عید تیرے لئے ایک رنگین کشتی لے آیا ہے !

دُنیہس منز روزِہ باقی ناوٕ دِیوہ دۄہ تارہ میون!

(۱) رُود اندرِی دِل دزان ہرسا تہ درد کہِ نارہ میون!
تنتہٕ گواہ داغ جگر میون، تنتہٕ گواہ غم بہارہ میون!

(۲) سینہ صافی میون ایمان، کینہ تراوُن میون دین!
مائے ز گنج، میان رگِیتا، دردِ دِل سیپارہ میون!

(۳) حلوہ ہر یکُ چھُس نہ اندر اندر اِمتیازُک رنگ وروا!
ژاوٕ ازلے ژُو مورس میالس امی اہارہ میون!

(۴) سۄلہ لولُک، شمع ایمانُک، خودی ہُند کوہِ نُور!
زِندہ دِل سینہٕ ہنئو آمہِ حلوہ کے دِیدارہ میون!

(۵) بائے باین سیتؠ میلن لاگ تراوت مذہبؠ ر!
اِم، شرن، ہولن، جُنونن تھوٕ کر دِل سارہ میون!

(۶) پُوز ر پُوز ر پُوزم نہ زاہ کُفرس تہ اسلامس تمیز!
اِم ہہن میان، تِل وِ ہہن پننؠن پراین دارہ میون!

(۷) ژٕی دِلس اوسم وُنم ژٕی کُل جہانس صاف صاف!
گوتُوسے ما دشمنن، یارن تہ باین خارہ میون!

(۸) شعروٕ نس لیکھنس منز چھُم کمانائی دِلس
دُنیہس منز روزِہ باقی ناوٕ دِیوہ دۄہ تارہ میون!

(۹) چھُم کھنن پننؠن سیٹھا مۄلی! مال دولت کیاہ دِیم؟

آؤمولہ ژنہ لولہ سان ہر کانہ سخن بازارہ میٔون!

(۱۰) دُمبدم چھیس تازگی زاہ زخمِ دِل بارنگہ ڈول!
سونتہ فُولیے، ہرُدہ کالیے، ماگہ ماتیے، ہارہ میٔون!

(۱۱) فاتِن لیچھاوِ پرژنہ بروکنہ میانہ درد ک داستان!
پیو ژُرتس شاید تمیس ماناوِ ازدُو بارہ میٔون؟

ترجمہ

شاید دنیا میں میرا نام بھی کچھ وقت کیلئے زندہ رہیگا!

(۱) میرا دل ہر لمحہ اندر ہی اندر درد محبّت کی آگ میں جلتا رہا! چنانچہ اِس بات کی گواہی دے رہا ہے۔ میرا داغِ جگر اور شدید جذبۂ غم!

(۲) سینہ صاف میرا ایمان ہے۔ اور بُغض و کینہ سے گریز میرا دین ہے! دُنیا بھر کی محبّت میری گیتا ہے اور دردِ دل میرا سیپارہ ہے۔

(۳) کس قدر نورانی ہے سُورج کا جلوہ پاک! ـــــ اِس کے اِرد گرد امتیاز اور تفریق کی کوئی چھایا نہیں ہے! ـــــــــ میرے قالب جسم میں بھی ازل میں ہی اِسی صفت کی حامِل رُوح داخل ہوگئی

(۴) محبّت کا شعلہ، اِیمان کی شمع اور خُودی کا "کوہ نُور"! ـــــــــ اِنہی کے جلوے کے دیدار سے میرا دِل زِندہ ہو اُٹھا ہے!

(۵) کاش مذہب کے امتیاز اور تفریق کو بھُول کر بھائی اور بھائی باہم شیر و شکر ہو جائیں! ـــــ بھلا اِسی ارمان، حُباب اور جنون نے میرے دِل کو کب چین سے بیٹھنے دیا؟

(۶) دینداروں، واعظوں اور کٹر پنتھیوں کی باتوں کو سُن سُنکر بھی میں نے کفُر اور اسلام میں کوئی تمیز اور تفریق روا نہیں رکھی! میری اِس ضد نے اپنوں اور بیگانوں کو میرے خلاف زیادہ ہی مشتعل کر دیا!

(۷) جو بات میرے دل میں تھی۔ سو میں نے ساری دُنیا کو صاف صاف سُنائی

کیا اِسی لئے میرے دُشمنوں، دوستوں اور بھائیوں کو مجھ سے عداوت تو نہیں ہوئی؟

(۸) شعر کہنے اَور لکھنے میں میرے دِل میں یہی گمان ہے۔ کہ شاید دُنیا میں میرا نام بھی کچھ وقت کے لئے زندہ رہے گا!

(۹) میری باتوں (شعروں) کی کافی قدر و قیمت ہے! بھلا مال ودولت سے مجھے کیا حاصل ہوگا؟ میرے ہر ہر شعر کی قیمت کا تعیّن تو فرطِ محبّت سے سرِ بازار کیا گیا۔

(۱۰) میرے زخمِ دِل میں دمبدم تازگی اَور رَنگینی نظر آتی ہے۔ اَور اسکا رنگ کبھی پھیکا نہیں پڑ جاتا ہے۔! چاہیئے موسم بہار ہو، موسم خزاں ہو، ماہِ ہاڑ ہو یا ماگھ کا مہینہ ہو!

(۱۱) یوں تو قانی (شاعر) نے پہلے پہل میرے دُکھ درد اَور غم والم کی داستان لکھی! کیا آج بھی اُسے دوبارہ میرا نام یاد تو نہیں آیا ہے؟

شاعر

(۱) یمِس منز بیقراری وُز ملن ہشر
یمِس منز شولہ وُن رٔ ژیہ مشعلن ہشر
یمِس منز شورہ گرمی منقلن ہشر
یمِس منز جائے بُتبلن زلزلن ہشر
تمِس جانِ جہانس ناوُ شاعر

(۲) دِوان یُس نار سنگرن آسمانن
کران یُس سور جنگلن بوستانن
بھران یُس جوش اندر شورہ خانن
یُوان یُس ہوش بنگلن محلہ خانن
تمِس آتش دہانس ناوُ شاعر

(۳) ہرگز نہ یُس ہیکہ ژھُو مُلکن لرزہ ناوان
یکن ہیکہ ژھُو فلکن باثر اوان
دُچھن ہیکہ ژھُو نظرن کانیہ ناوان
مرُن ہیکہ ژھُو موتس کھوژہ ناوان
تمِس شیرِ نریانس ناوُ شاعر

(۴) وَلان یُس زِندگی ہندِ جامہ مُردن
انان یُس ہوش بے ہوشن تہ مُوڈن

کران نٕندرے ہنتٕن بیپارٕ یُس کن
چھلان چھندٕ ہمیتٕن یُس نُورٕ شیت تن
تِمِس مردِ جوانس ناوٕ شاعر

(۵) انان یُس نوجوٲنی اڈوٕرن منٛز
روٲنی آبہ رستیٕن آگرن منٛز
بھران یُس جوش تٔوُلہرن لرن منٛز
ژولن، آرن، ڈلن، ناگن، سرن منٛز
تمِس رُوحِ رٔوانس ناوٕ شاعر

(۶) چھُولاگان زیوٚنتن یُس بے زبانن
دِہن بخشان یٔتن یُس بے دہانن
دِوان یُس سوزٕ نیٚتوٕی سوزِ خوانن
کران یُس پیدٕ گرمی داستانن
چھُو تمی ترجمانس ناوٕ شاعر

(۷) دِوان یُس نازٕنینس آشیانس
ژٕراوان گاش بیٚیہ سندِس مکانس
کران ہِمارٕ یُس نیٚتھس دُکانس
لدان دیوارٕ چھٕمتِس غیر دانس
چھُو تمی لامکانس ناوٕ شاعر

(۸) جہانک رادٕ وٕ یُس بیپارٕ تھاوان

اَور چھوکھن رِ خُون جِگرُک ہارہ ناوان
گلن ہندی کنڈ رِ ٹسیں آرام نیا وان
ہر دچمنک قرار سیں راؤ را وان
چھُو تسندی مہربانس ناوِ شاعر

(۹) بھران یُس لوکو ئی پیالن اندر ے
کران سرشار یا تسنز مۆدرے
وزان ظلماتسی اندریسنز ئے
دِوان یُس آبِ حیوانک لکن پے
تِمس شیریں بیانس ناوِ شاعر

(۱۰) کنھو سیت یُس کران گُلنار خارس
کنھو شیت یُس کران گلزار نارس
کنھو سیت یُس کران نوروز ہارس
کنھو سیت یُس کران راحت آزارس
تِمس معجز بیانس ناوِ شاعر

(۱۱) بران یُس زُونہ، سِرلیں، تارکن مشنز
لتن، قدمن، دتن، منزلن ہنزی گرشز
دچھان یُس پوشہ چمنن منز نوی ٹشز
آتی آسہ ٹنک، آتی آؤس تراؤنک منز
چھُو تمسی رازدانس ناوِ شاعر

(۱۲) آتی یُس دُنیہس زانان فآنی
آتی مانان ابدی زندگانی
آتی بُس یاد مقسوپح کہانی
آتی یُس علیہ ہنر گنزران جانی
چھُہ فہمُسی نگتہ دانس ناوُ شاعر

ترجمہ

شاعر

(۱) جس کے دِل میں بجلیوں کی بیقراری، بے تابی اور تڑپ پائی جاتی ہے!
جس کے دِل میں مشعلوں کے شعلے بھڑک رہے ہیں!
جس کے دِل میں منقلوں کی بارُودی حرارت پائی جاتی ہے!
جس کا دِل بھونچالوں اور زلزلوں کا گھوارہ اور مرکز ہے!
اُس جانِ جہاں کا نام شاعر ہے

(۲) جو پہاڑوں ٹیلوں اور آسمانوں کو آگ لگا دیتا ہے!
جو جنگلوں اور بوستانوں کو خاکستر بنا دیتا ہے!
جو بارُود خانوں میں جوش و خروش بھر دیتا ہے!
جو عالی شان بنگلوں اور محلّوں کے ہوش اُڑا دیتا ہے!
اُس آتش دہان کا نام شاعر ہے!

(۳) جسکا گرجنا ملائک کو لرزہ بر اندام کر دیتا ہے!
جس کا چلنا افلاک کو سراسیمہ کر دیتا ہے!
جس کا دیکھنا نظروں کو تھرّا دیتا ہے!
جس کا مرنا موت کو ڈراتا ہے!
اُس شیرِ ژیاں کا نام شاعر ہے!

(۴) جو مُردوں کو زندگی کا جامہ پہناتا ہے!

جو بے ہوشوں اور مُورکھوں کو ہوش میں لاتا ہے!
جو سوئے ہوئے لوگوں کے کان بیدار کرتا ہے!
جو ضعیفوں اور مضمحِلوں کے تن بدن نور سے دھوتا ہے!
اُس مردِ جوان کا نام شاعِر ہے!

(۵) جو بوڑھوں اور ادھیڑ عمر کے لوگوں میں نوجوانی لاتا ہے!
جو بے آب منابع اور سرچشموں میں روانی پیدا کرتا ہے!
جو ندی نالوں، دریاؤں، جھرنوں، چشموں، جھیلوں،
اور سمندروں کی لہروں کے پہلوؤں میں نیا جوش و خروش بھر دیتا ہے!
اُس رُوحِ رواں کا نام شاعِر ہے!

(۶) جو بے زبانوں کے مُنھ میں اپنی زبان لگا دیتا ہے!
جو بے دہانوں کو اپنا دہن بخشتا ہے!
جو سوز خوانوں کو اپنا سوز عطا کرتا ہے!
جو داستانوں میں گرمی اور جان پیدا کرتا ہے!
اُس ترجمان کا نام شاعِر ہے!

(۷) جو اپنے آشیان کو آگ لگا دیتا ہے اور دُوسرے کے مکان میں اُجالا کرتا ہے!
جو اپنے مکان کو مسمار کرتا ہے۔ اور کسی غیر کی گری ہوئی دُکان کی دیوار کو تعمیر کرتا ہے!
اُس لامکان کا نام شاعِر ہے۔

(۸) دُنیا بھر کے دُکھ درد جس کو بیمار رکھتے ہیں اور جس کی آنکھوں سے خونِ
جگر کے آنسو بہاتے ہیں!
گاؤں کے خار جس کے آرام کو چھین لیتے ہیں! چمن کی خزان جس کے قرار
کو بِگاڑ ڈالتی ہے!

اُس مہربان کا نام شاعر ہے۔

(۹) جو پیالوں میں محبّت کی شراب اُنڈیل دیتا ہے!
جس کی میٹھی میٹھی الاپ سرشاری اور سرمستی طاری کرتی ہے!
ظلمات میں جسکی شہنائی بجتی رہتی ہے۔ اور جو لوگوں کو آبِ حیواں
کا پتہ دیتا ہے!

اُس شیریں بیان کا نام شاعر ہے!

(۱۰) جو باتوں سے ہی خار کو گلنار بنا دیتا ہے!
جو باتوں سے ہی آگ کو گلزار میں بدل دیتا ہے!
جو باتوں سے ہی ہاڑ کے (گرم) مہینے کو نوروز میں منقلب کرتا ہے!
جو باتوں سے ہی آزار کو راحت بناتا ہے!

اُس معجز بیان کا نام شاعر ہے!

(۱۱) جو سورج، چاند اور ستاروں میں نقوشِ پا، قدموں، شاہراہوں
اور منزلوں کی گنتی پڑھتا ہے!
جو پھُلواریوں میں نئے نئے ٹنڈے دیکھتا ہے اور ابھی ہنسنے اور ابھی
رونے کی تیاری پاتا ہے!

اُس راز دان کا نام شاعر ہے!

(۱۲) جو ابھی دنیا کو فانی سمجھتا ہے! اور ابھی زندگانی کو ابدی مانتا ہے!
جو ابھی مقسوم کی کہانی یاد کرتا ہے! اور ابھی عمل کی خوبیوں کا
شمار کرتا ہے!

اُس نکتہ دان کا نام شاعر ہے!

رازِ دل ؤنِہ ناوہ نَس چھنہ رازدارَن ہنٛز زبان

(۱) شالہ مارن منٛز گلے مُٹز تو بہارَن ہنٛز زبان
پوشہ تُولن، بُلبُلن، قمرِیَن تہ سارن ہنٛز زبان

(۲) نا ل ؤلمُت آر کاٹھیو رنگین گُلن ہمبرزلن
حال نٔی بالن وَنان ژز لالہ زارَن ہنٛز زبان

(۳) بُلبُلی ما، گُل تہٕ آمُت بھرِنہ پَننے خُونہ سیٹھ
رُشترِن نیزن گواہ کنڈین تہ خارَن ہنٛز زبان

(۴) دِلفگارن، بیقرارن، غمگسارن ہنٛدہ فِراق
بوزہ ناوان آبشارن جوٗبارن ہنٛز زبان

(۵) کیاژِہ گو ظالِم ستبر وارن کنن سوتُوی گیٛز ؟
ٹی وَنان وَن یارِ ٹیٚکُن دیو دارَن ہنٛز زبان

(۶) پھیرِہ نازَروی بُہتِن ؟ جَہلہ چھاٚنگرے گٔٹے باٚئے بنٛد
ٹی وَنان خَلقَن اِشارَن منٛز سِتارن ہنٛز زبان

(۷) کم رسنا بھرِمہ راوُسانیٚن نازبردارن نظر؟
ٹی ونان کشمیر کیٚن رنگین نظارن ہنٛز زبان

(۸) رُود مارودداد چمنگ سیرہ سرپوشن اندر
پوشہ ؤتھرن منٛز چھ بولان اِشتہارن ہنٛز زبان

(۹) نال گاشتؠ نابکارن تہٕ آوارن مِحنتہٕ ہار
بچہٕ تہٕ کچھ گامژ وُچھیت ٹی بچنہٕ کارن ہشنز زبان

(۱۰) سوزانٛدٕ بُوم بوزہٕ کُس؟ ہاوٕ گمٕسِ سِنٛہی وِداکھ؟
زرکنن اندر ژھنان نغمن نگارن ہنٛز زبان

(۱۱) کھل بھران ازکل چِھہٕ ہمٕسی بیدٕرس بے غیرٕتس
یمٕ خوٗدی منٛشر اوٚ مژٕرِت زارہ پارن ہنٛز زبان

(۱۲) دم شُماری ہُند چھوٚ ہمٕسی بے زبانس اِختیار
لاچ یم ہنٛسں کہانس خاکسارن ہنٛز زبان

(۱۳) ماوران ہوش ژوکن بازگارن ہنٛدٕ فریب
ژھپے بِسلاےٚ یج گامن شہارن ہنٛز زبان

(۱۴) دوٗن کھنز آداز بوٗزِت مُردہ دِل سیدن بیدار؟
ژونٛسٕ مُوژٕ ہیٚے ژُر جان نثارن ہنٛز زبان

(۱۵) زِندگی چھنہٕ راوٕ فاقو، کیا منگو گِنٛڈہ باشنیٚ؟
تولہ نظرن ٹی رونان حلون نظارن ہنٛز زبان

(۱۶) مرنہٕ برونٹھی ژایہ کیتاہ فاقہ کڈ قبرن اندر
ٹی ونان مُردن، مزارن، کرغزارن ہنٛز زبان

(۱۷) مارٕ تِموی نیزٕ دِی یم رسانٛی اوٚڈجن بیناۓ
ٹی ونان فیشن، پھرکن زخمی شکارن ہنٛز زبان

(۱۸) لج آتی جشمن آتی زخمن اندر خوٗن یچھ فوٗتے

جِگرچن ناچن رٕگن نِشتر نگارن ہنٛز زبان

(۱۹) کیاوٕ نو آزادِ تے ہنٛد رازٕ زٕیوہ یادٕیٖن اندر؟
رازِ دِل ثٕیٖرٕہ ناوہ نٕس چَھنہ رازدارن ہنٛز زبان

(۲۰) سون کرِتو چارہ ژٕون جنگلو نہ ویٖرانو توٗہی
ژٕ وَنان مجبوٗر بیکارن آو ارن ہنٛز زبان

(۲۱) مُفلِسَن ہنٛد مازٕ کوٗر رازٕ وخچِ جو آسہ کُن نیازٕ
ژٕ وَنان کعبن، مدینَن، ہر دُوارَن ہنٛز زبان

(۲۲) کرِستا معشوق میلن سیٖت یٕنِٛیٖن عاشقن؟
ژٕ وَنان دارٕیٖن بَرن کُن اِنتظارن ہنٛز زبان

(۲۳) زہرہ پیالَن منٛز کٕریا میچھو کتھو ماچھک اَثر
دِلنوازَن، دِلقرارَن، بالہ یارَن ہنٛز زبان؟

(۲۴) قاؔ زیٖن کیا ووٗن؟ کمِس ووٗن؟ وارٕ وَنہ لَس چھا نمِس؟
توتہِ وٕونہس ہانٛز لومُتھرٕت اِشارَن ہنٛز زبان

ترجمہ

اے وائے! رازِ دل کو سُلجھا کر بیان کرنے کے لئے

رازداروں اور رمز شناسوں کی زبان مفقود ہے!

(۱) اے وائے! شالہ ماروں میں نوبہاروں کی زبان اولی اور گونگی ہو چکی ہے! وہاں ہاں "پوسٹنوں"، بُلبُلوں، قمریوں اور فاختوں کی زبان بھی اولی اور گونگی ہو چکی ہے!

(۲) اے وائے! دار کھلوں (زہریلی جھاڑیوں) نے رنگین گلابوں اور نرگسوں کو (بری طرح سے) گھیر لیا ہے! چنانچہ پہاڑوں اور ٹیلوں کو یہی حالِ زار سُنانے سُنانے لالہ زاروں کی زبان ہی جل اُٹھی ہے!

(۳) صرف بُلبُلیں ہی نہیں، بلکہ گلاب بھی اپنے ہی خون میں لت پت ہیں! اے لو! کانٹوں اور خاروں کی زبان بھی نشتروں اور نیزوں کی گواہی دے رہی ہے!

(۴) اے وائے! آبشاروں، جھرنوں اور جوئباروں کی زبان دلفگاروں بیقراروں اور غمگساروں کا سوزِ فراق سُنا رہی ہے!

(۵) بھلا ہمارے گھنے اجتماع اور اتّحاد کی خبر کیوں ظالم تبرداروں کے کانوں میں پہونچ گئی؟ ——— یہی سوال دیوداروں کی زبان جنگل کے چیڑوں اور شمشادوں سے کر رہی ہے!

(۶) کیا ہمارے رخساروں پر زردی نہیں چھائیگی؟ آخر ہمارے بھائی بند

تِتر بِتّر ہو کر ایک دوسرے سے بچھڑ گئے! ــــــ ستاروں کی زبان لوگوں کو اِشاروں ہی اِشاروں میں یہی درد بھری بات سُنا رہی ہے!

(۷) اے وائے! ہمارے ناز برداروں کی نظر کو کس نے بھرمایا۔ اور بہکایا؟ ــ کشمیر کے رنگین نظاروں کی زبان یہی کچھ رہ رہ کر پوچھ رہی ہے!

(۸) کیا چمن کی رُوداد رازِ سربستہ بن کر رہ سکی؟ نہیں نہیں ــــ پھُولوں کی پتیوں میں بھی اِشتہاروں کی زبان بول رہی ہے!

(۹) اے وائے! نالائقوں اَور آوارہ گردوں کی گردنوں میں موتی کے ہار آویزاں ہو چکے ہیں! یہ حال دیکھ کر پختہ کاروں کی زبان ٹیڑھی، ادلی اَور مفلوج ہو چکی ہے!

(۱۰) بھلا کون ہمارے سوزِ دُرُوں کو سُنے؟ اَور ہم کس کو اپنی درد بھری کہانی سُنائیں؟ ــــ نغموں اَور نقّاروں کی آواز تو کانوں کو بہرہ کرتی ہے!

(۱۱) آج کل اُسی بیدل اَور بے غیرت شخص کی کھلیان کو بھر لیا جاتا ہے جس نے اپنی خودی کو بھول کر منّت وسماجت اَور لجاجت کی زبان کھولی!

(۱۲) آج کل اُسی بے زبان شخص کو اپنی دم شُماری کا اختیار ہے، جس نے اپنے مُنہ میں خاکساروں کی زبان لگا دی!

(۱۳) اے وائے! بازی گروں اَور مداریوں کے چھل کپٹ اور فریب لوگوں کے ہوش و حواس اُڑا دیتے ہیں! ــــ تو شہروں اور

دیہاتوں (کے لوگوں) کی زبان وہم اور خوف کی بِپلا کے ساتھ اٹک گئی ہے!

(۱۴) بھلا مُردہ دِل اب کِس کی (ہمّت افزا) آواز (للکار) سُنکر بیدار ہوجائیں گے؛ جاں نثاروں کی زبان تو اب تھک کر چُور ہوگئی ہے۔ دبک گئی ہے۔ اور مر چکی ہے!

(۱۵) فاقوں (کی بھرمار) نے تو زندگی کو اجیرن اور پراگندہ کر رکھا ہے! بھلا اب ہنسی مخول، لہو ولعب اور اٹکھیلیوں کا کیا لُطف اور فائدہ؟ —— جلووں اور نظاروں کی زبان یہی کچھ محبت بھری نظروں کو (رہ رہ کر) سُنا رہی ہے!

(۱۶) مرنے سے پہلے ہی کتنے ہی فاقہ کش زندہ در گور ہوگئے! —— مُردوں، مزاروں اور قبرستانوں کی زبان یہی کچھ سُنا رہی ہے!

(۱۷) اے وائے! ہمیں اُنہی نیزوں اور بھالوں نے مار ڈالا ہے، جو کہ ہماری ہی ہڈیوں سے تیار ہوگئے! —— زخمی شکاروں کی زبان یہی کچھ .... اُن کے کفِ دہن اور اُکھڑتے ہوئے سانس کو سُنا رہی ہے!

(۱۸) ابھی آنکھوں میں اور ابھی زخموں میں خون کے پھول کھِل اُٹھے! (کیونکہ آخر) نگاروں اور معشوقوں کی زبان بھی جگر کی رگوں اور شریانوں پر نشتر کا کام کر رہی ہے!

(۱۹) بھلا ہم زبان دراز حضرات کے بیچ زندگی کے راز کو کیسے آشکارا کریں؟

اے وائے! رازِ دل کو سُلجھا کر بیان کرنے کے لئے رازداروں اور رمز شناسوں کی زبان مفقود ہے!

(۲۰) اے جنگلو اور ویرانو! اب تم ہی ہماری کچھ چارہ جوئی کرو! ــــــ ہائے! مجبور بیکاروں اور آوارہ دوں کی زبان یہی کچھ سُنا رہی ہے!

(۲۱) امیروں اور خواجوں نے مُفلسوں کے ہی گوشت پوست کو ہم پرندر د نیاز کے طور پر بھینٹ چڑھایا! ــــــ کعبوں، مدینوں اور ہر دوار دوں کی زبان بھی یہی کچھ سُنا رہی ہے!

(۲۲) اے وائے! معشوق اپنے عاشقوں سے دوبارہ کب ملیں گے؟ ــــــ انتظاروں کی زبان کھڑکیوں اور دروازوں سے یہی کچھ پوچھ رہی ہے!

(۲۳) کیا دلنوازوں، دِل قراروں اور معشوقوں کی زبان میٹھی میٹھی باتوں سے زہر بھرے پیالوں میں بھی شہد کا اثر (یعنی شیرینی) پیدا کر سکتی ہے؟

(۲۴) بھلا فاکی (شاعر) نے کیا کہا؟ اور کس سے کہا؟ کیا اُسے بولنے کی اجازت بھی ہے؟ لیکن پھر بھی تہمت لگانے والوں نے یہ کہا۔ کہ تم نے اِشاروں کی زبان کھولی!

نعرۂ اِنقلاب

پتھر پیُون چھُو سنگرن کوٚہن تے دیوارن!

(۱) ڈٲنِو باج خوارن، ڈٲنِو تاجدارن
زِہ کا تھ سوٗد مأرُود تاجن گلو مارن

(۲) ڈٲنِو سوٗد خوارن تہ سرمایہ دارن
سلا مأکرِن ڈوٗن حسابن شمارن

(۳) ڈٲنِو وارہ خوٗنخوار جاگیر دارن
زِدا لا تھندِ ین چھُو قدمن اِشارن

(۴) ڈٲنِو بازِگارن تہ فندباز یارن
کرٚو با تہ ڈٲن ڈٲن مہ گانگل تھنارن

(۵) ژھٔنن پردہ دہکر، فریبک، گمانک
پتھر پیُون چھُو سنگرن کوٚہن تے دیوارن

(۶) زمینا تُوئی آسہ، نوٗ آفتابا
نوٗ دُئی گاش ڈیشِن چھُو گامن شہارن

(۷) نہ ژٔردن ہٹِس مٔنز یہ طوقِ غلامی
نہ گردن بہن دارِ رئی محنت ہارن

(۸) نہ تھادن کنڈیٚن مٔنز کرِت پوشتیٚ بند

نہ تھاون رٹِت داغ دِل لالہ زارن

(۹) نہ تھاون سہن بوٕ رسارُن کھرن ہنٛد
نہ تھاون ڈُوٛن کدٕ نہ گوٗہ شہسوارن

(۱۰) نہ کھارن کلس پیٛٹھ کھرٕین نابکارن
نہ تھاون ہلم دارٕ لس پختہ کارن

(۱۱) دُتھُن چھُم، وُڈُن چھُم، وَزُن چھُم، گرٕزُن چھُم
پہ وَنتوٕ فانیؔ جنون غُبارن

ترجمہ

نعرۂ انقلاب

اب تو پربتوں، پہاڑوں اور دیواروں کو دھڑام سے گرنا ہوگا!

(۱) اے محکومو! اے مظلومو!! اِن باج خواروں اور تاجداروں سے کہہ دو۔ کہ اب تاجوں اور طوماروں کا کوئی فایدہ نہیں ہے!!!

(۲) اے محکومو! اے مظلومو!! اِن سود خواروں اور سرمایہ داروں سے کہہ دو۔ کہ وُہ اب اپنے مال و زر کا، حِساب وکتاب اور شمار کرنا چھوڑ دیں!!!

(۳) اے محکومو! اے مظلومو!! اِن خونخوار جاگیرداروں سے کہہ دو کہ اب اُن کے قدم اور اِشارے مائلِ زوال ہیں!!!

(۴) اے محکومو! اے مظلومو!! اِن شعبدہ بازوں اور مداریوں سے کہہ دو۔ کہ وُہ اب بیدار مغزوں کو اپنی بیہودہ باتوں سے گُمراہ کرنے کی سعیٔ لاحاصل نہ کریں!!!

(۵) اب تو وہم وگُمان اور مکروفریب کے پردے چاک ہو کر رہ جائینگے!
اور پربتوں، پہاڑوں اور دیواروں کو دھڑام سے گرنا ہوگا!!

(۶) اب تو ایک نئی ہی زمین ہوگی اور ایک نیا ہی سُورج ہوگا!

اَور شہروں اَور دیہاتوں کو ایک نئی ہی روشنی دیکھنا ہوگی !!

(۷) اب تو غلام اَور محکوم اِس طوقِ غُلامی کو اپنی گردن میں برداشت نہیں کرینگے !اَور ناہی وُہ (بارِ احسان کے خیال سے) موتیوں کی مالائیں پہننے کے لئے اپنی گردنیں جھُکائیں گے !!

(۸) اب تو پھُول کانٹوں میں اُلجھ کر نہیں رہیں گے !اَور ناہی لالہ زاروں کے دِل داغدار ہوں گے !!

(۹) اب تو شیروں کو گدھوں کا بوجھ نہیں ڈھونا ہوگا۔ اور ناہی شہسواروں کو گوبر اَور لید کے ڈھیر اُٹھانے ہونگے !!

(۱۰) اب تو ناہنجار اَور نابکار (قابلوں اَور تجربہ کاروں کے) سرپر سوار نہیں ہو جائیں گے ! اَور ناہی پختہ کار (خام کاروں کے آگے) اپنا دامن احتیاج پھیلائیں گے !

(۱۱) مجھے اُٹھنا ہے !اُڑنا ہے ! جلنا ہے ! اگر جنا ہے !" ———

فانی (شاعِر) کو جنون اَور غبار نے یہی نعرہ بلند کرنے پر آمادہ کیا !

اِنسان دُنیہس انٛدر بے خانہ شوٗبہِ ما

(۱) بے جان عاشقن انٛدر جانانہ شوٗبہِ ما
نادان پاگلن انٛدر فرزانہ شوٗبہِ ما

(۲) پرَوانہ نَے تہ شمعکوٗئی نورانہ شوٗبہِ ما
نَے آسہ نوٗرِ شمع تَے پروانہ شوٗبہِ ما

(۳) آسیٚس نہ مستِیاہ اگر مستانہ شوٗبہِ ما
آسیٚس انٛدر نہ مَے اگر میخانہ شوٗبہِ ما

(۴) ہانٛگِن رَچھیس نہ در جگر دُردانہ شوٗبہِ ما
ہانٛگِن تہ دانہ زٕمس مگر زاہ پانہ شوٗبہِ ما

(۵) آسیٚس نہ خانہ دار کانٛہہ سوٗئی خانہ شوٗبہِ ما
اِنسان دُنیہس انٛدر بے خانہ شوٗبہِ ما

(۶) ویٖرانہ آسہ نَے گُلِ شاہانہ شوٗبہِ ما
گلزار آسِہ نَے تہ زاہ ویٖرانہ شوٗبہِ ما

(۷) قیدس انٛدر عذابکوٗئی سامانہ شوٗبہِ ما
پنجرس انٛدر نہ آب دِلیوٗن نَے دانہ شوٗبہِ ما

(۸) یتہ ٹھگ پہن نمُن تہتھے استانہ شوٗبہِ ما
یتھ منز یوٗنِل رتہ ژوٗرتھوٗ بتخانہ شوٗبہِ ما

(۹) لبس بوزہ ناوہِ وطنکوٗئی حالانہ دردہ سوز
تہ وٗٹھ قارئین ترانہ یا افسانہ شوٗبہِ ما

ترجمہ

اِسکا گھر نہ ہو تو اِنسان کی دنیا میں کوئی عزت نہیں ہے!

(۱) بے جان (مُردہ دِل) عاشقوں میں معشوق اچھا معلوم نہیں ہوتا ہے! اور ناہی ناسمجھ پاگلوں میں فرزانے کی موجودگی اچھی لگتی ہے!

(۲) پروانہ نہ ہو، تو شمع کی آب وتاب ہیچ ہے! اور نورِ شمع نہ ہو، تو پروانے کا طواف بیکار ہے!

(۳) اِس میں مستی و خمار نہ ہو، تو بادہ کش کی ادا اچھی نہیں لگتی ہے! اِس کے اندر شراب نہ ہو، تو میخانے کی کوئی وقعت واہمیت نہیں ہے!

(۴) سیپی اِس کو اپنے آغوشِ جگر میں نہ پالے، تو موتی کے دانے کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے! سیپی کی گود بھی بجائے خود موتی کے دانے کے بغیر سُونی اور بے وقعت معلوم ہوتی ہے!

(۵) کوئی رہنے والا نہ ہو، تو مکان اُجاڑ معلوم ہوتا ہے! اِسکا گھر نہ ہو، تو اِنسان کی دُنیا میں کوئی عزت نہیں ہے!

(۶) ویرانہ نہ ہو، تو (باغ کے بادشاہ) گُلاب کی امتیازی شان اور خوبصورتی کا کچھ بھی پتہ نہیں چلتا ہے! اگر گلزار نہ ہو، تو ویرانہ بھی اپنے مخصوص رنگ میں اچھا نہیں لگتا ہے!

(۷) قیدخانے میں سختی اور عذاب کے ساز و سامان کی موجودگی زیب

نہیں دیتی ہے! اور نا ہی پنجرے میں (بند جانور کو) آب و دانہ سے محروم رکھنا روا ہے!

(۸) جس آستان (خانقاہ) میں ٹھگوں کا اڈہ ہو، اُس کے آگے جھکنا جائز نہیں ہے! اور جس مندر کے بُت بھی بجائے خود چور ہوں اُس مندر کا قیام زیب نہیں دیتا ہے!

(۹) جو مادرِ وطن (کشمیر) کی حالتِ زار اور سوز و درد کا اظہار نہ کرے، فانی (شاعر) کا وُہ ترانہ یا افسانہ بھی اچھا معلوم نہیں ہو سکتا ہے!

مذہب

(۱) پرٛزِک جلوہ بادان آیوٚ مذہب
پرٛزِک راز بادان آیوٚ مذہب
ہوٚدُر مێوٚٹھ گیانک تہ عرفانکۍ مَس
چوان چاوٚ نادان آیوٚ مذہب
فقیرس امیرس تہ شہرس تہ منزس
پرٛزس ہیوٚ بنادان آیوٚ مذہب
"ہِشر، لول، اِیثار، اِنصاف، ہوکہ جارہ!"
یہ شیچھہ ربوزہ نادان آیوٚ مذہب

(۲) مگر لاگہس جامہ فِتنک، فسادُک،
دوٚیی دُشمنی ہندر تہ حسدک، تہ کینکۍ
اُچھن سوٚرمہ موٚلہس رِیاکارِ ہند
مُتھس وسمہ تھوٚہس شقت دوگنہارک،
لدگ قید خانس اندر قادرَس ندر پاٹھر
فریبہ، کرِت بڑہ زولانہ وثہک
وچھٕ دس اَیہ ترٛوٚس پردہ غبک
حقیقت تھوٚس زٕدہ رنگن مجازک،

ترجمہ

مذہب

(۱) مذہب حق و صداقت کا جلوہ دِکھاتا ہُوا آیا تھا!
مذہب حق و صداقت کا راز آشکارا کرتا ہُوا آیا تھا!
مذہب گیان اَور عرفان کی میٹھی میٹھی شراب پیتا اَور پلاتا ہُوا آیا تھا!
مذہب فقیر و امیر اَور دوست و دشمن کو ہمنوا و ہمرُتبہ بناتا ہُوا آیا تھا!
"یکسانیت، محبّت، بھائی چارہ، اِنصاف اَور آزادی!" —— مذہب
یہی پیغام سُناتا ہُوا آیا تھا!

(۲) لیکن

اِس کو (یعنی مذہب کو) فِتنہ و فساد، دُوئی و دُشمنی اَور بُغض و کینہ
کا لباس پہنایا گیا۔!
اِس کی آنکھوں میں رِیاکاری کا سُرمہ لگا دیا گیا۔
اَور اِس کے چہرے پر دورُوئی اَور دورنگی کے خضاب مَل دِئے گئے!
اِس کو دغا و فریب کی بیڑیوں اَور توہّمات کی زنجیروں میں جکڑ کر ایک
قیدی کی طرح قیدخانے میں ڈال دیا گیا!
اِس کے (دُنیوی) وجود پر کسی عالم غیب کا پردہ ڈالدیا گیا، اور
اس کی حقیقت و ماہیّت کو ایک مجازی رنگ و لَون میں چھپا دِیا گیا!

وۄن گرٛیس مزٕ ورروزنٕک نوٚ خانہ لدن ماسنا

(۱) کیاد اٰدٕ لدن کُن وُچھِت بیدردوَدن ماسنا
ٹیٹھٕ مُردٕ شِکارن بہت ییہ عار گرٛدن ماسنا

(۲) مظلوم کمَن کُن نمن؟ دوہ آیہِ ژھوٚٹان ظالمَن
بے عار شِکارٕ ئن ژمن زانِت یہ بدن ماسنا

(۳) بدلان چھُو جہانٕک نظام، بوٚزن بیوٚن چھُوگژھان بختہ تمام
کھوٚٹ پاس ننان صبح و شام باساں یہٕ وٚردنٕ ماسنا

(۴) دُنیہِ گونہ ختم عالمٕک ہیت ناوَ لرٛٹن مذہبُک
وۄنِ گرٛیس مزٕ ور روزنٕک نوٚ خانہ لدن ماسنا

(۵) کنڈ ئن نہ گلُن پھِٕل چھُکیا، بلبل چھِ کھیوان حسرتا
مِلزار بیٹھوٚ آسہ زاہ نیکِن نہ بدن ماسنا

(۶) چھا از تہِ منٛش شاد کانہہ؟ زنجیرٕ و راے پاد کانہہ؟
از آسہ کران یاد کانہہ شمشاد قدن ماسنا

(۷) کوٚت تام وُچھوک کاشرٕ زن مردٕ کیمی ہشرکی
بیہوش بنِت شور گٔی گیایم تہِ کھدن ماسنا

(۸) ژھانڈان چھِ سخنورا دیب معشوق خیالی عجیب
فانیؔ! ازٕ دِنکھنا غریب بنہِ چون مدن ماسنا

ترجمہ

کیا کِسان اَور مزدُور اب ایک نئے نظام کا محل تعمیر تو نہیں کریں گے؟

(۱) کیا بیماروں کو دیکھ کر بیدرد (ظالم) تو نہیں روئیں گے؟ کیا مُردہ شکاروں پر بیٹھ کر گِدھوں کو رحم تو نہیں آئے گا؟

(۲) بھلا مظلُوم اب کِن کے آگے جُھکیں؟ اب تو ظالموں کے دِن ختم ہونے میں آئے ہیں! کیا (یہ حقیقت جان کر) بے رحم شکاریوں کے تن بدن (مارے خوف کے) سُکڑ تو نہیں جائیں گے؟

(۳) دُنیا کا نظام بدل رہا ہے! 'پختہ' اَور 'خام' الگ الگ ہو رہا ہے! اَور کھرے اَور کھوٹے (سچ اور جھُوٹ) کی صبح و شام نقاب کُشائی ہو رہی ہے! (یعنی پُرانے نظام کی خامیاں اَور نئے نظام کی خوبیاں منظرِ عام پر آ رہی ہیں۔ اَور نئی قدریں پُرانی قدروں کی جگہ لے رہی ہیں!) کیا بوڑھوں، (یعنی زایدالمیعاد فرسودہ نظام کے رجعت پسند علمبرداروں) کو اِس حقیقت کا احساس تو نہیں ہو رہا ہے؟

(۴) ابھی تو دنیا میں مذہب کے نام پر لڑنے جھگڑنے کا سِلسلہ ختم نہیں ہُوا ہے! کیا کِسان اَور مزدُور اب (اپنے رہنے سہنے کے لئے) ایک نئے نظام کا محل تعمیر تو نہیں کرینگے؟

(۵) واہ واہ! مچھیروں اَور کانٹوں میں کیسا تال میل ہے! یہ دیکھ کر بلبلیں

مایوس اور حسرت زدہ ہیں! کیا اچھے اور بُرے لوگوں میں بھی ایسا ہی میل مِلاپ تو نہیں ہو سکتا ہے؟

(۶) کیا آج بھی کوئی اِنسان خوش ہے؟ اور کوئی باؤں (غُلامی کی) زنجیر سے آزاد ہے؟ کیا آج بھی کوئی (عاشق) شمشاد قدوں کو یاد تو نہیں کر رہا ہوگا؟

(۷) بھلا ہم کب تک گند و عفونت میں پلنے والے کیڑوں مکوڑوں کی طرح کشمیریوں کو زبوں و خوار دیکھیں گے؟ کیا یہ بھی جنّت (کشمیر) کے کمل کے پھولوں کی طرح کِھل تو نہیں اُٹھیں گے؟

(۸) مخمور اور ادیب خیالی اور عجیب و غریب معشوقوں کو ڈھونڈتے رہتے ہیں لہٰ اے فانی (شاعر)! ذرا بتا تو سہی۔ کہ آیا ایک غریب تیرا حقیقی معشوق بن تو نہیں سکتا ہے؟

انقلاب

کُس یہ بھران تازہ جام آو نوو شراب ہیت؟

(۱) آو زمانا نووی آو انقلاب ہیت!
آو جہانا نووی، آو نوو حساب ہیت!

(۲) اوس گٹے منز دولت، دور دیدوی ذلت
آو صبح سوی قولت، آو آفتاب ہیت!

(۳) ناز و ادا واہ واہ جان دلر با چھو کیا!
حُسن نووی یادنا آو نوو شباب ہیت!

(۴) لعل تہ جواہر زبر درایہ سنگرن ہنبر
نان کمس، کس خبر؟ آیہ کنڈو گلاب ہیت!

(۵) درایہ وتھا تر ہوت تہ سیٹھ برونٹھ ییتھ علم چھ تھز
درایہ کتھا پڑ اپڑ، آو جلوہ خواب ہیت!

(۶) کُس یہ مجازک حجاب، دھوکہ وہمی طناب
آو زمان باحساب؟ آو کُس ثواب ہیت!

(۷) نالہ، وَدُن تے دِداک ہوائے، وُش تہ باکہ باک
سوز، سوللا، فراق، آیہ کیا جواب ہیت؟

(۸) کوت چھ دوان خاص و عام؟ درایہ نشتہ تہ شہد تہ جام!

کُس یہ بھران تازہ جام آؤ ژٕو شراب ہیٚت؟

(۹) گیٚت ژٕوئی، ژٕو کتاب! دٕر آؤ ہول، فٕر، حُباب!
سوز، فٕرشِیٚم، عذاب، آؤ کُس رباب ہیٚت؟

(۱۰) سون غُلامِ غریب، سون دِلٕنٕگوی حبیب
سون یہٕ قانٔی ادیب آؤ کیا خطاب ہیٚت؟

ترجمہ

انقلاب

بھلا یہ کون نئے ساغروں میں ایک نئی ہی شراب اُنڈیلتا ہُوا آیا؟

(۱) ایک نیا ہی زمانہ ایک نیا ہی انقلاب لیکر آیا! اور ایک نئی ہی دُنیا ایک نئے ہی انداز اور حساب کے ساتھ آگئی!

(۲) وہی صبح —— ہاں ہاں وہی صبح —— جو کہ تاریکیوں کے حجاب میں نظروں سے اوجھل تھی، ایک نئے ہی سُورج (کی تابانیوں) کے ساتھ جلوہ گر ہوئی!

(۳) واہ واہ! ایک نئی ہی ناز و ادا! —— کس قدر دلربا اور حسین! واہ واہ! ایک نئی ہی جوانی! —— ایک نیا ہی حُسن اور نکھار لیکر آگئی!

(۴) واہ واہ! کتنے ہی لعل و جواہر ٹیلوں، پربتوں اور پہاڑوں سے پھوٹ پڑے! بھلا کون جانتا ہے؟ —— کیسے خبر ہے؟ —— کانٹے بھی گلاب لیکر آگئے!

(۵) واہ واہ! ایک آسان اور سیدھا راستہ نکلا ہے جسکے آگے ایک اونچا جھنڈا لہرا رہا ہے! جو بات جھوٹی معلوم ہوتی تھی، وہ آخرکار سچ نکلی ہے! اور خواب بھی (اپنی تاویل کا) جلوہ لے کر آیا ہے۔! (یعنی شرمندۂ تعبیر ہُوا ہے!)

(۶) بھلا یہ کون سلیقہ کے ساتھ مجازکے حجاب کو پھاڑتا ہُوا اور دغا دفریب اور وہم وگمان کی طناب کو توڑتا ہُوا آیا؟ —— بھلا یہ کون خواب لیکر آیا؟

(۷) نالۂ فراق، آہ وزاری، بُکا ومِن اور سوزِ ماتم! —— بھلا یہ سب کے سب انجام کار (بارگاہِ الٰہی سے) کونسا جواب لیکر لوٹے؟

(۸) بھلا خاص وعام کہاں دوڑ رہے ہیں؟ —— فرزانے اور دیوانے توسارے کے سارے نکل پڑے!

بھلا یہ کون نئے ساغروں میں ایک نئی ہی شراب اُنڈیلتا ہُوا آیا؟

(۹) نئے ہی گیت اور ایک نئی ہی کتاب! —— واہ واہ! دِل کا حجاب نکلا، اور دل کے ارمان نِکلے!

بھلا یہ کونسا رباب ایک نیاری زیر وبم اور سوز وساز لیکر آیا، جس نے کہ سارے عذاب اور غم بھلادیئے؟

(۱۰) بھلا یہ غریبوں کا غلام! —— یہ ہمارے وطن (کشمیر) کا دوست! —— ہاں ہاں یہ ہمارا ادیب یعنی فانی (شاعر) کونسا خطاب لیکر آیا؟

باکِہ وَداں کَم چھ مَدنوار! گرٛدَن کیا ؟

(۱) غانہ مَلن تازہ گُلن! داٗد ٕ لِدن کیا؟
سازکرن تازہ ڈٔین! چھوکہ لَدن کیا ؟

(۲) سالہ انن لالہ فلِن پیالہ بھرن کیٚت ر!
پوٚچھ ہیٚتیٚن، آرہ کیٚتیٚن، ڈکہ زدن کیا ؟

(۳) جامہ ولن کامہ دِیون، رنگہ ڈلن پوشن!
نیٚتھ نیٚتیٚن، کرٕ ھہ لَدن، پامہ زدن کیا؟

(۴) تاپہ دزن، تیٖرٕ ہٕنن نیٚتھ نیٚتیٚن یان!
مٲرِمندیٚن، لالہ رُخن، سرو قدن کیا؟

(۵) حانہ یٚتھن ریانہ لرن سادہ منوسنٕی!
ساتہ لدن خانہ بھرن! پانہ ھدن کیا؟

(۶) ترٛلیشہ ہشی زاگہِ غریبن چھ اَشِش تام!
باکِہ وَدان کَم چھ مدنوار! گرٛدن کیا؟

(۷) درٲیہ وُچھت لارہ فوٗلے وارہ بہانٕ نچ ر
تارہ گمٕت ر، کَم چھ ہیمت ر؟ لارہ لدن کیا؟

(۸) آسہ دلس منٛزر نہ ہمیس سونہ غم ریہہ
بوزِہ سُوماکآنسہ وزان تارہ بلن کیا؟

ترجمہ

کتنے ہی اشراف زار و قطار رو رہے ہیں! لیکن گدّھوں (ظالموں) کو اس بات کا کیا غم؟

(۱) حسین اور نازنین اپنے گلابی رخساروں پر غازہ مل دینگے! لیکن بیماروں کو اس سے کیا غرض؟
حسین اور نازنین اپنی ناز بھری چوٹیوں کو "سانہ" (سہاگ) سے مزیّن کرینگے! لیکن زخمیوں کو اس سے کیا واسطہ؟

(۲) معشوقوں کو دعوت پر لایا جائے گا اور (اُن کے لئے) جام کے جام بھر دئے جائیں گے! لیکن بھوکے، عاجز اور در در کے ٹھکرائے ہوئے لوگوں کو اس سے کیا تعلّق؟

(۳) مجذوبوں کو رنگ برنگی لباس پہنائے جائیں گے، جن کو دیکھ کر کتّوں کا رنگ فق ہو جائے! لیکن برہنہ، خاک آلودہ اور ملعون (مطعون) لوگوں کو اس سے کیا سروکار؟

(۴) ننگ دھڑنگ لوگوں کے تن بدن (کڑکتی) دھوپ سے جھلس اٹھیں گے اور (شدید) سردی سے سوجھ جائیں گے! لیکن حسینوں، لالہ رخوں، اور سرو قدوں کو اس بات کی کیا پروا؟

(۵) اے وائے! سادہ لوح لوگ خود اپنے گھروں کو مسمار کر کے دوسروں کے مکان تعمیر کرتے ہیں: بھلا ایسا کرنے سے اُن کی کیا ترقی اور سرفرازی

ہو سکتی ہے ؟

(خون کے) پیاسے سرمایہ دار (اپنی پیاس کو بجھانے کے لئے) غریبوں کے آنسوؤں کی بھی تاک میں رہتے ہیں ! اُف ! کتنے ہی اشراف زار و قطار رو رہے ہیں ! لیکن گدّھوں (ظالموں) کو اِس بات کا کیا غم ؟

(۷) بھاگتے ہوئے لوگ (یعنی سیّاح) باغ کے پھولوں کی بہار دیکھ کر رَواں دَواں باہر نکل آئے ! باغ میں کونسے لوگ محتاج و درماندہ اَور کونسے لوگ اُفتادہ ہیں ؟ بھلا اِن جلد بازوں کو اِسباب کا کیا فکر ؟

(۸) جِس آدمی کے دل میں نارِ غم کے شعلے بھڑک نہ رہے ہُوں ۔ بھلا اُسے کیا معلوم کہ کسی کا تن بدن (ظلم و ستم کی) آگ میں کیسے جل رہا ہے !

مہجورٕس کُن!

(۱) گُلُن مس پیالہ چأوِت گوک مستی باگرأوِت گوک!
مودُرٕ کیا بُلبُل کشمیر! بولیا یوزہ نأوِت گوک!

(۲) اڈٕین گوک ہندرہ وُزرہ نأوِت، اڈٕین للہ زان سأوِت گوک!
نُووِیٕ نوٕ زیر و بم زِلکیٕن رابن مشرٕنأوِت گوک!

(۳) کِمیٕ کر ہأوٕ جوشن جأن،؛ وطنک، لوک توشن نا!
نوٕدیٕ سوٕننا، نوٕیٕ فُولیا، نوِیٕ گلزار ہأوِت گوک!

(۴) مُبارک زِندگی ہُند ساز، چانے غیرٕتک مِضراب!
خودِی ہُند راز ہأوِت گوک، عالم پٔرٕ زہ نأوِت گوک!

(۵) یِمَن کشمیرٕ چمن مرگن، نیَن یٔمبہ زلوسہ میدأنن
زٕہ پٔنٕنیوٕ لولہ پوشِ تو شیت، گُوتاہ لوسہ نأوِتِ گوک!

(۶) یِمَن کشمیرِ کیٔن باغن، جوٕین، ناگن، سرن، آرن
مکھن پٔتھ لولپِن وُنہ نأوِتھیٕ معراج ہأوِت گوک!

(۷) یِمَن کشمیر کیٔن نادار مزدوٕرن ننگہ مظلُومن
مِثالِ جامِ جم پٔننے مُقامُک جلوہ ہأوِت گوک!

(۸) کمَن شاہن، کمن راجن، کمن تختن، کمن تاجن
کھوٕرن تل کأشرین ہندٕین گرأ وِنتیاوٕ نأوِت گوک!

(۹) کری نا یا نہ فأنی دمیدم جأنی ثنا خوأنی؟

پَتّن ہٕ کاشُر زبان تَنیس کمالس واتہٕ ناوِت گوک!

ف۱ [یہ مختصر سا مرثیہ کشمیری زبان کے مایۂ ناز اور شہرۂ آفاق شاعر جناب غلام احمد صاحب مہجورؔ کے ماتم میں لکھا گیا تھا۔ جن کا اِنتقالِ پُر ملال ۱۰ اپریل ۱۹۵۲ء کو متری گام (ترکواڑہ) میں ہُوا۔]

مصنّف

ترجمہ

مہجور سے!

(۱) تم گلوں کو (اپنی شعر و شاعری کی) شراب کے جام پلا کر اور اُن میں (اپنے گیتوں کی) مستیاں بانٹ کر اِس دُنیا سے رخصت ہو گئے! اے بُلبُلِ کشمیر! تم کیسی ہی میٹھی الاپ سُنا کر چلے گئے!

(۲) تم کچھ لوگوں کو نیند سے بیدار کر کے اور کچھ لوگوں کو لوریاں دے دے کے سُلا کر چلے گئے! تم دِلوں کے ربابوں، سازوں، سنطوروں، سارنگیوں اور ستاروں میں نیا ہی نیا زیر و بم ڈال کر چلے گئے!

(۳) بھلا تمہارے جوش و خروش میں کب کمی آ گئی؟ کیا اہلِ وطن اِس حقیقت کو جان کر جھُوم نہیں اُٹھیں گے؟
تم نئی ہی بہار، نئے ہی پھول اور نئے ہی گلزار دِکھا کر چلے گئے!

(۴) یہ زِندگی کا ساز اور یہ تمہاری غیرت و حمیّت کا مِضراب! ــــــ یہ دونوں مبارک ہوں تمہیں اور اہلِ کشمیر کو! تم خودی کے راز آشکارا کر کے اور دُنیا کو جان پہچان کر چلے گئے!

(۵) تم کشمیر کی "مرگوں" (مرغزاروں)، چراگاہوں، وادیوں، جنگلوں اور تو سہ میدانوں کو اپنے پیہم بوسوں سے کس قدر مہکا کر چلے گئے!
ــــــ (اِتنی والہانہ محبت تھی تمہیں اُن سے کہ متواتر بوسوں سے بھی

تم سیر نہیں ہوئے !)

(۶) تم کشمیر کے اِن گلزاروں، چشموں، ندی نالوں، دریاؤں، جھرنوں، آبشاروں اور جھیلوں کو محبت کی پانکھوں (پَروں) پر اُڑا اُڑا کر اپنی معراجِ کمال دکھا کر چلے گئے !

(۷) تم کشمیر کے اِن مفلوک الحال لوگوں اور ننگ دھڑنگ مظلوموں کو جامِ جم کی طرح اپنے اصلی مقامِ منزل کا جلوہ دِکھا کر چلے گئے !

(۸) کیسے کیسے راجوں، مہاراجوں، تختوں اور تاجوں کو تم کشمیریوں کے پاؤں کے آگے گرا کر چلے گئے !

(۹) بھلا فانی (شاعر) کیوں نہ بجائے خود تمہاری دمبدم ثنا خوانی کرے ! آخر تم تو اپنی کشمیری زبان کو معراجِ کمال پر پہونچا کر چلے گئے !

ترجمہ

اَنٕ چھُم زَرُین ہوش سازندرن منٛز

(۱) تُلُن شور وشر چھُم مکانن گھرن منٛز
کرُن زِندگی پیٛدہ دارٕین برن منٛز

(۲) بھرُن جوش چھُم ژوٗکوٗہن سنگرن منٛز
کرُن بوش ژوٗ پیٛدہ سوٗدرن سٔرن منٛز

(۳) جوٲنی اثن چھُم بُڈن اَڈورَن منٛز
روٲنی اثن ہیٛو کھتیٛن آگرَن منٛز

(۴) کرُن پیٛدہ چھُم دِل شہَن ہُند کھرن منٛز
کران صنا یہ یِم زِندگی آرہ سَرن منٛز

(۵) اثن چھُم کتھن زِیو کلیُن بےزبانن
اثُن چھُم زرین ہوش سازندرن منٛز

(۶) اثُن چھُم آئینُ گاشس ہاوِت پَرزک گاہ
کرُن چھُم وتن واش ہجرَن درَن منٛز

(۷) یِمَن ستیٛلہ کنہِ خوُن ذرہ سوزِ درد ٹِک
تھوٗن چھُم دِ نان شمع ترِم پوٚ نیٛبرن منٛز

(۸) کُنُوی آسہہ شان زیوِ ہُند دِماغس
ثیٛنیٛ اوس کیا آدمن واندرَن منٛز؟

(۹) بہِت پأن رپانے چھ پرٚون ٹھریٚن تل
فتُوح کیا چھُونہٕ واثدرن کا ثدرن منٛز!
(۱۰) اسان چھِس وُچھت کاغذی افسرن کُن
یہان یِم زریٚن تہٕ کرٕت دفترن منٛز
(۱۱) وُچھم گراک نوٕ فاٍنیس اِنتظارس
کُنان نیرہِ سودا نوٕ وُسئی بازرن منٛز

ترجمہ

مجھے سازندوں اور موسیقاروں کی محفل میں بہروں کو ہوش میں لانا ہے!

(۱) مجھے مکانوں اور گھروں میں شور و شر بپا کرنا ہے! اور دروازوں اور کھڑکیوں میں جان ڈالنی ہے!

(۲) مجھے ٹیلوں، پہاڑوں اور پربتوں میں ایک نیا جوش و خروش بھرنا ہے اور جھیلوں اور سمندروں میں ایک نیا تلاطم پیدا کرنا ہے!

(۳) مجھے بوڑھوں اور ادھیڑ عمر کے لوگوں میں جوانی لانی ہے! اور سوکھے ہوئے سرچشموں اور منبعوں میں روانی پیدا کرنی ہے!

(۴) مجھے گدھوں (احمقوں) میں شیروں کا دل گردہ پیدا کرنا ہے! ہاں ہاں اُنہی گدھوں میں جو کہ اپنی زندگی کو سستی اور بیکاری کے عالم میں ضائع کرتے ہیں!

(۵) مجھے گونگوں اور بے زبانوں کو قوتِ گویائی عطا کرنی ہے! اور سازندوں اور موسیقاروں کی محفل میں بہروں کو ہوش میں لانا ہے!

(۶) مجھے اندھوں کو حق و صداقت کی روشنی دکھا کر بینا بنانا ہے! اور سڑکوں اور شاہراہوں کے اینچا (ٹیڑھے پن) اور پیچ و تاب کو سلجھانا ہے!

(۷) مجھے پروانوں میں ایسی شمعیں روشن رکھنی ہیں۔ جن میں تیل کی جگہ سوزِ درد کا خون جل رہا ہو!

(۸) اگر زبان اور دماغ کی ایک جیسی شان (صلاحیت) ہوتی۔ تو پھر انسان اور بندر میں کونسا فرق تھا؟

(۹) یہ تو خود (توہمات کے) پردوں اور حجابوں کی آڑ میں بیٹھے ہوئے ہیں! انہیں توسبزی فروشوں اور نانبائیوں (یعنی ادنٰے پیشہ وروں) میں کونسا نقص و قبوح پایا جاتا ہے؟

(۱۰) ہنسی آتی ہے مجھے اِن کاغذی افسروں کو دیکھ کر جو کہ دفتروں میں اپنے بازوؤں کو تنگ کرکے بیٹھتے ہیں!

(۱۱) میں نے آج نئے ہی خریداروں کو فانی (شاعر) کے انتظار میں دیکھا۔ شاید وہ بازاروں میں (اپنی شاعری کا) نیا ہی سودا بیچتا ہوا نکلے گا!

یادِ آزاد*!

(۱) پوان ثلیہ یاد چو نُوئ ناوٗ دِل طوفان آزادو!
دُچھو نادیدٕ ذِی دوبارہ چونُوئ پان آزادو!

(۲) فراقن چاٲن، کٔر، فلوا دِلک رازمان آزادو!
چھُکو تاہ کُرُد ھٹھ بئیہ میلُن تٔرے ہُیوٗ اِنسان آزادو!

(۳) ژہ اوسک راچھ مظلُومن ہندٕ ین پانن زُوٗن جانن!
زُوس چاٲنس تٔوٕرے ما آ یہ بروُنٹھی ہان آزادو!

(۴) بھرن نالول یم چاٲنین وتن ہند نازہ قدمن ہُند؟
وندان یم دمبدم چاٲنین کتھن زٕوٗ جان آزادو!

(۵) دِلس پیٹھ اوس چاٲنس راج محتاجن غریبن ہُند!
کمن تاجن نظر آش چاٲن، اِلہ راوان آزادو!

(۶) کمن ملکن تہ فلکن اوس چو نوٗی غم تٔرے لِنش سٔر خم!
تٔرے اوس نُوئ دُنیہ تہ نیشیہ ہادُن خودی ہندستان آزادو!

(۷) دُوٗی، دوگنیار، نفرت، کینہ ———— یمیٗ کالہ شہارن
کرُت آتش دہانی سئبت، پنُنے فان آزادو!

(۸) کمن دھوکن، بھٔرمن، مکرن، فریبن لرزہ چو نوی اوس!
کمن وہمن گمانن ہندٕ، کرُت استان آزادو!

(۹) نہ اوسُک دھرمکوئی پابند نہ اوسُک دینکوئی پابند!
تمازن پوشہ پُونا ین تھوٗت ارمان آزادو!

(۱۰) شبُاں اوسُوئی اُچھین نوٗرانہ ہنٛزگ، وحدتُک، کُنہ رٕک!
ژےٚ آسنی کُل جہانس پیٹھ نظر یکسان آزادو!

(۱۱) کنان اوسُک ژہ ملتن طائفن ملز ارگوٗئی سودا!
ژٕ اُوت کیا زِہ مندنیٚن گوک پنٔنوی وان آزادو!

(۱۲) ملاین منٛزتہٕ ما اپزیٚن خُدا ین زانہ انٹ ایمان!
قلاین منٛزتہٕ مُلاگیت اپزس زولان آزادو!

(۱۳) ژہ اوسُک ظُلمکیٚن خنگلن نیٚن منٛز انقلابُک سٕہہ!
گرزُن چون رأسلن اوس لرزہ ناوان پان آزادو!

(۱۴) قرار اوسُوئی نہ ڈلیٚشت کاشرٕن ہنٛز خانہ بربادی!
اوارن وُنٕہ تہٕ روزُن ماسٔکنین آسان آزادو!

(۱۵) ژہ مااوسُک ذران زانہ خوٗنٕ دِل بارٕن غریبن ہُند!
چھُومااز خوٗنہ دریاون تہ کانہہ پرسان آزادو!

(۱۶) گژھک ناقبرہ منٛز بیدار وطنُک حال ڈیشک نا!
دٕنن پیٹھ کاشرٕن ہنٛد خوٗن گوارزان آزادو!

(۱۷) اگر ہاوان بہاراکانہہ سوٗتے خوٗنا شہیدن ہُند!
پزر نتہ ٹی، گمُت سوروی چمن ویران آزادو!

(۱۸) دُچھک نادِیدٕ وٕئی ماجن ہٕنیٚن ہنٛز دٕلہ رُسوائی!

گوٚنڈٕ ٹ پرٛ وٛنھٹوٕٛی زٕ ے کیا زٕ ے سفر کوٕ ٹی سامان کٔن زِندٕ

(۱۹) کَنٔن چانیٔن سپٔن دماغ شُدر پٕر منٛز زا لھٕ فانیٔن آلو؟
دِلس منٛز وُنِہ تہٕ چونوٕی دو دلُیٚس للہ وان آزاد و!

لہٰ یہ المیہ نظم کشمیری زبان کے مشہور شاعر انقلاب اور اُردو کے بلند پایہ ادیب جناب عبدالاحد صاحب ڈار آزاد کی یاد میں لکھی گئی ہے جو کہ ۴۸-۱۹۴۷ء کے بحرانی دور میں اینڈی سائٹس کے مرضِ مزمن کا شکار ہو کر ۴۰ سال کی عمر میں قبل از وقت ہی اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ انتقال کے وقت آپ کرن سنگھ ہسپتال سرینگر میں تھے۔ جہاں کہ آپ کا آپریشن کیا گیا تھا۔ اور آپکی بالینِ مرگ پر حاضر معدودے چند رشتہ دار، احباب اور عقیدتمند ہی آپ کی لاش کو تجہیز و تکفین کے لئے اُٹھانے گئے تھے۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے۔ کہ اِس فخرِ وطن شاعر، ادیب اور مفکّر کا ماتم منانے میں مجرمانہ غفلت اور خاموشی سے کام لیا گیا!

یاد رہے۔ کہ مذکورہ دَور میں نیشنل کانفرنس کی ایمرجنسی گورنمنٹ (ہنگامی حکومت) قایم ہو چکی تھی۔

مصنّف

ترجمہ

یادِ آزاد!

(۱) اے آزاد (شاعر) ! جب تیری یاد آتی ہے۔ تو دِل تڑپ اُٹھتا ہے !
کاش کہ ہمیں پھر تیرا دیدار نصیب ہو!

(۲) تیری فُرقت نے دِل کے ارمانوں اور تمنّاؤں کو وارفتہ اور ہلکان کر ڈالا۔
آہ! کتنا ہی مشکل ہے تجھ جیسے انسان کا پھر مِلنا !

(۳) تُو مظلوموں کی جانوں اور رُوحوں کا محافظ تھا! کیا اِسی لئے تیری جان پر
پہلے ہی (ملک الموت کی) ہمت تو نہیں آئی ؟

(۴) کیا وُہ لوگ تیری راہوں اور ناز بھرے قدموں کی بلائیں نہیں لیں گے۔
جو کہ دمبدم تیری اعجاز بیانی پر اپنی جانیں قربان کرتے ہیں؟

(۵) تیرے دِل پہ غریبوں اور محتاجوں کا راج تھا! بھلا تیری (محض ایک)
نظر سے کتنے ہی تاج اپنی جگہ سے ہِل جاتے تھے!

(۶) کتنے ہی ملائک و افلاک تجھ سے سراسیمہ اور تیرے آگے سرخم تھے! تجھے
ابھی بھی اپنی شانِ خودی کا اور مظاہرہ کرنا تھا!
(لیکن افسوس!) تو پہلے ہی اس دنیا سے اُٹھ گیا!

(۷) دُوئی، دورُوئی، نفرت اور کینہ! ——— اِن کالے کالے شہاردل
کو تو نے اپنی آتشِ دہانی سے بھسم کر ڈالا!

(۸) کتنے ہی دھوکے، مکر و فریب اور تنزویر تجھ سے لرزہ براندام تھے اور کتنے ہی

وہم و گمان کے آستان اور محل تیرے ہاتھوں مسمار ہوئے!

(۹) تو نہ دھرم کا پابند تھا نہ دین کا! تو نے تو اپنے پائے استغنا سے) نماز و دن اور نشیب پوجاؤں کے ارمان ٹھکرا دیئے!

(۱۰) کس قدر زیب دیتا تھا تیری آنکھوں میں یکسانیت اور وحدت کا نور! تیری تو ساری دنیا پر یکساں نظر تھی!

(۱۱) تو ملّتوں، فرقوں اور طائفوں کو میل ملاپ اور یگانگت کا سودا بیچتا تھا! (اے وائے!) تو دن دہاڑے ہی اپنی دکان بند کر کے کیوں چلا گیا؟

(۱۲) تو نے ابتلاؤں میں بھی جھوٹے خداؤں پر ایمان نہیں لایا اور نا ہی (رسمانی دباؤ اور عذاب کی) فصیلوں میں مقید رہ کر بھی سچائی کو بیڑیاں پہنائیں!

(۱۳) تو ظلم و ستم کے جنگلوں اور نیستانوں میں شیر انقلاب کے مانند تھا۔ تیری گرج سے کتنے ہی تناور خشکی درختوں (یعنی بڑے بڑے ظالموں) کے جسم و جان تھرا اٹھتے تھے!

(۱۴) تجھے کشمیریوں کی خانہ بربادی دیکھ کر آرام و قرار تھا نہ سکون! (اے وائے!) ان آوارہ (اور بے خانمان) لوگوں کی خانہ آبادی ابھی تک ممکن نہ ہو سکی!

(۱۵) تو کبھی بھی غریبوں کو خون کے آنسو بہاتے ہوئے دیکھنا برداشت نہیں کرتا تھا! (اے وائے!) آج تو خون کے دریاؤں کا بھی کوئی پرسان نہیں!

(۱۶) کاشکہ تو قبر میں بیدار ہو جاتا اور اپنے وطن کا حالِ زار دیکھتا! (اے وائے!) کس قدر ارزاں ہو چکا ہے۔ شاہراہوں اور پگڈنڈیوں پر

(مظلوم کشمیریوں کا خون!

(۱۷) اگر ابھی تک کوئی بہار دکھائی دیتی ہے۔ تو وہ بھی شہیدوں کے خون کی!
ورنہ حق تو یہی ہے۔ کہ سارا چمن ویران اور اجاڑ ہو چکا ہے!

(۱۸) کاش کہ تو اپنی آنکھوں سے ماؤں اور بہنوں کی رسوائی اور بےحرمتی
دیکھتا! (اے وائے!) تو نے (اس روح فرسا منظر کو دیکھنے سے)
پہلے ہی کیوں اپنا رخت سفر باندھ لیا؟

(۱۹) کیا کبھی نیند میں تو نے فانی (شاعر) کی پکاریں تو نہیں سنیں؟ —
ہاں اسی فانی (شاعر) کی پکاریں جو کہ ابھی تک اپنے دل میں تیرا ہی درد
لیے ہوئے ہے!

خوٗن

(۱) گٔگٕۓ خوٗن، گمُت، خون، گرٛ ھان خوٗن، سیٛٹھا خوٗن!
چوٗل خوٗن، چلیوٗ خوٗن، چلان خوٗن چھوٗیَن مٔنز!

(۲) لٔج، دۄ ہلہِ رتس وھار، سیٹھا خوٗن وتن ییوٗ!
تموارشبس رُود چلان ژورِہ ترٛوٗین مٔنزا!

(۳) اِنسانہ سندے خوٗنہ کران شراں ہندُستان!
یٔی اوسہ غرض ژُورہ کھتین ژورہ ژوٗین مٔنز؟

(۴) نُند باٛن، گُلن، آرہ ولن، بارہ دِلن گٔیۓ!
پییوٗ خون ۂزت نازہ رگن لالہ ژوٗین مٔنز!

(۵) ماٛنیاوَ دِلگ سوزِ جگر سوز جگر سوز
نے اٛہرمن اوس نہ ابلیس خوٗین مٔنز!

(۶) اِنسان مگر کیاٛزِہ وٗلتِ جامہ دِلوَن ہندر؟
شیطان شکل کیاٛزِہ گمژ منشہ روٗین مٔنز؟

(۷) زردار دٔوہے رُود چوان خون غریبن!
ہرسا تہ پھوٗکس دین اونگُ فِتنہ ژوٗین مٔنز!

(۸) زردار دٔوہے رُود ژُوس زاگِہ غریبَن!
ژُوٗجان یہنُد داہِ فلین یا چھوٗپوٗین مٔنز!

(یہ نظم ہندوستان [illegible] موجودہ بھارت اور پاکستان) کے [illegible] فرقہ دارانہ فسادات سے متاثر ہوکر لکھی گئی تھی) مصنف

ترجمہ

خون

(۱) اے وائے! خونریزی ہوئی اور کس قدر خونریزی ہُوئی! خونریزی ہو رہی ہے اور کتنی خونریزی ہو رہی ہے! خون بہہ گیا اور کس قدر بہہ گیا! خون بہہ رہا ہے اور کیسے پرنالوں کی صورت میں بہہ رہا ہے!

(۲) روزِ روشن میں خون کے دھارے بہہ نکلے اور سڑکیں خون میں لت پت ہو گئیں! رات کو بھی تنگ و تاریک گلی کوچوں میں خون کے فوارے چھُٹتے رہے!

(۳) اے وائے کس طرح ہندوستان (یعنی موجودہ بھارت) اور پاکستان) انسانی خون میں بے دریغ نہا رہا ہے! کیا خفیہ سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا یہی منتہائے مقصد تھا؟

(۴) اے وائے! خوبصورت گُلوں اور "آرہ ولوں" کے دِل پارہ پارہ ہو گئے! اور نازنین رُخساروں اور لالہ نما چہروں میں خون جل اُٹھا!

(۵) ہم مانتے تھے۔ کہ انسانی دِل کا جگر سوز درد اور سوز و گداز اہرمنوں میں تھا نہ ابلیسوں میں!

(۶) لیکن انسان کیوں آج دیوؤں کا لباس پہنے ہُوئے ہے؟ اور انسانی چہروں میں کیوں شیطان کی شکل نظر آتی ہے؟

(۷) اے وائے! سرمایہ دار ہمیشہ غریبوں کا خون چُوستے رہے! اور ہر وقت

اپنے فتنوں اور سازشوں کی آگ کو "دین" اور "دھرم" کی پھکنی سے پھونکتے رہے!

(۸) اے وائے! سرمایہ دار ہمیشہ غریبوں کی جان کے پیچھے پڑے رہے، جن کی زندگی محض "واٹ" (مکی کا دلیا) اور "پوسے" کھانے سے (بمشکل) برقرار رہتی ہے!

خبردار!

(۱) ڈوکھ نار نژٲوان شورکس پینٹھ وارہ خبردار!
خوٗن خوارہ! دشمن دارہ! اے زردارہ! خبردار!

(۲) دَم ادے سوران، لرزہ جانس ژوٚدے، ڈُکھت پان
دوٚہ تارہ ڈیشِن چھیٚی ژنے وٲن رشہمارہ! خبردار!

(۳) چُھک خانہ داران خانہ ٹوٗرِت خانہ بناوان
بے خانہ کرنے نِم تہٕ جاگیردارہ! خبردار!

(۴) مظلوم گاٛلِت پان چھوٗ تُھوٗی ہمّان بڑاوان
چھُوٗنی ناز کتھ پیٚنھ نہقہ "دُنیادارہ"! خبردار!

(۵) چھا دینداری دوٗرہ ناوُن ہیوٚنڈ نہ مُسلمان؟
بدنام گوٗر ہتھ دین مذہب دارہ! خبردار!

(۶) بے وایہ باغس ژایہِ نوٚو نوٚو ساتہ تبردار
زاہ باغوان روٗد زاگ ہیٚت ما وارہ! خبردار!

(۷) معصوم یا بے بہ ڈنٹھہ منزِل کُروٗٹھ کڈُن چھُونی
پنہ رادہ رادک دٔلوٚتے لوکہ چارہ خبردار!

(۸) گلزارہ! نیرِت ہارشراوُن دیدہ وٚٹان چھُک
پوہ یاگہ ڈیٹھک کرِژہ گژھہ یک وارہ خبردار!

(۹) زنجیرہِ کھولان بیڑہِ تے زولانہ ژٹان دِیاوٚ
فانی تہٕ [illegible] خبردار!

ترجمہ

خبردار!

(۱) بھلا یہ کس (مظلوم) کی خاطر اِتنا شور و شر بپا ہُوا ہے اور اِتنی ہنگامہ آرائی ہو رہی ہے؟ اے خونخوار! اے دُشمن دار! اے زردار! ہوش میں آ! ہوش میں آ!

(۲) تیرا دم تو اب ٹوٹ رہا ہے! تیری جان تھرّا رہی ہے! اور تیرا جسم پیچ و تاب کھا رہا ہے! اے ظالم شہار! خبردار! اب تو تجھے زِندگی کے محض دو یا تین دِن دیکھنے نصیب ہونگے!

(۳) تو گھر والوں کے گھر مسمار کر کے اپنا گھر وندا تعمیر کرتا ہے! اے جاگیردار! خبردار! وُہ بھی تجھے بے گھر بنا دینگے!

(۴) بیچارے مظلوم اپنی جانکاہی سے تیری شان و شوکت کو بڑھاتے ہیں! اے "دنیادار"! خبردار! تُو کِس بات پر یونہی اِترا رہا ہے؟

(۵) کیا ہِندو اور مُسلمان میں تفریق اور مغایرت پیدا کرنا ہی دینداری ہے؟ اے مذہب دار! ذرا ہوش میں آ! تُو نے دِین اور دھرم کو بدنام کیا ہے!

(۶) اے وائے! باغ (وطن) میں نئے نئے لکڑ ہارے (ظالم) ہر وقت بے تحاشا گھس گئے! لیکن پھر بھی باغبان کبھی اِن کی تاک میں تجھ پی چوکنا نہیں رہا!

(۷) اے معصوم دوست! خبردار! تجھے آگے چلکر ایک کٹھن منزل طے کرنی ہے!
ایسا نہ ہو کہ تُو بچپن میں ہی اپنے دَلوے کھو بیٹھو!

(۸) اے گلزار! تُو ہار اَور ساون کے (گرم) مہینے ختم ہونے ہی آنکھیں مُوند
لیتا ہے (مرجھا جاتا ہے) ! کاشکے تُو پوہ اَور ماگھ کے (برف بار) مہینے بھی
دیکھتا۔ تا کہ تجھے مُشکلات کا اَور تجربہ اَور احساس ہو جاتا!

(۹) اے نو! یہ تو (غلامی کی) زنجیریں کھولتا ہُوا اَور ہتھکڑیاں اَور بیڑیاں
توڑتا ہُوا نکلا! اے لوگو! خبردار! فانیؔ (شاعر) بھی حُبِّ وطن (کی
جنون انگیز شِدّت) سے دیوانہ ہو اُٹھا ہے!

خلائِق سٖپٕن ژٕ دٕیو قیامت!

(۱) لٔتَن تَل وطن ییٚو قیامت!
کھسٕت ہٕوُر ژٕسِت ییٚو قیامت قیامت!

(۲) جہانس اندرِ وانہٕ لوٗگٕک پٕہ پامن
پٕرایٚوٕ نہ ییٚنوٗ قیامت قیامت!

(۳) فسادٕک، عنادٕک، عذابک رٕگن منٛز
نوٗدُیٔ خوٗن دوٗرٕیو قیامت قیامت!

(۴) "امانت" ییٚن خوٗن ہٕوٕت پانہٕ ژٕن چون
سو بایوٗ نہ بایو قیامت قیامت!

(۵) لِحاظُک نہ لولُک، امارُک نہ ہولُک
سٕمَے دارہ سوٗرِیو قیامت قیامت!

(۶) بٕہِ آدمن تراگِ مازس چھ آدم!
خلائِق سٖپٕن ژٕ دٕیو قیامت قیامت!

(۷) کٕمن شٔمن، بیگناہن یتیمن
کٕدِن یٚتِلہ کرایو قیامت قیامت!

(۸) لِحاظانہٕ کٔریٖن زٕ ماجن، بٕینٕن ہنٛد
"حوٗ آبا" ژٕزت ییٚو، قیامت قیامت!

(۹) پھٕجے نازٕ وٗلان سِتے پان ژٕل، ژٕل،

چھ پر دوتہ ژھالو! قیامت قیامت!
(۱) یہ حالاو چھٹ فانبن وۄن زمانس
ترٛ تا وۄہے گیو "قیامت! قیامت!"

؎ (یہ نظم ہندوستان (یعنی موجودہ بھارت اور پاکستان) کے ۱۹۴۷ء کے فرقہ دارانہ فسادات سے متاثر ہو کر لکھی گئی تھی)
مصنف

افسوس! لوگ بھی کیسے آدم خوار دیو بن گئے! یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۱) اے وائے! ہمارا وطن (ظالموں اور جابروں کے) قدموں کے نیچے رَند گیا!
یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

اے وائے! ہمارا وطن بام شہرت پر چڑھتے چڑھتے قعر بدنامی میں گر گیا!
یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۲) اے وائے! اپنوں اور بیگانوں نے ہمارے وطن کو دُنیا بھر میں طعن وتشنیع اور جگ ہنسائی کا شکار بنایا! یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۳) اے وائے! (شر پسندوں کی) رگوں میں دنگا فساد، مردم آزاری اور بُغض و عناد کا ایک نیا ہی خون دوڑ پڑا! یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۴) اے وائے! بھائیوں اور بھائیوں نے ایک دوسرے کا خُون مقدّس پینا شروع کیا۔ (جو کہ اِن کی رگوں میں ایک پاک اور بلند مقصد کے لئے بطور امانت محفوظ تھا۔)! یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۵) اے وائے! پاسِ ادب، محبّت، دردِ فراق (اور انسانیت) کا زمانہ گزر گیا! یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۶) اے وائے! اِنسان اِنسان کو کھانے کے لئے گھات لگائے بیٹھا ہے۔
افسوس! لوگ بھی کیسے (آدم خوار) دیو بن گئے! یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۷) اے وائے! کیسے کیسے معصوموں بیگناہوں اور یتیموں کو اُبلتی ہوئی تیل کی کڑاہیوں میں تل لیا جاتا ہے۔! یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۸) اے وائے! اب تو لڑکیوں، ماؤں اور بہنوں (کی عفت و عصمت) کا احترام ختم ہے! افسوس! شرم و حیا کا پانی لوگوں کی آنکھوں میں جل اُٹھا ہے یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۹) اے وائے! جو (موقعہ پرست اور شر پسند) لوگ (فتنہ و فساد کی) آگ کو بھڑکا دیتے ہیں۔ وہ تو بجائے خود پردوں اور حجابوں میں چھپ کر تماشائی بنتے ہیں! یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۱۰) (وطن کا) یہ رُوح فرسا حال دیکھ کر فانیؔ (شاعر) نے زمانے سے کہا۔ کہ :۔ "یہی مرثیہ روز روز گا۔" یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

ملو وارہ ونہ شیخ نے براہمن کم؟

(۱) دنیاہ کانہ چھو دِل میون ژلمت غمن کمہ؟
ہنا و ِم دِلک داغ لعلِ یمن کمہ؟

(۲) کسندہ نالہ چھم خونِ دِل ہارہ نادان؟
جگر پارہ گوٚر نم مے زیرہ یمن کمہ؟

(۳) چھو کمہ شانہ اِستادہ کوتاہ چھو آزاد!
مگر تمو ژمت بند چھو سروِ چمن کمہ؟

(۴) تمو کِتہ کِرِ دِت کاٹ مظلومسٕی خون
حرمت تماو فرہ چونہ ماشرے من کمہ؟

(۵) چھ ونہ دینکس آہرلس زہرلہ وان
ملو وارہ ونہ شیخ نے براہمن کمہ؟

(۶) امیری غریبی تماشا نصیبک
فرنچ ایز کتہ یہ فرنمز کمن کمہ؟

(۷) چھویم ہو ژمت فانیس نور ہشرک
سو مس چو ژمت سوی چھو جامِ جمن کم؟

بھلا شیخ اور برہمن کو ابھی کس نے ہم آہنگ بنایا؟

(۱) کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ میرے دِل کو کن غموں نے گھیر لیا ہے؟ اور میرے دِل کے داغوں کو کس نے یمن کے لعلوں میں بدل دیا ہے؟

(۲) بھلا کس (مظلوم) کے لئے مجھے خونِ دِل کے آنسو بہانے پر مجبور کرتے ہیں؟ اور میرے جگر کو کس زیر و بم نے پارہ پارہ کیا ہے؟

(۳) واہ واہ! کس شان سے کھڑا ہے اور کتنا آزاد فطرت ہے! ـــــ لیکن اِس سروِ چمن کو کس نے پابجولاں رکھا ہے؟

(۴) بھلا یہ کس (ظالم) نے کسی مظلوم کے خون کو ناخنوں کی راہ سے نکال کر اپنے حنا بند ناخنوں کی مینا کاری کی ہے اور اِن پر نگینے نصب کئے ہیں؟

(۵) اے وائے! ابھی تک دھرم اور دِین کے امرت (آبِ حیات) میں زہر مِلایا جا رہا ہے! بھلا شیخ اور برہمن کو ابھی کس نے ہم آہنگ بنایا؟

(۶) "امیری اور غریبی محض 'نصیبہ ازل' کا ایک کرشمہ اور کھیل ہے!" ـــــ بھلا دھوکہ اور فریب کی یہ بات کس نے کس کو سنائی ہے؟

(۷) جس شراب نے فانی (شاعر) کو یکسانیت و مساوات کا نور دکھایا ہے۔ بھلا وہی شراب کس جامِ جم نے اُسکو پلائی ہے؟

چھالُک ژاو شیطانا گنُوی نیکن بدَن اَندر![1]

(۱) گرٕ ھان کوتاہ چھُو وَوہ نُک شور و شر ماتم کدَن اَندر!
مَدنوارن گمٕت، خُونی بدن گاٗنٹن گرٕ دَن اَندر!

(۲) ٹیٕشت تعلیم تَنٕنیٖ باگرٕ ؤلیَن تہ اَوتارن؟
چھِ ؤرٕ زھہ مرٕ پانہ وٲنی خانہ جنگی سرمدَن اَندر!

(۳) کَسٕ نشر نیکی؟ بدی کٕہ شنر؟ شرافت کیا؟ رذالت کیا؟
جھالُک ژاو شیطانا کنُویٚ نیکن بدن اَندر!

(۴) رٕنس مانٕس خدٲئی، پانہ وٲنی نم تہ ژم دُشمن!
یِھؤ ئے مٕت ٕ آب ؤتھ گامن، شہارن، سرحدَن اَندر!

(۵) گمٕت ژھٕتہ شولہ لِوُک، شمع ہولُک، ژونگ ایمانُک
جوانن، اڈورن، ٹوکٹیٚن، بڈیٚن، پیرن، وٕرٕ دَن اَندر!

(۶) چھُو کوتاہ حیف تِتھ جانس، ژُوس پانس گلان ہن ہن
چھٕوکن، ضربن، ٹمکن، ٹاسن، ذکن، ساسن زدَن اَندر!

(۷) ہوٚنُن نارا تیٖر باغس، تٕرٕ تَو شیٖت دگُل تہ بُلبُل دُور!
مگر گنٕیڈراہ چھِ بدستی شراپچ مَیکدن اَندر!

(۸) گھورن زولانہ یابہ آسن گمٕت، سَرون تہ شمشادن!
چھُو کیا تِلہِ عاشقن ڈلِیشُن کیُن تہندِین قدَن اَندر؟

(۹) دُچھت رنگا زمانُک فاتٕیس چھِنہ آگ باگے کانھ!
چھُو لگمُت پانہ ئیُس زن بُلبُلا کادَن گرٕ دَن اَندر!

[1] یہ نظم اُن فرقہ وارانہ فسادات اَور خُون خرابہ سے متاثر ہو کر لکھی گئی تھی۔ جو کہ ۴۷-۱۹۴۶ ء
میں ہو با کثیر ... بھوں ... ہ ...

آج تو نیکوں اور بدوں کے دلوں میں جہالت کا ایک ہی شیطان گھس گیا ہے!

(۱) اے وائے! ماتم کدوں میں بکاو بین اور شیون وشین کا کس قدر شور وشر بپا ہے! کیوں نہ ہو؟ آخر چیلوں اور گِدھوں (خون آشام قاتلوں) میں پڑکر محبوبوں اور معشوقوں (شریفوں اور اصیلوں) کے (نازنین) بدن خونیں ہو چکے ہیں!

(۲) کیا پیغمبر اور اوتار اپنی تعلیم اور اُپدیش کو بھول تو نہیں گئے ہیں؟ — افسوس! آج پیغمبروں اور اوتاروں کے بیچ ہی خانہ جنگی کی آگ بھڑک اُٹھی ہے!

(۳) ہائے! کس کی نیکی؟ کس کی بدی؟ شرافت کیا؟ اور رذالت کیا؟ — آج تو نیکوں اور بدوں کے دلوں میں جہالت کا ایک ہی شیطان گھس گیا ہے!

(۴) اے وائے! خون اور گوشت میں جُدائی ہو چکی ہے، اور ناخن اور پوست ایک دوسرے کے دشمن بن چکے ہیں! (یعنی بھائی بھائی کا دُشمن بن چکا ہے) افسوس! آج تو شہروں، دیہاتوں اور سرحدوں میں جہالت اور دیوانگی کی یہی ہوا چل پڑی ہے!

(۵) شعلۂ محبت، شمعِ درد اور چراغِ ایمان — اُف! یہ سب کے سب چھوٹوں، بڑوں، جوانوں اور بوڑھوں میں گُل ہو گئے ہیں!

(۶) افسوس صد افسوس! کیسے (نازنین) جسم اور کیسی (گرانقدر) جان کی بوٹی بوٹی اور رتی رتی زخموں، گھاؤں، چوٹوں، دھچکوں، جھٹکوں اور ہزاروں زددوں میں دھیرے دھیرے فنا ہو کر رہ جاتی ہے!

(۷) اے وائے! باغ کے اردگرد آگ لگ گئی اور بجلیوں سے گُل اور بلبلیں جل اُٹھیں! لیکن میکدوں کے اندر شراب کی کس قدر رندمستی چھائی ہوئی ہے!

(۸) جب سروِ آزاد، اور شمشاد بھی بجائے خود پابجولاں ہوں۔ تو بھلا عاشقوں کو اُن کے قدو قامت میں کونسی چیز دستیاب ہو سکتی ہے؟

(۹) زمانے کا عجیب رنگ دیکھ کر فانی (شاعر) دم بخود ہے۔ اور اُسے کوئی راہ نہیں سوجھتی! اے وائے! وہ بھی بجائے خودِ ایک بُلبُل کی طرح کوّوں اور گِدھوں میں پھنس چکا ہے!

جوانن ہُند حال

(۱) نہ جوشا، جنوُنا، نہ پوز غیرتا کانٛہہ
نہ دَردا، نہ دوا، نہ پوز محبتا کانٛہہ

(۲) نہ خوُنس اندر غیرتچ، گرمیا کانٛہہ
نہ لوُلچ، نہ ہوُرچ، دِلس نرمیا کانٛہہ

(۳) ہِمتہ آزماوُن تہ دوگنیار تراوُن
خیالن اندر تِرٛتھ نہ آزادیا کانٛہہ

(۴) ترُٹن زال وہمک، فرٛینگ، گمانُک
نہ نیوٗ کھ وَبولا کانٛہہ، نہ تِرٛتھ ہمتا کانٛہہ

(۵) کنتھن منٛز دلیلا، نہ سنٛزرا نہ گوبرا
نہ کامن تہ کارن ہنٛدی مطلبا کانٛہہ

(۶) لگن ثوُجہالس نہ ساحتی زمانس
وِدان "قسمتس" کانٛہہ، کران واویلا کانٛہہ

(۷) چھوُ کانٛہہ بنٛدہ "وقتُک"، چھوُ کانٛہہ بنٛدہ "تختُک"
منگان مندرن آستانن پناہ کانٛہہ

جوانوں کا حال

(١) اِن میں (یعنی جوانوں میں) نہ جوش ہے، نہ خون ہے اَور ناہی کوئی حقیقی غیرت ہے!
اِن میں نہ درد ہے، نہ تڑپ ہے، اَور ناہی کوئی حقیقی محبّت ہے!

(٢) اِن کے خون میں نہ غیرت وحمیّت کی کوئی گرمی ہے اَور ناہی اِن کے دِل میں محبّت اور سوز وگداز کی کوئی نرمی ہے!

(٣) ذرا یکسانیت کو آزماتے اَور دورُوئی اَور مغائرت کو خیرباد کہتے! — اِن کے خیالات میں اِتنی آزادی بھی نہیں ہے!

(٤) ذرا وہم وگمان اَور مکروفریب کے پردوں اَور جالوں کو تار تار کر کے رکھ دیتے! — ان میں نہ ایسا کوئی ولولہ ہے اَور ناہی ایسی کوئی ہمّت ہے!

(٥) اِن کی باتوں میں نہ منطق ہے، نہ گہرائی ہے اَور نہ کوئی وزن ہے - اَور ناہی اِن کے کاموں کا کوئی خاص مقصد ہے!

(٦) نہ تو یہ دُنیا (کے فرسودہ نظام) کا محل از سرِ نو تعمیر کر سکتے ہیں اَور ناہی یہ زمانے سے راضی اَور مطمئن ہیں! کوئی اپنی "قسمت" کو جھینکتا ہے اَور کوئی محض واویلا کرتا ہے!

(٧) کوئی "وقت کا بندہ ہے (ابن الوقت ہے) اَور کوئی "تاج وتخت" کا بندہ ہے (سرکار پرست ہے)! اَور کوئی مندروں اَور آستانوں (زیارتگاہوں) میں اپنی پناہ ڈھونڈتا ہے۔

(آدھا [illegible] انگ [illegible])

شُوبیا ثیُون مزارٕ ئی تہ شمشان زانُن ؟

(۱) چھُو درد وطن دین وایمان زانُن
چھُو یکسان ہوُنڈ تَے مُسلمان زانُن

(۲) گرُن بِل چھُو نتِھ پاٹھِ سنٛثین تہ پردین
گرِت زان یُتھ ثیُنہ اِنسان زانُن

(۳) چھ مندر مشیدَے ثلان فِتنہ ثُور تُور
گناہ شورہ خانن چھُو اَستان زانُن

(۴) وَنُو کیا ثمِس ڈٕلہمتِس دہندارس
زمین زانِنے لیس چھُو اسمان زانُن؟

(۵) کُنی مُشرِ چھ یتھ سِٹھ مرُن زیُون چھُو مَنِتُن
شُوبیا ثیُون مزارٕئی تہ شمشان زانُن؟

(۶) وطنداره اِثِراوُ ناسُور وطنک
پزِئی وُثِن رٔتِن پان لُقمان زانُن؟

(۷) گرن فاقہ یمِہ سورگہ مُلکک غریبی
چھ گوُس خورتنہ ہکُس چھُو غلیان زانُن؟

(۸) چھُو نیرُن گیوان فانِس گرِت وطنک
یہوَے لس چھُو گیتانہ فرقان زانُن

کیا مزار اور شمشان (مرگھٹ) کو دو الگ الگ چیزیں سمجھنا جائز ہے؟

(۱) (ہمیں) دردِ وطن کو دین و ایمان سمجھنا ہے! اور ہندو اور مسلمان کو ایک ہی نظر سے دیکھنا ہے!

(۲) (ہمیں) اپنوں اور بیگانوں میں اس طرح سے تال میل پیدا کرنا ہے۔ کہ بیشتگی تعارف اور جان پہچان کی بدولت انسان کو جاننے کی ضرورت نہ پڑے۔!

(۳) مندر اور مسجدیں نئے نئے فتنے بپا کرتی ہیں! گناہ ہے ایسے بارود خانوں کو آستان (متبرک زیارت گاہیں) سمجھنا!

(۴) بھلا اس بھٹکے ہوئے دین دار سے کیا کہیں جو کہ زمین (یعنی عالم سفلی کی حقیقتوں) کو سمجھنے کے بغیر ہی آسمان (یعنی عالمِ علوی) کو جاننے کی سعی لاحاصل کرتا ہے؟

(۵) ایک ہی مٹی (دھرتی) تو ہے۔ جس پر انسانوں کو جینا مرنا ہوتا ہے! کیا مزار اور شمشان (مرگھٹ) کو دو الگ الگ چیزیں سمجھنا جائز ہے؟

(۶) اے وطندار! تو وطن کے ناسور مندمل کر! تجھے ثواب اپنے آپ کو نعمان سمجھنا چاہئے!

(۷) جس جنتِ ارضی (کشمیر) کے غریب فاقہ کشی کر رہے ہوں۔ بھلا وہاں کون حور ہے؟ اور کس کو غلمان سمجھا جا سکتا ہے؟

(۸) مرحبا! فانی (شاعر) کو ثواب وطن (کی آزادی) کا گیت گاتے ہوئے نکلنا ہے! اور اسی گیت کو اسے گیتا اور قرآن سمجھنا ہے!

نوجوانس کُن

اندر وارِہ اَژھ بوستانا نووُئی ہیت

(۱) زمانس اندر اَژھ زمانا نووُئی ہیت
جہانس اندر اژھ جہانا نووُئی ہیت

(۲) کرُن پیدہ آدم گمانا نووُئی ہیت
زمینا نوئی، آسمانا نووُئی ہیت

(۳) قدم تُل وُفان مکھ طفانا نووُئی ہیت
نووُئی دَم تہ خم دِل وبانا نووُئی ہیت

(۴) تبرلائے نزٹ مول پُرانین کُلیَن ہندر
اندر وارِہ اژ، بوستانا نووُئی ہیت

(۵) گمت باغ ویران ہے ہے! اَژُس جل
بہارا نووُئی، باغبانا نووُئی ہیت

(۶) وَنی عشقہ موٗت کیا، جنوُنی بنت نیر
زبانا نوئی، داستانا نووُئی ہیت

(۷) چھُو دُنیہ زونمت وارہ رازِ خدی کمہ؟
نووُئی نیراک رازدانا نووُئی ہیت

(۸) نیتھر ہیون چھُو وون، زیرہ پرانس نِظامس

ژٕہ وَنٕہ تھوٗد فقط اک بہانا نوٗوٕی ہیٚت

(۹) کَرُن کیا چھُو گورن، مُلن، وعظ خوانن؟
بزُرگ گاشِس ہاوٕ آن بانا نوٗوٕی ہیٚت

(۱۰) نہ تھاوَن لٔدِت تھٕہٕ یتھ "قسمتُک" راہ
لُکن گرٕژھہ تیتھُوی آب، دانا نوٗوٕی ہیٚت

(۱۱) جبینَن چھُو حالاگمُت سجدہ دِیٔ دِیٔ
ژٕندن سیٚتی ۓ روز آستانا نوٗوٕی ہیٚت

(۱۲) دِلن منز نوٗوٕی یژدہ گرہ جوش تہٕ ہوش
تیتھُوی فانُن پکھ ترانا نوٗوٕی ہیٚت

ترجمہ
نوجوان سے خطاب

باغ میں ایک نیا ہی بوستان ساتھ لیکر داخل ہو جا!

(۱) زمانے میں ایک نیا ہی زمانہ ساتھ لیکر داخل ہو جا! اور دُنیا میں بھی ایک نئی ہی دُنیا ہمراہ لے کر قدم رکھ!

(۲) اِنسان کو ایک نئے ہی تصوّر، نئی ہی زمین اور نئے ہی آسمان کو ساتھ لے کر پیدا کر!

(۳) قدم اُٹھا اور ایک نیا ہی طوفان، نیا ہی دَم خم، نیا ہی دِل اور نیا ہی ذہن ساتھ لیکر مائل پرواز ہو جا!

(۴) پُرانے درختوں کی جڑوں کو کلہاڑے سے کاٹ اور باغ میں ایک نیا ہی بوستان ساتھ لیکر داخل ہو جا!

(۵) اے وائے! سارا باغ ویران اور اُجاڑ ہو چکا ہے! تُو اِس میں فوراً داخل ہو جا — ایک نئی ہی بہار اور نئے ہی باغبان کو ساتھ لیکر!

(۶) بھلا دیوانۂ عِشق تجھے کیا بتائے گا؟ تو خوشبو نی بن کر نِکل ——— ایک نئی ہی زبان اور نئی ہی داستان کو ساتھ لے کر!

(۷) بھلا ابھی تک رازِ خودی کو کِس نے بخوبی سمجھ لیا ہے؟ تُو ایک نئے ہی راز داں کو ساتھ لے کر چل!

(۸) اب تو پُرانے (زائدالمیعاد فرسودہ) نظام کو محض ایک جنبش سے گرنا ہے!

تو فقط زر (اس کی گراوٹ کا) ایک بہانہ لیکر کھڑا ہو جا!

(۹) بھلا برہمنوں، مُلّاؤں اور واعظوں سے تیرا کیا واسطہ؟ تو حق و صداقت کی روشنی ایک نئی ہی آب و تاب کے ساتھ دکھا!

(۱۰) جس "آب و دانہ" کے ساتھ "قسمت" کا ڈھونگ وابستہ نہ ہو۔ تو لوگوں کے پاس وہی "آب و دانہ" ساتھ لے کر جا!

(۱۱) اے وائے! سجدے دے دے کر جبینوں کا کیا حال ہو چکا ہے! تو زندہ دلوں کے ساتھ ایک نئے ہی آستان میں قیام کر!

(۱۲) جو دلوں میں نیا ہی جوش و خروش اور ہوش پیدا کرے۔ تو فانیؔ (شاعر) کا وہی ترانہ گاتا ہوا چل!

خوابؔ و خیالن چھُوٚدرُن نارہ بَنِن منٛزر!

(۱) آسہِ ژٕوٕدٕی نارہ گرزُن رازہ وَنَن منٛزر!
باسہ ژٕوٕسیٔ سازہ وَزُن نارہ کٔنِن منٛزر!

(۲) آسہِ کرُن ڈٕوہلِہ شہَن رازہ کٕنٛن راچھر!
نارہ ژٕھنٛٹ آسہِ سٕنزرُن آبہ گھنن منٛزر!

(۳) آبہ ژٕوڈَن، وادہ وُرڈن ناوہ فریچ ر!
خواب وخیالن چھُوٚدرُن نارہ بَنِن منٛزر!

(۴) پرٛدہ ژٕرٕٹ نیرِہ قلاپَو تہٕ بلایَو!
آسہِ پٕرٕرِ وارہ پرُن ژُورہ سٕسنن منٛزر!

(۵) روزِہ کرُن خارہ کرَیِن ہُند تہٕ گوڈن ہُند!
یھاسہِ رزن آسہِ کرُن تارہ یَنِن منٛزر!

(۶) روزِہ گوٚبہن منٛزرنہ نسبت شانِ فقیری
آسہِ خدائی نہٕ سٕنزرُن پژھہ برنَن منٛزر!

(۷) خوٗنِ جِگر دامہ چوان یِم چھہ غریبَن
آسہِ مَن تولہ برُن سیر متَن منٛزر!

(۸) لولہ ہیتِیَن لالہ فلیَن نالہ متیُن ہند
آسہِ لرُن آسہِ برُن لولہ وَنن منٛزر!

(۹) فانیسیٔ سازِ دلس آسہِ ژٕوٕیٔ موزا
آسہِ [illegible] تان نٔنن منٛزر!

ترجمہ

خوابِ خیال کے خرمن نذرِ آتش ہو کر خاکستر ہو جائیں گے!

(۱) "شاہی" جنگلوں میں تو اب (مظلوموں کی) ایک نئی ہی گرجن ترجن ہو گی۔
اور ناز بھرے کانوں میں اب سازوں اور ربابوں کی ایک نئی ہی آواز گونجتی
ہوئی معلوم ہو گی۔

(۲) شیروں کو ہی اب روزِ روشن میں قربانی کے بکروں کی حفاظت کرنا ہو گی۔
اور آگ کے شعلوں کو پانی کے ساتھ میل کرنا ہو گا۔

(۳) مکر و فریب کی کشتیاں تو اب آندھی سے پاش پاش ہو کر غرقاب ہو جائینگی
اور خواب و خیال (کے خرمن) نذرِ آتش ہو کر خاکستر ہو جائیں گے۔

(۴) صداقت تو اب پردے پھاڑ کر فصیلوں (یعنی قید و بند) اور ابتلاؤں
کی آزمائشوں میں سے آشکارا ہو کر نکلے گی۔ اور چھپائے سے نہیں
چھُپ سکیگی۔

(۵) اب تو ہتھکڑیاں اور بیڑیاں (آزاد) ہاتھوں اور پاؤں کو دیکھ کر
رشک کرینگی۔ اور پھانسی کی رسیاں تار تار ہو کر جل اُٹھیں گی۔

(۶) اب تو شانِ فقیری (سماج سے مُنہ موڑ کر) محض غاروں اور گپھاؤں
میں ہی اقامت گزیں نہیں ہو گی۔ اور نا ہی اُلوہیت بڑ کے درختوں
اور قبرستانوں پر اُگنے والے پودوں میں مستور رہے گی۔

(۷) جن لوگوں نے غریبوں کے خونِ جگر کی مُفت کشید لگائی ہے اُنہیں
تو اب اِس خُون کے ایک ایک تولہ کی تلافی (اپنے خون سے)

سیروں اور منوں کے حساب سے کرنا ہوگی۔

(۸) اب تو محبّت کے جنگلوں میں عاشقوں اور معشوقوں کے بیچ بوس و کنار کا محبّت بھر الیین دین ہوگا۔

(۹) قاآنی (شاعر) کے سازِ دل میں اب ایک نیا ہی سوز ہوگا۔ اور اُسے بھی بجائے خود (چنگ و رباب کی طرح) ترنّم و ترزمزم کے ساتھ بجنا ہوگا۔

مصنّف کی سابقہ تخلیقات (بزبانِ کشمیری)

نمبر شمار	نام کتابچہ	پبلشر یا پبلشرز
(۱)	پوشہ ڈال،	مصنّف خود بذات
(۲)	پوشہ باغ	غلام محمدؐ نور محمدؐ تاجران کتب مائسمہ بازار۔ سرینگر (کشمیر)
(۳)	ترانۂ زندگی	حالی پبلشنگ ہاؤس اردو بازار۔ جامع مسجد۔ دہلی
(۴)	تفسیرِ حال	ایضاً

"ترانۂ زندگی" اور "تفسیر حال"

ادب نواز نظروں میں

(ڈاکٹر غلام محی الدین صاحب صوفی سابقہ رجسٹرار دہلی یونیورسٹی
ومصنّف تواریخِ کشمیر (بزبانِ انگریزی) الموسومہ "کشمیر"

"۸۱ نریان روڈ۔ نیو ٹاؤن۔ کراچی ۵۔ پاکستان
منگل ۷، ستمبر ۱۹۵۴ء

جنابِ والا فانی صاحب! بندگی عرض ہے۔ جناب نے سرفرازا جو یاد فرمایا۔ اور "ترانۂ زندگی" اور "تفسیر حال" ارسال فرمائے۔ بہت بہت شکریہ۔ گزشتہ ملاقاتوں کا لطف نصیب ہُوا۔ آپ کا کلام درد اور حقیقت کا آئینہ دار ہے۔ خدا کرے، زورِ بیاں اور زیادہ ہو!

غلام محی الدین صوفی"

"یہ دونوں کتابچے فانی صاحب کی کشمیری شاعری میں رشحاتِ تخیّل کا نتیجہ ہیں۔ کشمیری شاعری کے دَورِ جدید میں مصنّف کو بلند مقام حاصل ہے۔ لہٰذا ہم کشمیری شاعری سے دِلچسپی رکھنے والے حضرات سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وُہ ہر دو کتابوں کا مطالعہ کر کے فانی صاحب کی نازک خیالی سے مستفید ہوں۔ مصنّف نے کشمیری اشعار کا ترجمہ بھی کتاب کے آخر میں درج کیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ کو کشمیری پر کافی عبور حاصل ہے۔

ہم کشمیری اَور غیر کشمیری اصحاب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وُہ اِن ہر دُو کتب کا مطالعہ کر کے اپنی عِلم دوستی کا ثبوت دیں۔"

("امر" جموں مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۵۴ء)

"پنڈت پیتامبر ناتھ درفانی کاشمیری کشمیری زبان کے مشہور شاعر ہیں۔ اِس نظم (تفسیرِ حال) میں جو کہ ۱۵۷ اشعار پر مشتمل ہے۔ شاعر نے پہلے ۲۸ اشعار میں کشمیر کی صنفِ نازک سے چند سوال پُوچھے ہیں۔ مثلاً

"کیا تمہاری زلفوں اَور لٹوں کی خستگی اَور آوارگی ہی تمہارے غموں، رنجشوں اَور ملالوں کی گواہی تو نہیں دے رہی ہے؟"

"کیا تمہارے ہی دُکھوں اَور دردوں سے زوجہ بالوں، بابا لوں (یعنی پیر پنچالوں) اَور ہمالوں کے سر سفید تو نہیں ہو چکے ہیں؟"

"کیا ابھی تک تمہارے معصوم نونہالوں کو آدھی رات کو جگا کر اَور اُن کے شیر آلودہ ہونٹوں کو لگام دے کر بیگار کے لئے لیا جا رہا ہے؟"

"بھلا تمہاری شرم و حیا کی پونجی کو کِس نے لُوٹا کر تم سے چھِنوا یا ہے؟

اُور تمہاری زُلفوں اور خالوں کی نیلامی کس نے کرائی ہے ؟"

آخری ۹ شعر عورتوں کی طرف سے جواب پر مشتمل ہیں جو جواب دیتی ہیں کہ

"جو لوگ عام محفلوں میں آزادی کا دم بھرتے رہتے تھے۔ آج وہی لوگ دوسروں کی زبان کو گُدّی سے کھینچنا عینِ ثواب سمجھتے ہیں!"

"جو لوگ کل رہزنوں، چوروں، اَور ٹھگوں کی گردنیں مروڑتے تھے۔ آج وہی لوگ اپنے چہروں پر نقاب اوڑھ کر ڈاکہ مارتے ہیں!"

"کل جو لوگ عورتوں کی عظمت کو تعریفوں سے عرش بریں پر پہنچاتے تھے۔ آج اُنہی عالی جناب حضرات نے ہماری عفّت و عصمت کو خاک میں ملا دیا!" الخ

یہ نظم ہر پڑھی لکھی کشمیری عورت کو موجودہ دَور میں پڑھنی چاہئے۔ اِس میں حُبِّ وطن اَور کشمیر کے موجودہ دردناک حالات کا ذکر جس پیرایہ میں کیا گیا ہے۔ وُہ قابلِ تعریف ہے۔ یہ اندازِ بیان کم از کم کشمیری زبان کے لئے نرالا ہے"

"آوازِ حق" راولپنڈی (پاکستان)
مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۲ء

"یہ دونوں کتابچے فانی صاحب نے کشمیری شاعری میں لکھے ہیں۔ اور ان کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فانی صاحب کو کشمیری شاعری کے دورِ جدید میں بلند مقام حاصل ہے۔

کشمیری شاعری میں دلچسپی رکھنے والوں کو ان کتابچوں کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔ مصنّف نے کشمیری اشعار کا ترجمہ بھی کتابچوں کے آخر میں درج کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ آپ کو کشمیری شاعری پر عبور حاصل ہے فانی صاحب کے ان کتابچوں کا مطالعہ کرنا علم دوستی کا ثبوت دینا ہے۔ اور کشمیری اور غیر کشمیری اصحاب ان کا مطالعہ آسانی سے کر سکتے ہیں"

("سویرا") جموں مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۵۴ء

"پینامبر ناتھ در فانی کاشمیری۔ بی۔ اے۔ کشمیری پنڈت در خاندان کے نوجوان چشم و چراغ ہیں۔ بی۔ اے پاس کرنے کے بعد ڈیموکریٹک پارٹی اور نیشنل کانفرنس کے ساتھ ملحق رہے اور کچھ دیر نیشنل کانفرنس کے اوفیشل آرگن "خدمت" میں بھی بطور سب ایڈیٹر کام کرتے رہے۔ کشمیر پر بھارتی حملہ کے بعد حالات ہی بدل گئے۔ در صاحب کی حساس طبیعت نے دیکھ لیا کہ یہاں حق و انصاف کی بجائے غنڈہ راج قائم ہو رہا ہے۔ شیخ محمد عبداللہ کے ساتھ والہانہ عقیدت کے باوجود آپ کی غیور طبیعت اُس نازیبا کو برداشت نہ کر سکی۔ جو بھارتی سنگینوں کے سایہ تلے مقبوضہ کشمیر میں پروان چڑھ رہی تھی۔ آپ مجبوری کی حالت میں کشمیر چھوڑ کر بھارت چلے گئے۔ اور اپنے دوستوں اور عزیزوں کے ذریعہ کوئی پرائیویٹ...... ملازمت...... حاصل کر کے گزر اوقات کرنے لگے۔

کچھ عرصہ کے بعد واپس کشمیر چلے گئے۔ اور اپنی اہلیہ اور دوسرے متعلقین کو بھی اس مبدّل بہ جہنّم جنّت سے نکال کرلے گئے۔ اِس کے بعد ایام تعطیلات میں اک خاموشی کے ساتھ اپنے وطن کے درشن کرکے چلے جاتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس دفعہ سفر کشمیر نے ان کے زخموں کو اور بھی گہرا کر دیا ہے اور وہ بخشی وزارت کے مظالم دیکھ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ در صاحب نے "تفسیر حال" کے عنوان سے ۱۶ صفحوں کا ایک منظوم پمفلٹ شائع کرایا ہے۔ جس میں دو کشمیری نظمیں درج ہیں:۔ "دختران کشمیر سے سوال" اور "دختران کشمیر کی طرف سے جواب" ان دو نظموں میں جس چنگیزیت اور بربریت کا نقشہ کھینچنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس کا بھارتی مقبوضہ کشمیر میں دور دورہ ہے۔ بھارتی عوام کو حقیقت حال سے روشناس کرنے اور کشمیر میں روا رکھی ہوئی اپنی درندگی کا احساس دلانے کے لئے کتابچہ کے آخری حصہ میں دونوں نظموں کا اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ خیالات اور واقعات کے لحاظ سے مقبوضہ کشمیر کے موجودہ حالات کی صحیح تصویر کھینچی گئی ہے"۔

("ہماری آواز" راولپنڈی (پاکستان)
مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۵۳ء)

حرفِ آخر

اگر یہ منظوم کتاب قارئینِ کرام کے تفننِ طبع کا باعث بن سکی۔ تو میں سمجھوں گا۔ کہ اِسکی ترتیب و تدوین اور طباعت و اشاعت میں میری اور میری رفیقۂ حیات پرتھا نیز خواجہ صدرالحسن صاحب (ناشر) اور خواجہ شوکت علی صاحب (کاتب) کی محنت ضائع نہیں ہوئی ہے میں "قارئینِ کرام" کے زمرہ میں اُن خودغرض، ابن الوقت اور کنبہ پرور سیاسی لیڈروں کو چاہئے۔ وہ میرے دوست ہوں یا دشمن، شامل نہیں سمجھتا ہوں۔ جو کہ اپنے مخلص اور بے لوث سیاسی رفیقوں کو آلۂ کار بنا کر اور اپنے بلند بانگ دعاوی اور اصولوں سے منحرف ہو کر کبھی ایک حکومت اور کبھی دوسری حکومت سے یا گاہے ایک سیاسی تنظیم اور گاہے دوسری سیاسی تنظیم سے ہزاروں روپیہ اینٹھ لیتے ہیں۔ اور اپنی توند کو بڑھاتے ہیں۔ اور دنیا کے سامنے اپنی معصومیت اور گریہ و مسکینی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ بلکہ میرا روئے سخن اُن غیور اور خوددار ادب نواز حضرات کی طرف ہے۔ جو کہ شمع ادب پر پروانے بن بنکر گر آتے ہیں۔ اور اپنی چند در چند مالی مشکلات کے باوجود ادب کی خدمت اور نشر و اشاعت میں انتہائی جگر سوزی اور کد و کاوش سے کام لیتے ہیں۔

فانی کاشمیری

ختم شد